قصائد حکیم قاآنی معہ مقدمہ

جس میں

ملک الشعراء حسان العجم مرزا حبیب قاآنی شیرازی کے

حالات زندگی اور اُن کے کلام پر

نقد و تبصرہ

اور

قصائد کا انتخاب ہے

جس کو

حافظ جلال الدین احمد جعفری زینبی

نے مرتب کیا

عبدالواسع جعفری کے اہتمام سے

مطبع انوار احمدی واقع الٰہ آباد میں چھپا

فہرست مضامین

مقدمہ بر قصائدِ قاآنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاآنی کے حالات

میرزا حبیب نام۔ قاآنی تخلص۔ میرزا ابوالحسن گلشن شیرازی کا لڑکا تھا۔ یہ قبیلۂ زنگنہ سے تھا۔ جب قاآنی نے ہوش سنبھالا تو اسکے باپ نے اس کو مکتب میں بٹھایا۔ وہاں اس نے چند درسی کتابیں پڑھیں۔ قاآنی جب گیارہ سال کا ہوا تو باپ کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔ فطری فطانت اور جبلی استعداد سے علوم کی تکمیل اور فنون کی تحصیل کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔ شیراز سے خراسان روانہ ہوا مشہد مقدس میں قیام کیا۔ اور تحصیل علوم میں مشغول ہوا۔ اُسی ایام طفلی میں شعر کہنا شروع کیا۔ اور اُس کے نمکین اور شیریں کلام کی شہر میں شہرت ہوئی۔ لوگ جوق جوق اس کا کلام سُننے آتے تھے اور اس خورد سالی میں اس کے کلام کی بزرگی کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ اس وقت شاہزادہ شجاع السلطنتہ حسن علی میرزا خراسان کا گورنر تھا۔ اُس نے بھی قاآنی کے اشعار کی تعریف سُنی قاآنی کو اپنے دربار میں بلوایا۔ تو فی الحقیقت اُس کو جوہر قابل پایا شاہزادے نے قاآنی کو باوجودیکہ خورد سال تھا اپنے ندما کے زمرے میں شامل کر لیا۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری پوری

توجہ کی۔ قاآنی نے بھی رات دن محنت اور کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ
اُٹھا نہ رکھا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ قاآنی نے قواعدِ نحو۔ اشتقاقات
صرف۔ قوانینِ منطق۔ محاسنِ بدیع۔ نکاتِ معانی۔ دقائقِ معانی۔ اصولِ ہندسہ۔
میزانِ حساب۔ مسائلِ نجوم۔ دلائلِ احکام۔ براہینِ حکمت۔ فوائدِ کلام
اصولِ فقہ۔ اور فقہ میں پورا پورا تبحر حاصل کر لیا۔ پھر عربی فنونِ ادب
حاصل کرنے کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں بھی وہی کمال حاصل کیا جو دری اور
پارسی نثر و نظم میں حاصل کیا تھا پھر ترکی زبان سیکھی۔ اور اس میں بھی کمال
پیدا کیا۔ غرض دس گیارہ برس میں ہنر و کمال کا مجموعہ بن گیا جب
شاہزادہ رے سے آیا۔ اور فتح علی شاہ شہنشاہِ ایران کے دربار میں حاضر
ہوا تو اس نے قاآنی کے اشعار کی تعریف بادشاہ کے سامنے بیان کی۔ بادشاہ
نے قاآنی کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ قاآنی مشہد سے رے آیا۔ اور ایک قصیدہ
لکھکر شاہی دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے قصیدے کو سنا اور نہایت
پسند کیا۔ اور قاآنی کو مجتہد الشعرا کا لقب عنایت کیا۔

جب محمد شاہ ایران کے بادشاہ ہوئے تو اُن کے زمانے میں فارس و عراق
کے باکمال لوگ دار الخلافہ میں جمع ہوئے اور ہر شخص استعداد و قابلیت کے
موافق عواطف شاہی سے بہرہ اندوز ہوا۔ بادشاہ نے قاآنی کے لیے حکم
دیا کہ وہ ہمیشہ رکابِ ہمایوں میں ساتھ ساتھ رہے اور قاآنی کو حسان العجم کا
لقب دیا۔ اسی زمانے میں محمد شاہ کی یہ رائے ہوئی۔ کہ شاہی ملازم اہلِ فرنگ
کی زبانیں خصوصاً فرنچ زبان سیکھیں اور کمال پیدا کریں۔ قاآنی نے

فرنچ زبان سیکھی اور اُس میں اِس درجہ کمال پیدا کیا کہ اگر صورت اور لباس کا تغیر شک میں نہ ڈالتا تو کوئی یہ تمیز نہیں کرسکتا تھا کہ کہنے والا پارسی ہے یا پارسی
پھر قاآنی نے ایک مسمّط شاہزادہ اعتضاد السلطنتہ علی قلی میرزا کی تعریف میں لکھا اور اُس میں حسبِ ذیل علمی مسائل کو نہایت خوبی سے بیان کیا۔ وجود واجب۔ اثباتِ ہیولیٰ۔ ابطالِ جزءِ لایتجزیٰ۔ تحقیق عقولِ بسیطہ و نفوسِ مجرّدہ۔ ضبطِ حرکاتِ اجرامِ فلکی۔ اجسامِ عنصری کی ماہیتوں کی کیفیت۔ ترکیب اور بسیط کا فرق۔ قطر اور محیط کی نسبت کا تعیّن۔ اُن لوگوں کا اختلاف جو اِس بات کو مانتے ہیں کہ قوّتِ باصرہ شعاع نکلنے کے باعث منطبع ہوتی ہے۔ جذر کعب اور جذر اصم۔ شعرا اور زبان کے متعلق نکات عجم و عرب کے شاعروں کی روایتیں اور علمِ ادب کے متعلق علوم۔
قاآنی یہ مسمّط لے کر شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا اور شاہزادے کو سُنایا۔ اُس پر شاہزادے نے قاآنی کو اپنے یہاں نوکر رکھ لیا۔ آٹھ برس تک قاآنی وہاں نہایت عیش و آرام سے رہا۔ اس وقت ناصر الدین شاہ ولی عہد تھے شاہزادے نے قاآنی کی ولی عہد سے سفارش کی۔ اور قاآنی کی ولی عہد کے دربار میں رسائی ہوئی۔ جب ناصر الدین شاہ بادشاہ ہوگئے۔ تو انھوں نے قاآنی کا ایک معقول وظیفہ مقرر کردیا اور ملک الشعرا کا خطاب مرحمت فرمایا۔
قاآنی نے نستر برس کی عمر پائی۔ طہران میں تپ و اسہال کی بیماری میں انتقال کیا۔ تجہیز و تکفین کا انتظام ناصر الدین شاہ نے اپنے ذمّے لیا۔ سالِ وفات میں اختلاف ہے بعض ۱۲۷۰ھ بتاتے ہیں اور بعض ۱۲۷۱ھ

قاآنی کے اخلاق وعادات قاآنی نیک خصلت۔ شیریں کلام۔ بلند ہمت۔ پاک فطرت۔ متواضع اور ملنسار تھا۔

قاآنی اور ہندوستان کا شوق شیخ سعدی اور خواجہ حافظ کی طرح قاآنی کے دل میں بھی ہندوستان کی سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ اور وہ ہندوستان آنے کے ارادے سے دشت ارژن تک آیا۔ لیکن پھر معلوم نہیں کس وجہ سے وہ ایران لوٹ گیا۔ چنانچہ وہ خود پریشان میں ایک موقع پر لکھتا ہے۔

"در عشر آخر صفر و غالباً اوائلِ بہار و مساوی لیل و نہار بود کہ از شیراز با طائفۂ دوستاں بہ عزم ہندوستاں بر آمدم"

قاآنی کو عربی فارسی کی بے شمار مثلیں یاد تھیں وہ نہایت خوش طبع اور ظریف تھا۔ اس نے بچے۔ بوڑھے اور گونگے کے مکالمے کو انھیں کی زبان میں نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اُس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

پیرکے لال سحرگاہ بہ طفلے الکن ‏ — می شنیدم کہ بدیں نوع ہمی راند سخن

کاے ز زلفت صصصبحم ششاشاشامم تاریک ‏ — وے ز چہرت ششاشاشامم صصصبحم روشن

تتتریاکیم وے ششہدِ لبت ‏ — صصصبر و تاتاتابم ررررفت از تن

طفل گفتا مممن را تتقلید مکن ‏ — گگگم شو ز برم اے کککمتر از زن

ممنخواہی ممشتے بکلکلت بزنم ‏ — کہ بیفتد مممغزت مممیان ددہن

پیر گفتا ووواللہ کہ معلوم است این ‏ — کہ زادم منِ بیچارہ ز مادر الکن

ہہہفتاد و ہہشتاد و سہ سال است فزون ‏ — گگگنگ و لالالالم بخلاقِ زمن

طفل گفتا خخدا را صصصد بار ششکر ‏ — کہ برستم بہ جہاں از مملال و محن

مجن ہسم گگگنگم ممشل تو تو تو   تو تو تو ہم گگگنگی ممشل نمن

قاآنی کے متعلق بقول علامہ شبلی کے قاآنی اخیر دور میں واقعی ایسا شخص ارباب تذکرہ کی رائے میں پیدا ہوا جس نے دفعتہً شاعری کی کایا پلٹ دی لیکن اس کی شاعری کوئی نئی شاعری نہیں بلکہ اس نے سات سو برس کے بھولے ہوئے خواب کو یاد دلا دیا۔ اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ فرخی اور منوچہری نے قاآنی کا قالب اختیار کر لیا۔

آغا احمد علی نے اپنی کتاب ہفت آسمان میں قاآنی کے متعلق لکھا ہے۔

"بعد علی حزیں شاعرے بہ ایں جلالت شان از ایران بر نخاستہ۔ بنیاد سبع الفصحائے"
"وہنر را بہ ارکان اربعہ۔ زبانہائے چہار گانہ فارسی و عربی۔ ترکی و فرانسیسی استوار"
"نمودہ و بہ ہر یکے از زبان ہائے دیگر ہم بجائے رسیدہ کہ اگر بہ تغیر صورت و لباس"
"در رفع شبہ و التباس نمے شد کس واقف ازاں نمے گشت۔ کہ گوئندہ پارسی ست"
"یا پارسی۔ عربی ست یا ترکی"

بقول مرزا غالب قصیدہ گوئی کی ابتدا خاقانی سے ہوئی اور انتہا قاآنی پر۔
مرزا فرصت شیرازی نے آثار عجم میں قاآنی کے متعلق لکھا ہے۔

"صیت فصاحت و بلاغتش در اقطار جہاں گوش زد جہانیاں گردید"

قصائد قاآنی پر نقد و تبصرہ

اس سے پہلے کہ قصائد قاآنی پر نقد و تبصرہ لکھا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ قاآنی کی شاعری کس دور کی ہے۔ اس دور کا

کیا نام ہے؟ اور اس دور کی کیا خصوصیات ہیں؟
قاآنی کی شاعری جس دور کی ہے اُس کو دورِ معاصرین کہتے ہیں۔ اس
دور کا آغاز دولتِ الواریہ کے آخر عہد سے ہوتا ہے۔
دورِ متاخرین کے آخر زمانے میں نازک خیالی، مضمون آفرینی، دقیقہ سنجی
اور موشگافی کا شیوہ انتہائے کمال کو پہونچ چکا تھا۔ مگر کمالے را زوالے ہست
اس بنا پر شاعری کے عروج کے ساتھ ہی اس کا زوال بھی شروع ہو گیا۔
اور شعر اوجِ سخنوری سے گر کر حضیضِ لغز و معمّا تک پہونچا۔ دولت الواریہ کے
آخر زمانے میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے جنھوں نے چاہا کہ شیوۂ قدما پھر
زندہ کریں اور اُن کو معلوم ہو گیا کہ متاخرین کا طریقہ نہایت بے مزہ ہے
یہ اسی قابل ہے کہ اس کو ترک کر دیا جائے۔ ان لوگوں کو بڑا جوش پیدا ہوا۔
اُنھوں نے بڑی کوشش کی۔ اور لوگوں کو روکنا شروع کیا کہ متاخرین
کا طرز نہایت بُرا ہے۔ ہرگز اس کے درپے نہ ہوں۔ اور اُس کو اختیار نہ کریں
اور لوگوں کو اس طرف رغبت دلائی کہ بہتر اور مناسب شیوہ وہ ہے جس پر قدما
نے عمل کیا ہے۔ لہٰذا قدما کے شیوہ کی ترویج کی جائے اور متاخرین کی بدعتوں
کو مٹایا جائے۔ اُن لوگوں نے قدما کے شیوے کی ترویج میں بڑی محنت
کی لیکن یہ لوگ بڑے مرتبے کو نہ پہونچ سکے۔ یہاں تک کہ مشتاق اصفہانی
(سال وفات ۱۱۷۱ھ) کو دولتِ صفویہ کے متاخرین شعرا کے طرز سے نفرت
پیدا ہوئی اور وہ اس بات کے درپے ہوا کہ بلغائے متقدمین کے شیوے کی
پیروی کرنی چاہئے۔ اُس نے حاجی لطف علی بیگ آذر، سید احمد ہاتف اور دوسرے

فصحاء کو اپنے ساتھ لیا اور فصحائے متقدمین کے شیوے کی ترویج اور تجدید کرنے لگا چنانچہ مجمع الفصحا کے مصنف ہدایت طبرستانی نے لکھا ہے۔

سنہ ۱۲۱۲ھ میں فتح علی شاہ قاچار سلطنتِ ایران کے تخت پر متمکن ہوئے۔ آپکی طبیعت میں اس بات کا فطری ذوق اور طبعی شوق تھا کہ فارسی شعرو شاعری کو درجۂ کمال پر پہونچایا جائے - آپ خود بھی شاعر تھے اور آپ کو شاعری کی اصلاح کی طرف بھی پوری پوری توجہ تھی - اس وقت سے شاعری کا ایک نیا دور شروع ہوا - اس دور کے شعرا کو معاصرین کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور اس دور کو دورِ معاصرین کہتے ہیں،

فتح علی شاہ قاچار کی ہنر نوازی اور قدر دانی کے باعث بہت سے نامور حکما فضلا - اور ادبا اپنے وطن چھوڑ کر دار الخلافہ طہران میں جمع ہو گئے۔

مجمع الفصحا کے مصنف ہدایت طبرستانی نے لکھا ہے۔

”چوں خاقان صاحبقران فتح علی شاہ بن جاں سوز شاہ در سال هزار و دویست و
“دوازدہ ہجری بحکم وراثت و وصایت بر سریر سلطنتِ ایران بجائے عم بزرگوار خویش”
“عروج فرمود طبع مبارک ان شہریار بواسطۂ ذوقِ فطری بہ تکمیل شعر و شاعری شائق”
“افتاد و ہمت بر نواختن و پروردن ارباب کمال بگماشت، در عہد ہمایونش بہ یمن”
“تربیت آن والاجاہ جمعے از حکما و فضلا و علما و شعرا و ادبا سر آمد روزگار گشتند”
“و در فن شعر طائفہ از فضلا و فصحا شیوۂ ستودۂ قدما را برگزیدند و بداں سیاق و سباق
و بر یک دگر سبق جستند و نقوش طریقۂ غیر فصیحۂ متوسطین و متاخرین را از توجہ خاطر
روزگار شستند - بعضے بہ طرز خاقانی شیروانی و عبد الواسع جبلی قصاید مصنوعہ

"رنگین مسجع و مقفا سرودند و برخے بہ سیاق فرخی و منوچہری شاہراہِ عذوبت و شیرین
مقالی پیمودند جمعے را ہوائے قانونِ حکیم رودکی و قطران در سر افتاد - و قومے
را بہ سیرتِ استادِ عنصری و امیر مسعود سعد سلمان - و نظرِ طائفہ بہ روشنائی مشعل
حکیم الٰہی سنائی - و غزنوی و جلال الدین محمد مولوی معنوی قدس اللہ اسرارہم در
مسالکِ تحقیق اقتفا خواستند و قافلہ پیرایۂ پیروی حکیم ابو الفرج رونی و انوری
ابیوردی بر تن آراستند - دلیرے چند در میدانِ اقتباس رزمیہ گرمی از آتشکدہ
طبع اسدی طوسی و فردوسی اندوختند - و برخے چند در ایوانِ اکتسابِ بزمیہ
مستی از خاطر نظامی و سعدی آموختند - گروہے طریقہ ازرقی و مختاری اختیار
کردند - و انبوہے بہ شیوۂ معزی دلائی افتخار آوردند - و طبقۂ از حکما و فصحائے
معاصر در دیباں حکیم ناصر خسرو در افتادند - و طائفۂ دل بر زبان و رزی ادیب
صابر نہادند قلیلے شیوۂ ہمہ آں را تتبع نمودہ بہر زبانے بیانے فرمودند و جمعے
جمع کردند درمیانِ قصیدہ بہ سبیل بلغائے قدیم - و غزل بہ رسمِ فصحائے جدید - و
پیداست کہ مردم ذو فنون را بر ذی فن برتریست - و دادِ طرز ہائے مختلف دادن
علامتِ قدرت و کمالِ سخنوری"

اِس تحریر کے بموجب حسبِ ذیل شعرا کا طرز مقبول اور مطبوع سمجھا گیا۔

۱۔ خاقانی شروانی ۔ عبد الواسع جبلی کا
۲۔ فرخی اور منوچہری کا
۳۔ حکیم رودکی اور قطران کا
۴۔ استاد عنصری اور امیر مسعود سعد سلمان کا
۵۔ حکیم الٰہی سنائی غزنوی اور جلال الدین محمد مولوی معنوی کا ۔
۶۔ حکیم ابو الفرج رونی اور انوری ابیوردی کا
۷۔ رزم میں اسدی طوسی اور فردوسی کا

۸۔ بزم میں نظامی اور سعدی کا۔ ۱۱۔ حکیم ناصر خسرو کا۔
۹۔ ازرقی اور مختاری کا۔ ۱۲۔ ادیب صابر کا۔
۱۰۔ معزی اور لامعی کا۔

دورِ معاصرین میں ملک الشعرا صبا کاشانی۔ میرزا ابوالقاسم قائم مقام میرزا عبدالوہاب نشاط۔ میرزا محمد تقی سپہر کاشانی۔ میرزا علی قلی ہدایت طبرستانی وغیرہ نے خاص شہرت حاصل کی۔ لیکن حسنِ قبول اور شہرت عام میں جو مرتبہ قاآنی کو حاصل ہوا وہ اسی کا حصہ تھا۔ چنانچہ خود قاآنی کہتا ہے ؎

بہ آفتاب شبیہ است شعر قاآنی عجب نباشد اگر در جہاں شہیر آمد

اس دور کے شعرا نے قدما کے طرز کا تتبع اس حد تک کیا کہ جن الفاظ کو قدما استعمال کرتے تھے۔ متوسطین اور متاخرین نے ان کو ترک کر دیا تھا یہ لوگ ان الفاظ کو بھی اپنے کلام میں جگہ دینے لگے۔ قدما قواعد عروض و قوافی کی پابندی کی طرف چنداں اعتنا نہیں کرتے تھے۔ اپنے کلام میں عربی کے فقرات۔ نوادر و امثال وغیرہ لاتے تھے۔ ان کی نظر اس بات پر رہتی تھی کہ طرز ادا۔ بندش مضامین۔ خیالات عاشقانہ۔ تشبیہات اور ملیح وغیرہ سب سادہ۔ برجستہ اور بے ساختہ ہو۔ واقعیت اور راستی پر مبنی ہو فصحائے معاصرین ان خصوصیات میں قدما کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اکثر فرخی منوچہری سنائی۔ خاقانی۔ انوری۔ اور سوزنی وغیرہ کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے لکھتے ہیں۔ جوشِ بیان زورِ کلام۔ متانت اور سلاست کے اضافے سے قدما کے تتبع میں اپنی قادر الکلامی کو ثابت کرتے ہیں

قاآنی نے قدما میں سے کن لوگوں کے قصائد کے جواب میں قصائد لکھے ہیں؟

قاآنی نے عنصری۔ فرخی۔ منوچہری۔ سنائی۔ خاقانی۔ انوری۔ اور سوزنی وغیرہ کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے لکھے ہیں۔ وہ اکثر قصیدوں میں اُن شعرا کے تتبع کی طرف اشارے کرتا رہتا ہے ؎

اے شاہ قاآنی منم فردوسی ثانی منم — آرزم خاقانی منم از فکرت و رائے رزین

شاید کہ شوید انوری دیباچۂ دانشوری — باید کہ ساید عنصری بر شست پائے من جبیں

بادشہا حبیب تو چوں ز ثنات دم زند — نیست عجب گر ز سخن فخر کند بر انوری

جہاندارا منستم آن سخن سنج و سخن پرور — کہ از قاآن دوراں لقب گردیدہ قاآنی

منستم آن سخن سنجے کہ دانایان گیہاں را — ز نظم دلکش من در لب است انگشت حیرانی

ز استادان دیرین باد و تن زو آزمائستم — نخستین انوری آنگہ حکیم عصر خاقانی

نہ بہر خودستائی ہست تا بلیدکنش بس اند — کہ خاک پارس پروردی تواند کرد و شروانی

چو تن نیوشد نظم من در زیر خاک — آفریں گوید روان انوری

در بہ بیند عنصری اشعار من — دفتر دانش بشوید عنصری

قاآنی کے قصائد عاری اور سادہ بھی ہیں اور رنگین مصنوع مسجّع۔ اور مرصّع بھی۔ اُس نے جن اساتذہ کا تتبع کیا ہے اُن کے طرز کی پیروی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا ہے۔ وہ قدما کے اُن الفاظ کو جو سیکڑوں برس سے متروک ہو گئے تھے اور جن میں سے اکثر غلط سمجھے جاتے تھے بے تکلف استعمال کرتا ہے اسطرح بلکہ وہ ہر قسم کے واقعات لکھنے کے لیے نہ صرف شاعری کے دائرے کو وسیع کرتا ہے

بلکہ اُس کو زبان کی ترقی بھی ملحوظِ نظر رہتی ہے۔ حتّیٰ کہ شعر کے جو زحافات
متروک ہو چکے تھے قاآنی نے اُن کو بھی استعمال کیا ہے۔ گویا وہ قدما کی
اِس طرح تقلید کرنا چاہتا ہے کہ مطلق فرق محسوس نہ ہو۔

قدما کے خصوصیّاتِ کلام سے قاآنی کے کلام میں کون سے خصوصیّات پائے جاتے ہیں

۱۔ قدرتِ کلام صفائی۔ روانی۔ برجستگی۔ شستگی۔ فرخی کے کلام کا جوہر زبان کی صفائی۔ سلاست
اور روانی تھا۔ وہ ہر قسم کے واقعات بے تکلف
ادا کرتا تھا گویا دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ منوچہری کے کلام
کے خصوصیات میں برجستگی۔ روانی اور شستگی ہے۔ قاآنی کے قصائد کا
بھی نمایاں وصف زبان کی صفائی سلاست۔ روانی۔ برجستگی۔ اور شستگی
ہے۔ بلکہ قاآنی کی ظرافت اور شوخی نے اِن اوصاف میں کچھ اور ہی
لطافت اور خوبی پیدا کر دی ہے۔ جوشِ بیان۔ اور کلام کی بلندی۔ اور
زور نے اِن اوصاف کو یہاں تک چمکایا ہے کہ ایک نقاد اور مبصر کو یہ تسلیم کرنا
پڑتا ہے۔ کہ یہ قادر الکلام میدانِ سخنوری میں قدما کے نہ صرف عناں بر عناں جاتا ہے
بلکہ اِس کی تیز گامی کے باعث قدما کو گرد آسا پیچھے ہی رہنا پڑتا ہے۔
قاآنی نے فرخی کی طرح روزمرہ اور بول چال کو خوب وسعت دی ہے

فرخی

رمضاں رفت و رہی دور گرفت اندر بر

قاآنی

دلکا ہیچ خبر داری کاں ترک پسر

فرخی

خنک آں کس رمضاں را بسرآرد بسر
بس گرامی بود ایں ماہ و لیکن چہ کنم؟
رفتنی رفتہ بہ ور و رے نہادہ بہ سفر
رمضاں گر شد از راہ فراز آمد عید
عید فرخندہ ز ماہ رمضاں نیکو تر
گاہ آں آمد کز شادی پر گردد دل
وقت آں آمد کز بادہ گراں گردد سر
بادۂ روشن و آسودہ و صافی چو گلاب
ساقی دلبر و شائستہ و شیریں چو شکر
مطربا! آں غزل نغز دلاویز بیار
ورنہ دانی بشنو تا غزلے گویم تر
اے دریغا دل من کاں صنم سیمیں بر
دل من برد و مرا از دل او نیست خبر
او دلے داشت گرامی و دل دیگر یافت
کاشکے من دلکے یافتمے نیز دگر

قاآنی

با من از تمازہ دگر بار چہ آورد بسر
بہ لب نوشیں آمد شب دوشیں بسرائے
حلقہ بر در زد و برجستم و بکشودم در
گفت قاآنیکا! تا کے خسپی بہ سرائے
خیز کز روزہ شد اوضاع جہاں زیر و زبر
غالباً مست چناں خفتہ اندر رمضاں
کز مہ روزہ و از روزہ ترا نیست خبر
گفت اے ترک دل آرام مگر باز آمد
رمضاں آں مہ نا شاہد گش فرزانہ پرور
گفت آرے رمضاں آمد و گوید کہ بہ خلق
رقمم از بار خدا دارم و از پیغمبر
وقت آں آمد کاں واعظک از بعد نماز
ہمچو بوزینہ بہ یک بار جہد از منبر

۲- موزوں۔ سنجیدہ۔ اور مناسب الفاظ کی بہتات۔ مرادف الفاظ کا اجتماع

منوچہری بے تکلف موزوں اور مناسب الفاظ کا انبار لگا دیتا تھا۔ مرادف الفاظ بھی بعض موقعوں پر جمع کرتا تھا۔ فرخی۔ سنائی اور خاقانی کے کلام کی بھی یہی حالت ہے

قاآنی اِس وصف میں بھی قدما کا ہمسر بلکہ کچھ اُن سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

۳۔ واقعہ نگاری } کسی چیز کو اِس طریقے سے بیان کرنے کو کہ اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھنچ جائے واقعہ نگاری کہتے ہیں۔ یہ وصف عنصری۔ فرخی منوچہری اور خاقانی وغیرہ سب کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ فرخی ہر قسم کے واقعات کو بے تکلف اِس طرح ادا کرتا ہے گویا دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ منوچہری قصائد کی تمہید میں واقعہ نگاری کا پیرایہ نکال لیتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلسل داستان کہہ رہا ہے۔ اس موقعے پر اُس کی قوت بیان کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محض مداحی کے لئے قصائد نہیں لکھتا۔ بلکہ زبان کی ترقی کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ قاآنی کے قصائد کی تمہید اور تشبیب میں یہ وصف بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔ عنصری واقعات موثر جانہ حیثیت سے نظم کرتا ہے۔ قاآنی نے بھی کئی قصیدوں میں ایسا ہی کیا ہے۔

۴۔ مناظرِ قدرت کی تصوری اور حلیہ نگاری } یہ وصف عنصری کے قصائد میں پایا جاتا ہے لیکن منوچہری کے قصائد اِس وصف میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں منوچہری نے صحرا۔ سبزہ۔ بادل۔ سیلاب وغیرہ کے اوصاف اکثر قصائد کی تمہید میں اِس خوبی سے لکھے ہیں کہ اگر اِس قسم کے اشعار الگ جمع کر دیے جائیں تو نیچرل شاعری کا ایک عمدہ مجموعہ تیار ہو جائے۔ قاآنی کے قصائد میں بھی یہ وصف موجود ہے۔

۵۔ جدت تشبیہ } منوچہری کا خاص انداز ہے کہ جہاں وہ کسی منظر یا حالت کو بیان کرتا ہے تو کثرت سے نئی نئی تشبیہیں بیان کرتا جاتا ہے۔ اس کی اکثر

تشبیہیں مرکب ہوتی ہیں۔ انوری بھی نئی نئی تشبیہیں بیان کرتا ہے۔ قاآنی بھی مرکب ہوں یا مفرد نئی لطیف اور نیچرل تشبیہوں کا انبار لگاتا چلا جاتا ہے۔ ہے۔ مبالغہ انوری کا مابہ الامتیاز وصف ہے۔ قاآنی بھی اس وصف میں انوری کے قدم بقدم چلتا ہے۔ قاآنی۔ ؎

اساسِ قصور خانۂ او بود چنداں کز دو نیما — شد آمد و ہم رامشکل شدہ است از تنگ میدانی

صنائع و بدائع کا استعمال عنصری اور فرخی کے کلام میں صنعت لف و نشر تقسیم۔ سوال و جواب۔ ترصیع وغیرہ پائی جاتی ہیں منوچہری کے صنعت تنسیق الصفات کا خاص طور سے التزام کرتا ہے۔ قاآنی کے قصائد میں بھی ہر قسم کے صنائع و بدائع موجود ہیں تب

سنائی نے یہ قصیدہ فرخی کے جواب میں لکھا تھا ؎

دوش سرمست نگارینِ من آن طرفہ پسر — با یکے پیرہنے با گلِ طرفہ بسر
از سرِ کوچہ فرود آمد متواری دار — کردہ از غایت دلتنگی صد گونہ نظر
نرم نرمک ہمی آن نرگسِ پر خواب گشاد — ژالہ ژالہ عرق از عارض او کردہ اثر
بوسہ بر دو لب من داد ہمی از پے عذر — انبت شوریدہ نگارمت شکر بوسہ بر
شادماں گشتم ازیں کار و گرفتمش در کنار — ہمچو تنگ شکر و خرمن گل تنگ بہ بر
او شدہ خواب و من از بوسہ زدن بر دو رخش — یا دو چشم دو در خش تا بہ سحر جفت سہر
خود کہ داند کہ دراں نیم شب از مستی او — تاچہ برداشتم از بوسہ و ہر چیزے

قاآنی نے اسی مضمون کو زیادہ لطیف پیرائے میں ادا کیا ہے ؎

مست در بستر من خفتہ و رنداں دانند — حالتِ مست کہ در بستر ہشیار افتد

عنصری نے ایک قصیدے میں سوال وجواب کا التزام کیا تھا۔ قاآنی نے بھی دوسری زمین میں ایک قصیدہ لکھا ہے اور اُس میں سوال جواب کا التزام کیا ہے۔ یہاں دونوں قصیدوں کے اشعار درج کیے جاتے ہیں اُس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عنصری اور قاآنی کے کلام میں کیا تفاوت ہے۔

عنصری

ہر سو اے کز آں گُلِ سیراب
دوشش کردم مرا بداد جواب
گفتم آتش بران رُخت کہ فروخت
گفت آں کہ دلِ تو کرد کباب
گفتم اندر عذابِ عشقِ توام
گفت عاشق نکو بود بہ عذاب
گفتم از چیست رُوے راحتِ من
گفت ہر دم ز روئے خسرو شاب
گفتم آں میر نصر ناصر دین
گفت آں مالکِ قلوب و رقاب
گفتم اندر جہاں چو او دیدی
گفت نے و نخواندہ ام بہ کتاب
گفتم اعدائے او دروغ زن اند

قاآنی

گفتم بیا کہ فصلِ بہار آمد اے نگار
گفتا برو کہ وصلِ نگاریں بہ از بہار
گفتم کہ بار یافت ہزاراں بہ گلستاں
گفتا ز گلستان رُخِ من بہ ہزار بار
گفتم بزیر سایۂ گیسو رُخِ تو چیست
گفت ار بکس نہ گوئی خورشید سایہ دار
گفتم کہ اختیار کنم جز تو دلبرے
گفتا کہ عاشقی نہ کند کس بہ اختیار
گفتم بہ آہوانِ دو چشمِ تو عاشقم
گفتا خموش گردنِ شیرِ ژیاں مخار
گفتم ببخش کامِ دلم از کنار و بوس
گفتا بجانِ خواجہ کزیں کام جُو بہ کنار
گفتم مگر نہ دانی مدّاحِ خواجہ ام

عنصری

گفت ہم چو مسیلمہ کذاب
گفتم از مدحِ او نیاسایم
گفت زین سان کنند اولوالالباب
گفتم او را چہ خواہم از ایزد
گفت عمرِ دراز و دولتِ شاب

قاآنی

گفتا اگر چنین است این بوس و این کنار
گفتم کہ صدرِ اعظم خوانندش پادشہ
گفتا کہ بدرِ عالم دانندش روزگار
گفتم کہ ہیچ دانی او را نظیر و مثل
گفتا نیافریدہ ہنوز آفریدگار
گفتم نکو نیارم کاو را ثنا کنم
گفت ار ثنا نیاری دستِ دعا بر آر
گفتم کہ عمر و دولتِ او باد مستدام
گفتا کہ جاہ و شوکتِ او باد پایدار

یہ قصیدہ مطائبہ میں سوزنی کے قصیدے کے جواب میں ہے۔

آمد بہ بزم دوش یکے سادہ پسرے ・ وز مشک فرد ہشتہ دو گیسو بہ قمرے

فرخی نے سلطانِ محمود کے مرثیے میں یہ قصیدہ لکھا تھا۔ اِس قصیدے میں لوازمِ مرثیت کے ساتھ الفاظ۔ بندش اور طرزِ ادا اِس قدر موثر ہے کہ پتھر کا دِل بھی ہو تو پانی ہو جائے۔

شہرِ غزنیں نہ ہمانست کہ من دیدم پار ・ چہ فتاد است کہ امسال دگرگوں شد کار

قاآنی نے اِسی ردیف و قوافی میں یہ قصیدہ مدح میں لکھا ہے۔

یار نیکو تر از آن است کہ من دیدم پار ・ باش تا سالِ دگر خوبتر گردد یار

اِسی قصیدے کے آخر میں کہتا ہے۔

فرخی گرچہ بریں وزن و قوافی گفتہ — شہر غزنین نہ ہمانست کہ من دیدم پار
لیک بر تربتش این شعر کس از بر خواند — آفریں گوید و از وجد بجنبد بہ مزار

قاآنی نے یہ قصیدہ عبدالواسع جبلی کے قصیدے کے جواب میں کہا ہے ۵

فرو گرفتہ گیتی را بہ باغ و راغ و کوہ و در — نم ابر و دم باد و لفِ برق و غو تندر

اس تمام قصیدے میں صنعتِ لف و نشر کا التزام ہے۔

یہ قصیدے انوری کے قصیدوں کے جواب میں ہیں۔

انوری	قاآنی
۱- روز مے خوردن و شادی و نشاط و طرب است	۱- این چہ جشن است کز و جان جہاں در طرب است
ناف ہفتہ است اگر غرۂ ماہِ رجب است	دورِ نہ افلاک از و سور و سرور عجب است
۲- ملک اکنوں شرف و مرتبہ و کام گرفت	۲- باز با صعوہ نہ دانم ز چہ رو رام گرفت
کہ جہاں زیر نگیںِ ملک آرام گرفت	باز گیتی مگر از عدلِ شہ آرام گرفت
۳- ملک مصئون است و حصنِ ملک حصین است	۳- ملک ز انصافِ شہ بہشتِ برین است
منت وافر خدائے را کہ چنین است	دوزخیم ار بہشت چنین است
۴- بسے ز بختِ خود اندر زمانہ نومیدم	۴- دلے کہ ہر چہ کند بر مرادِ یار کند
مگر کہ لطفِ تو بازم امیدوار کند	نخست ترکِ مرادِ وے اختیار کند
۵- این کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب	۵- آنچہ من بینم بہ بیداری نہ بیند کس بخواب
خویشتن را در چنیں نعمت پس از چندیں عذاب	زاں کہ در یک حال ہم در راحتم ہم در عذاب
۶- اگر محولِ حالِ جہانیاں نہ قضاست	۶- اگر نظامِ امورِ جہانیاں نہ قضاست
چرا مجاری احوال بر خلافِ رضاست	چرا بہر چہ کند امرِ شہریار رضاست

قاآنی نے خاقانی کے حسبِ ذیل قصیدوں کے جواب میں قصیدے کہے ہیں۔

خاقانی

۱۔ دلِ من پیرِ تعلیم است و من طفلِ زباندانش
دمِ تسلیم سرِ عشر و سرِ زانو دبستانش

۲۔ صبحدم چوں کلہ بندد آہِ دود آسائے من
چوں شفق در خوں نشیند چشمِ شب پیمائے من

۳۔ در کامِ صبح از نافِ شب مشک است عمدا ریختہ
زریں ہزاراں نرگسہ از سقفِ مینا ریختہ

۴۔ عید است و پیش از صبحدم مژدہ بخمار آمدہ
بر چرخ دوشش از جامِ جم یک نیمہ دیدار آمدہ

۵۔ نثارِ اشکِ من ہر شب شکر ریز است پنہانی
کہ ہمت را ز ناشوئیست با زانو و پیشانی

قاآنی

۱۔ فلک دوشش از عروسِ خم تہی چوں گشت دامانش
چو عماں چہرہ شد پر ورزسیمیں از شکِ غلطانش
شہا چوں دُرفشاں گردیدہ در مدحِ تو قاآنی
بود خاقانیِ ایام و خاکِ پارس شروانش

۲۔ ز چشمم خوں فرو ریزد بہ یادِ چشمِ فتانش
پریشاں خاطرم از عشقِ گیسوئے پریشانش
رُد و آموں گشت جیحوں ز اشک جیحوں زا من...

۳۔ ز رشکِ سیحوں شد زمیں از چشمِ خوں بالائے من

۳۔ عید است و ساقی در قدح صہبا ز مینا ریختہ
در گوہر الماس گوں لعلِ مصفا ریختہ

۴۔ عید است و جامِ زرفشاں از مے گرانبار آمدہ
ہر زاہدے دامن کشاں در دیرِ خمار آمدہ

۵۔ بود ایں نکتہ در حکمت سرائے غیب برہانی
کہ در جاناں رسی آنگہ کہ جاں از غیب ہانی

قصائدِ قاآنی کے خصوصیات

قاآنی کے قصیدے شمار میں کثیر ہیں اگرچہ اُن میں سے کچھ تلف ہو چکے ہیں۔ اکثر قصیدے طویل الذیل ہیں۔

۱- یہ قصیدے دری زبان میں ہیں چنانچہ خود قاآنی کہتا ہے ؎

کہ دُرِّ دُرّیِ نظمِ دری قاآنی	چناں بہے کہ ادائے بہائے او نتواں
اے شاہ قاآنی منم خاقانی ثانی منم	نے آبِ خاقانی منم زیں نظمِ غرّا ریختہ
اکنوں منم در شاعری قائم مقامِ عنصری	از نقشِ الفاظِ دری بیرنگ معنیٰ ریختہ

۲- یہ قصیدے قاآنی کے فنِ شاعری میں اعلےٰ درجے کا کمال رکھنے اور نہایت ہی قادرالکلام ہونے کی بیّن دلیل ہیں ان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ قاآنی نہ صرف شاعرِ کامل ہے بلکہ اُس کے اشعار سحرِ حلال ہیں لہٰذا قاآنی کا یہ فخریہ کہنا مناسب بلکہ انسب ہے۔ ؎

شیوۂ شعرِ تو قاآنی سحریست حلال	زاں کہ گفتن نتواں شعر بدیں شیوائی

قاآنی وصالِ شیرازی کے بعد اپنے معاصرین میں سے کسی کو اپنا ہم پایہ نہیں سمجھتا ؎

چوں من پس از وصال نیابی کس	صد بار اگر بگادی ایراں را

ایک قصیدے میں کہتا ہے ؎

اے داورِ آفاق عجب نیست کہ امروز	بر گفتۂ من فخر کند خطۂ ایراں
ایراں چہ جہاں فخر کند بر سخنم زانکہ	شہ شبہ محمدّ شد و من ثانی حسّاں

۳- روزمرہ اور عام بولچال عموماً شعرا اور اہلِ فن اپنے کلام کا رتبہ عام بول چال سے برتر سمجھتے ہیں۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس طبقے کی ایک جُداگانہ زبان پیدا ہو گئی جس کو علمی زبان کہتے ہیں۔ فارسی زبان کو اِس وجہ سے یہ نقصان پہونچا کہ آج اگر قدما کے عہد سے ۱۲۱۲ھ تک کی فارسی زبان کی روزمرہ اور عام بول چال کی کتاب کوئی شخص تلاش کرنا چاہے تو دستیاب نہیں ہو سکتی سعدی خسرو۔ اور

حافظ کی صرف غزلوں میں البتہ اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ قاآنی نے فرخی کے تتبع میں روزمرہ اور عام بول چال کو خوب ترقی دی ہے اور ساتھ ہی اسکے اس بات کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا ہے کہ الفاظ کی شان و شوکت وغیرہ لوازم قصیدہ میں ذرا بھی فرق نہ آنے پائے۔ اس پر زبان کی صفائی۔ کلام کی روانی محاورے کی شستگی۔ ترکیب کی چستی۔ اور الفاظ کا دروبست وغیرہ کسب اوصاف سونے پر سہاگے کا کام دے رہے ہیں۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے قاآنی کو دور معاصرین میں جو مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی وہ کسی کو نہ ہوئی۔ اور آئندہ کے لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اب فارسی زبان پر یورپ کی زبانوں کا اثر پڑ رہا ہے۔ شاعری بھی کچھ کچھ رنگ بدل رہی ہے۔ یورپین زبانوں کے الفاظ کو بڑے شوق سے فارسی نظم میں جگہ دی جا رہی ہے۔

قاآنی کے اس پہلے قصیدے کو دیکھو کس خوبی سے نظم کیا ہے ۔

دوشم ندا رسید ز درگاہ کبریا	کاے بندہ کبر بہتر از این عجز بار ریا
خوانی مرا خبیر و خلاف تو آشکار	دانی مرا بصیر و خطائے تو برملا
گر دانیم بصیر چرا مے کنی گنہ ؟	ور خوانیم خبیر چرا مے کنی خطا

یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو آدمی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔

۳ ۔ واقعہ نگاری ۔ قاآنی تمہید اور تشبیب میں طول طویل واقعات لکھتا ہے ایک ایک جزئیات کو اس خوبی سے ادا کرتا ہے کہ ان کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ با این ہمہ سلاست۔ صفائی۔ روانی اور رفاداری کلامی جو اس کے کلام کے خاص جوہر ہیں ان میں مطلق فرق نہیں آتا۔

قاآنی نے تمہید اور تشبیب میں امورِ ذیل کو بیان کیا ہے۔

۱- حمدِ باری تعالےٰ۔ تصوف۔ فلسفہ۔

۲- بہار اور خزاں کے آنے کی کیفیت۔

۳- صبح اور آفتاب کے طلوع ہونے، شام کے آنے، اور رات کے ہونے کی کیفیت۔

۴- تشبیب میں۔ زلف کی تعریف معشوق کے سراپا کی تعریف وغیرہ۔

۵- گھوڑے اور تلوار کی تعریف۔

۶- سفر کی کیفیت۔

اکثر تو تمہید میں کثیر اشعار لکھے ہیں۔ لیکن چند قصیدوں میں دو ہی تین شعروں پر اکتفا کیا ہے۔

اس قصیدے کی تمہید میں عشق کی صفت کس خوبی سے بیان کی ہے

ہم عاشق نیست یا یکدل دو دلبر داشتن — یا ز جاناں یا ز جاں بایست دل بر داشتن

یا جواں مردیست چوں جانو سیار و ماہیالہ — یارِ دارا بودن و دل با سکندر داشتن

اسیر حکمِ جاناں باش یا در بندِ جاں — زشت باشد نو عروسے را دو شوہر داشتن

شکرستاں کن دروں از عشق تا کے بایدت — دستِ حسرت چوں مگس از دور بر سر داشتن

اے کہ جوئی کیمیائے عشق پُر فن کن دو چشم — ہست شرطِ کیمیا گوگردِ احمر داشتن

بندگی کن خواجہ را تا آسماں از خاکِ تو — از پئے تعظیم خواہد پشتِ چنبر داشتن

کے از نقلِ کرامتہائے مرداں بایدت — عشقہا ہمچوں زناں در زیرِ چادر داشتن

ز کرامت عار آید مرد را کانصاف نیست — دیدہ از معشوق بربستن بہ زیور داشتن

عمر و را حاصل چہ از نقلِ کرامتہاے زید — جز کہ بر نقصانِ ذاتِ خویش محضر داشتن
چرخ اگر گردد بفرمانت براں ہم دل مبند — اے برادر کارِ طفلاں ہست فرفر داشتن
پرتوِ حق است در ہر چیز ہاہی شور طبع — تا ز آبِ شور یابی طعمِ کوثر داشتن
تن رہا کن تا چو عیسیٰ بر فلک گردی سوار — ورنہ عیسیٰ نے نشاید شد زیاں خر داشتن

اِس قصیدے کی تمہید سے سنائی کا رنگ ظاہر ہو رہا ہے۔ سنائی کے کلام کی تمام خصوصیات اِس میں موجود ہیں۔ بلکہ زبان کی صفائی، شستگی، اور روانی سنائی سے کہیں زیادہ ہے۔

چند خواہی پیرہن از بہرِ تن — تن رہا کن تا نخواہی پیرہن
آں جہاں وارستہ شو گر بعدِ مرگ — مُردہ آت را عار آید از کفن
مر بدن را رختِ عریانی بپوش — پیش ازاں کت مرگ پوشاند کفن
عشق خواہی جامِ ناکامی بنوش — فقر خواہی کوسِ بدنامی بزن
داعیِ ابلیس را از در بران — جامۂ تلبیس را از بر بکن
تن بکاہ اے خواجہ در تیمارِ جاں — تا بہ کے جاں کاہی از تیمارِ تن
جاں مہذب ساز ہمچوں جبرئیل — تن معذب دار ہمچوں اہرمن
شوقِ جاں ہستی دہد نہ ذوقِ ناں — دردِ دل مستی دہد نہ دُردِ دن
اے خلیفہ زادہ یاد آر از پدر — اے غریب افتادہ بگذاری وطن
شیر زہ شیری چند چری با سگاں — شاہبازی چند پری با زغن
مے مشو مغرور اگر جوئی فنا — مے مخور کافور اگر داری عفن
درگذر زیں چار طبع و پنج حس — بر شکن زیں ہفت شوے و چار زن

گرچہ دیگیست ہست جوشے در درون　　کف میار از خام طبعی در دہن
آفتاب آسا بہر کاخے متاب　　عنکبوت آسا بہر سقفے متن

چوں مگس جہدے ثمار شہد نوش　　چوں شتر بارے بسر خارے بکن
ایں نہ جبر است اختیار است اینکہ خوئے　　خویش را بشناسد از در عدن

چند گوئی کاں قبیح است ایں صبیح　　چند رانی کاں لجیں است ایں لجین
نسبت اجزا بہ اجزا چوں دہی　　بینی آں یک را قبیح ایں را حسن

لیک چوں کل را سراپا بنگری　　جملہ را بینی بجائے خویشتن
عالمے بینی چو بادام دو مغز　　کفر و دیں ہم مفترق ہم مقترن

جاں جدا از تن و لیکن عین جاں　　تن جدا از جاں و لیکن صرف تن
اے صنم جوئے صمد گوئے تا بکے؟　　در زباں حق داری و در دل وثن

ہر زماں سازی خدائے رنگ رنگ　　ہمچو نقش نقشبندان ختن
ایزدے را کز یقیں بالاتر است　　جہد داری تا در آری در سخن

اس قصیدے کی تمہید بھی اسی رنگ میں ہے۔

سروش غیبم گوید بہ گوش پنہانی　　کہ جہد دو زباں خوشتر ز علم یونانی
ترا ز حکمت یوناں جز ایں چہ حاصل شد　　کہ شبہ کردی دریں ممکنات قرآنی
تو نفس علم شو از نقش علم دست بشوئے　　کہ نفس علم قدیم است و نقش او فانی
شناختن نتوانی مگر ز یزداں را　　چو خود شناختن نفس خویش بتوانی
دریں بدن کہ تو داری و ہے نہفتہ خدائے　　کہ گنج خانۂ عشق است و عرش رحمانی
بکوب حلقۂ در را کہ عاقبت ز سرائے　　سرے بر آید چوں حلقہ را بجنبانی

وے بہ گنج دلت راہ نیست تا نہ رہی | ز جہل کافری و نخوت مسلمانی

بہ گنج دل رسی آنگہ کہ تن شود ویراں | کہ گنج را نتواں یافت جز بہ ویرانی

فضول عقل رہا کن کہ با فضائل عشق | اصولِ حکمت دانائی است نادانی

بہ ملکِ عشق چہ خیزد ز کدخدائی عقل | کجا رسد خرِ بادی بہ اسپِ جولانی

عنانِ قافلۂ دل بدست آرندہ | کہ مے نیاید ہرگز ز گرگ چوپانی

یقینِ عشق چو آمد گمانِ عقل خطاست | بکش چراغ چو خندید صبحِ نورانی

گرفتم آں کہ نتیجہ است عشق و عقل دلیل | دلیل را چہ کنی چوں نتیجہ می دانی

تو خود نتیجۂ عشقی پئے دلیل مرو | کہ نزدِ اہلِ دل ایں دعوی است برہانی

اہل سراب غرور اسپ و خر دوہ خدائے خرمن و دست | کہ منتظم نشود از وے اساسِ دہقانی

گماں بری کہ تو ہستی گراں پذیر بود | گر ایں مسلم ہستی۔ بہ ہستی ارزانی

دلِ من از در انصاف بے ستیزۂ جہل | سر الہیت سخنے فہم کن بہ آسانی

گراں ہستی اگر ہستی است چیست سخن | و گر فناست عدم را عدم چہ می خوانی

چو ملکِ ہستی گردد بہ نیستی محصور | نکوتر آں کہ عناں سوئے نیستی رانی

ز چہرِ شاہدِ ہستی اگر نقاب افتد | بہ یک دگر نہ زنی مژہ را ز حیرانی

بر آستانۂ عشق آں زماں دہندت بار | کہ بر زمین و زماں آستیں برافشانی

اِس قصیدے کی تمہید میں حمدِ باری تعالیٰ بیان کی ہے ۵

حمدِ بے حد مر آں ذاتے کہ بے ہمتاستے | واحد و یکتاستے ہم خالقِ یکتاستے

صانعِ کیں نہ فلک با ثابت و سیارگاں | بے طناب و بے ستوں از قدرتش برپاستے

منقطع گردد اگر فیضش دمے از کائنات | ہستی از ذراتِ عالم در زماں برخاستے

اِس قصیدے کی تمہید میں فلسفہ بیان کرتا ہے ٥

هستی دو وجه دارد مخفی و ظاهر است ... کاندر وجود واجب و ممکن مصور است

از واجب است خالق و از ممکن است خلق ... چوں معنی کلام کہ مخفی و ظاهر است

خالق ز خلق ہیچ ندارد دگر بزانکہ ... خورشید را چو نور نباشد مکدر است

مخلوق ہم نباشد یکساں ازاں کہ نور ... ہر چہ او بہ شمع اقرب باشد منور است

پس ہر چہ اقرب است ز ابعد بود منیر ... چوں آں کہ ابعد است ز اقرب مکدر است

اِس قصیدے کی تمہید میں باری تعالیٰ کی حمد بیان کی ہے ٥

افتتاحِ ہر سخن در نزد ہر دہ ہوشیار ... نیست نامے بہ ز نامِ نامیِ پروردگار

آں کہ از ابداعِ صنعِ او بیک فرمانِ کُن ... نورِ ہستی از سوادِ نیستی گشت آشکار

آں کہ بے سعیِ ستوں افراخت خرگاہِ سپہر ... واں کہ بے ترتیبِ آلت ساخت حصنِ چونگار

آں کہ بے شنگرف و زنگار و مداد و لاجورد ... نقشہائے مختلف گوں کلکِ صنعش در نگار

آں کہ گر صد نردبان سازد قیاس از وہم و فرق ... بر نخستین پایۂ ادراکِ او نارد گزار

توحیدِ باری عز اسمہٗ ٥

نہانی از نظر اے بے نظیر از بس عیاں ہستی ... عیاں شد سرِ ایں معنی کہ مے گفتم نہاں ہستی

اِس قصیدے کی تمہید میں مختلف واقعات اور حالات بیان کرتا ہے۔ لیکن سلسلہ کہیں منقطع نہیں ہونے پاتا۔ ابتدا میں غلام کی طرف خطاب ہے۔

اے غلام! دروازے سے آہرن کے کھٹکھٹانے کی سی آواز پیدا ہو رہی ہے تو دوڑ کر جا۔ اور دروازہ کھٹکھٹانے والے کا حال دریافت کر۔ تو دیکھ کوئی رات کا آنے والا مسافر ہے یا کوئی چور ہے۔ کوئی طالبِ خیر ہے یا جالبِ شر ہے۔ تو جا

اور اُس سے کہہ تو کیسا آدمی ہے؟ کون ہے؟ تیرا کیا نام ہے؟ اِس رات میں اِس گھر کے اندر کون تیرے سر پر آگیا ہے؟ ؎

طراقِ سنداں برخاست اے غلام از در
ببیں کہ طارقِ لیل است یا کہ سارقِ خیل
بگو ، چہ کسی؟ کیستی؟ چہ داری نام
یکے بپوئے وز کوبندہ می بجوئے خبر
ببیں کہ طالبِ خیر است یا کہ جالبِ شر
بدیں سرائے دریں شب کہ آمدت بر سر

اب رات کی تاریکی کی صفت بیان کرتا ہے ؎

شبے چنیں کہ اگر بچۂ بزاید حور
سیہ تر از دلِ عفریت بینیش پیکر
بجانۂ کہ بخوروے کمش نہ بیند روز
مرا عبورِ تو در تیرہ شب فزود عبر
شبے چنیں کہ نہ ہوا بیں کہ روئے شستہ نقابہ
ہمے بچرخ رہِ قطب گم کنند محور
شبے چنیں کہ تو گوئی جہانِ شعبدہ باز
بر آستینِ فلک دوخت دامنِ اختر
شبے چنیں کہ تو گوئی بہ پروبالِ غراب
کسے بہ عمد پریشیدہ است عنبر تر
شبے چنیں کہ ز بس تیرگی دو چشمِ بصیر
طریقِ دیدن مے گم کنند بگاہِ نظر

اِن اشعار میں تشبیہات کی لطافت بھی قابلِ غور ہے۔

پھر غلام سے زلف کی قسم دلا کر خطاب کرتا ہے۔ اگر کوئی فقیر ہے اور وہ ایک دو روٹی مانگتا ہے تو تو بجائے روٹی کے اپنی دونوں تر آنکھوں سے آنسو چھڑک دینا۔ یہ مفلس کا گھر ہے۔ یہاں روٹی کا کیا ذکر ہے؟ اگر کوئی مسافر اپنی قیام گاہ کا راستہ بھول گیا ہے تو تو اُس کو راستہ بتا دے۔ خدا تیری رہنمائی کرے۔ اگر کوئی یتیم ہے تو تو اُس کو خفا ہو کر دھکے نہ دینا کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْہَرْ" اگر وہ پری پیکر معشوق ہے تو تو دروازہ کھول۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کو پسِ در دیر تک کھڑا رہنا پڑے

وہ دروازے میں بھی داخل نہ ہونے پائے۔ تو سیٹی بجانا تاکہ میں آجاؤں اور اُس کو زور سے بغل میں دباؤں۔ اور اگر کوئی کسبِ کمال کے واسطے آنا چاہتا ہے تو تو جا کر کہدے کہ اس وقت فلاں گھر میں نہیں ہے ؎

ایا غلام بہ زلفت قسم کہ وقتِ چنیں
مرا عبور دریں تیرہ شب فزود عبیر

ببیں فقیرے اگر یک دو قرصِ نان جوید
بجائے ناں بفشاں آتش از دو دیدہ تر

اگر غریبے گم کردہ راہ بنگرِ خویش
رہش نما کہ ہمت رہنما شود اور

وگر یتیمے باشد مراں بقہرش از آنکہ
خدائے گوید "اما الیتیم لا تقہر"

وراں نگارِ پری پیکر است دلکشائے
مباد آں کہ بماند دراز در پسِ در

ہماں نیامدہ زد ریکے صفیر برآر
کہ تا درآیم و تنگش درآورم در بر

وگر کسے پئے کسبِ کمال جوید بار
برو بگو کہ فلاں نیست در سرائے ایدر

چہ وقتِ نشرِ علوم است و اشتہارِ ادب
چہ گاہِ عرضِ رسوم است و انتشارِ ہنر

شب است و گاہ شراب است و یار و نار و ندیم
لب و چمانہ و چنگ و چغانہ و مزمر

یہاں سے موسمِ بہار کے منظر کی تصویر کھینچتا ہے ؎

بو ثیرہ اں کہ بہار است و مغز مرو جواں
ہمے چو کورۂ آتش بتوفد اندر سر

بشوقِ بادہ زبس خون من بجوش آمد
بداں سرم کہ ہم از موئے خود کنم نشتر

نقابِ ابر بگر بنگری بروئے ہوا
نشید مرغ مگر بشنوی ز شاخِ شجر

زموجِ برگ ببر کردہ آہنیں جوشن
زبرگ غنچہ بسر ہشتہ زمردیں مغفر

سحاب دوشِ فلک را کشید مروارید
نسیم گوئے زمیں را گرفتہ در عنبر

ومن بحلۂ خضرا ز برگِ آذریون
چمن بہ دیبۂ خضرا ز شاخِ سیسنبر

نسیم ناف ریاحین نهفته در نافه　　سحاب تاج شقایق گرفته در گوهر

فروغِ نرگسِ شهلا فتاده در سنبل　　چو عکسِ شهپرِ جبریل در دلِ کافر

شگوفه بر زبرِ شاخ چشم تاخته وار　　که استخوانش نپوشند ہمے سواد بصر

ویا چو دیدۂ احول بود که وقتِ نگاه　　سپید بیش ہمہ زیر است و تیرگی به زبر

ہمے شگوفۂ و بادام در برابر ہم　　چناں نماید کاں احول است و ایں اعور

پھر غلام کی طرف خطاب ہے ؎

ایا غلام دریں نیمه شب به فصلِ چنیں　　مرا بجانِ تو از وصلِ بادہ نیست خبر

اگرچه شب ظلمات است و اندریں ظلمت　　طمع ببر و ز آبِ حیات اسکندر

مرا که ہمت خضر است و چوں تو خضر رہی　　بکوشم از دل و جاں تا بنوشم آبِ خضر

یکے بروں شود بر شوراں جہندہ سمند　　که گاه پویه زسر تا بسریں برآرد پر

دوندہ تر ز خیال و جہندہ تر ز گماں　　دمندہ تر ز شہاب و دوندہ تر ز شرر

تنش بنرمی ہمتائے اطلس و قاقم　　پیش به گرمی ہمزادِ آتش و صرصر

ہماں سمند که ہر کو سوار گشت بدو　　به تن شدے سوئے معراج افتدش باور

ہماں سمند که امشب گرش سوار شوی　　ترا رساند فردا به دامنِ محشر

ہماں عمامۂ مشکین و طیلسانِ سفید　　که ماندہ قسمتِ میراثِ من ز جد و پدر

ببر به دکۂ خمار و ہر دو را بگزار　　یه رہنِ شرعی یک ساتگیں مئے احمر

(شوخی دیکھئے کہ سیاہ عمامہ اور سپید چادر کو جو باپ دادا سے میراث میں ملی ہے سرخ شراب کے ایک پیالے کے عوض رہنِ شرعی کرنے کے لئے کہہ رہا ہے).

ازاں شراب که گر ریزیش بکامِ نهنگ　　ز بحر رقص کناں رو نهد بجانبِ بر

ازاں شراب کہ از دل چو بر جہد بہ دماغ   سفید مغز بتو فتد برنگ سرخ جگر
ازاں شراب کہ گر پرتوش فتد بہ سحاب   سہیل و ماہ فشانند ہمے بجائے مطر
ازاں شراب کہ ہمچوں حباب رقص کنند   ز شوق آں کہ بترکیب جام اوست قمر
ازاں شراب کہ پروردہ خوشہ خوشہ   بباد شوکتِ او آب شوشہ شوشۂ زر

[خطاب غلام]
ایا غلام کہ چالاک طبع زیرک خوے   یکے بیفگن در کارِ مے فروش نظر
بہ رہن اگر ز تو آں مردہ ریگ نستاند   پئے بہانہ در افتد میانِ بوگ و مگر
ز من سلام رسانش۔ پس از سلام بگو   بحالتے کہ کند در دلش ز مہر اثر

[قسم]
بداں خدائے کہ بجدہ ہزار عالم را   نمودہ تعبیہ در ذاتِ پاکِ پیغمبر
بداں خدائے کہ آثارِ علم و قدرتِ او   ظہور یافت ز گفتار و بازوے حیدر
کہ غیر ایں دو سہ کز زندہ از سپید و سیاہ   بخویش رہ نہ برم چیزے اندریں کشور

[مطلب شراب]
برائے خاطرِ من یک دو لب شراب بدہ   بجائش ایں دو سہ اسباب مردہ ریگ ببر
گراں فروشی منمائے و برگراں مگریز   بہانہ مجوئی بگزار و از بہانہ گزر
زکوٰۃِ بادہ فشانند مے کشاں بر خاک   تو ہم مرا ز کرم خاکِ رہ شمار ایدر

یہاں سے انقلاب جہاں کی تصویر دکھاتا ہے تا کہ مے فروش ترس کھا کر تھوڑی سی شراب دے دے۔

[انقلاب جہاں]
چنیں نماند و نماند جہانِ شعبدہ باز   چناں نبود و نباشد زمانِ شعبدہ گر
بہ یک وتیرہ بجنبد ہمے عنانِ قضا   بہ یک مثابہ نگردد ہمے رکابِ قدر
زماں بگردد و در گردشش ہزار امید   فلک بجنبد و در جنبشش ہزار اثر
بنوشی از پسِ ہر نیش نوشِ جاں افروز   بیابی از پسِ ہر رنج گنجِ جاں پرور
شنیدۂ کہ کلاہے چو بہ ہوا افگنی   ہزار چرخ زند تا رسد دو بارہ بسر

چه رنجها که کشد دانه در مشیمهٔ خاک — بدین وسیله که روزی دهند بخلق ثمر

نه هرچه هست مخمّر بود ز سود و زیان — نه هرکه هست مثمّر بود به نفع و ضرر

بپایهٔ نرسد شخص بی ز کوب و خطوب — بمایهٔ نرسد مرد بی خیال و خطر

چو نیک بنگری این یک دو مشت کون و فساد — ز مشتهاست که آمیخته بیک دیگر

گهی به ملک نباتی کشد جماد سیاه — گهی بعالم حیوان کشد نبات حشر

گهی سیاره حیوان بملک انسان رخت — گهی نماید انسان بسوی خاک سفر

بهم فتاده گرهی سه چار بیهده کار — گهی بکینه و گاهی به صلح بسته کمر

نه کس ز مقطع و مبدای کیش شان آگاه — نه کس به مرجع و منشای صلح شان رهبر

ولی چو ژرف همی بنگری بکار جهان — یکی جهانِ فراخ ست در جهان مضمر

در این جهان و برون زین جهان چو جان در جسم — در این جهان و فزون زین جهان چو جان در بر

گدا و شاه بیک آستان گرفته قرار — سُها و ماه به یک آسمان گرفته مَقر

نه حرفِ میم مباین در و ز حرف الف — نه نقش سیم مخالف و وز نقشِ حجر

درین جهان ز فراخی بهر چه در نگری — گمان بری که جز آن نیست هیچ چیز دگر

بلی تلافی اضداد و اختلافِ حدود — ز تنگدستی هستی ست در لباس صُوَر

همه تنزّلِ بحرِ محیط و تنگی اوست — که گه خلیج شده گاه رود گاه شمر

خلیج را کسی از بحر چون تواند فرق — وگرنه تنگ شود آبِ رودِ پهناور

هم از کجا کس مر رود را تمیز دهد — اگر خلیج نیارد ز بحر شعبه گذر

همان ز رود روان جوی چون شود ممتاز — اگرنه جوی نماید ز رود کوچک تر

همه حدود مباین برین قیاس شناس — همه فریق مخالف برین طریق نگر

درین جهانِ نهان لاجرم بران که رسید
عروسِ مستتش از رخ برافگند چادر

بغیر بنید و با خویش بنیدش همتا
به صبح بنید و با شام بایدش همسر

مجاورینِ دیارش بهر صفت موصوف
مسافرینِ بلادش بهر لقب رهبر

درون و بیرون چون نورِ عقل در خاطر
نهان و پیدا چون جانِ پاک در پیکر

مخوف و ایمن چون اهل نوح در کشتی
روان و ساکن چون قوم عاد از صرصر

خموش و گویا چون نور ماه در طلعت
قبیح و زیبا چون دودِ عود در مجمر

دراز و کوته چون عکسِ سرو در دیده
نگون و والا چون نورِ مهر در فرغر

درشت و نرم چو خوئے الیف در زندان
جمیل و زشت چو روئے عفیف در زیور

چو نقشِ دریا در سینه جامد و خامد
چو عکسِ کوه در آئینه فربه و لاغر

بخیل و راد چو فوّاره در ترشّحِ آب
غنی و شاد چو میخواره از غمِ دلبر

عزیز و خوار چو محمود در جوارِ ایاز
بزرگ و خورد چو پرویز در حضورِ شکر

چو عشقِ دلبر هم جان گداز و هم جان بخش
چو شخصِ آذر هم بت تراش و هم بت گر

برون ازین همه ذاتیست کز تصوّر او
بحسرتند عقول و بحیرتند فکر

حدیث معرفتش هرچه گفته اند هبا
خیال منزلتش هرچه کرده اند هدر

مگر بحکمِ ضرورت هم آن قدر دانیم
که تا گزیر فرو مانده است فرمان بر

وگرنه نحل چه داند که از عصارهٔ شهد
مهندسانه توان ساخت خانهٔ ششدر

و یا به فکرتِ خود عنکبوت چه تواند؟
که از لعاب کند نسجِ دیبهٔ ششتر

و یا چه داند موری که تخم گزبره را
چهار نیمه کند تا نروید از انبر

ز برگ بره نفرموده که جست فرار
ز باز باشه بدستوریے که گرد حذر

بدعوت کہ بدریا صدف کشودہ دہاں — کہ تاش قطرۂ نیساں شود بہ ناف گہر

بگفتۂ کہ ابابیل قوم ابرہہ را — بہ سنگ ریزۂ سجیل ساخت زیر و زبر

ہلا سخن بدر از اگشید قاآنی — زہے سخن کہ رود بر ہزار گونہ سپر

زہے سخن کہ چو دریا گہے کہ موج زند — بر اوج افگند از قعر صد ہزار درر

چہ شد غلام و چہ شد میفروش و رفت کجا؟ — چہ شد جواب و سوال و چہ شد پیام و خبر

بیک اے غلام بیر و جرعۂ شراب بیار — بر استان گز قول باستان مگزر

اگر شراب چہ نوشی تو کت نباشد مال — مگر کلاہ چہ خواہی تو کت نباشد سر

ندانیا مگر از پادشاہِ ملک ستاں — نہ بینیا مگر از شہریارِ شیر شکر

مرا ہمارہ اشارہ رسد بہ غرۂ ہلال — مرا ہمیشہ بشارت بود بجاہ و خطر

اِس قصیدے کی تشبیب میں ساقی کی طرف خطاب ہے۔

اے ساقی آ — اور شراب سے خوب لبریز پیالہ بھر دے کیونکہ رمضان کا مہینہ حسرت میں روتے پیٹتے گزر گیا۔ اب تو غم و اندوہ سے میلوں بھاگنا چاہئے دو سالہ شراب سے خوب پیالہ بھرنا چاہیئے۔ رحمتِ حق کی یاد میں شراب پیو اور پلاؤ کیونکہ ہر حال میں فضلِ خدا شاملِ حال ہے ۵

بیا و ساغرِ مے کن زبادہ مالا مال — کہ ماہِ روزہ بہ حسرت گزشت مالا مال

بیا بیداز غم و اندوہ گریخت میلا میل — مئے دو سالہ بہ پیمانہ ریخت مالا مال

بنوش بادہ و نوشاں بیادِ رحمتِ حق — کہ فضلِ یادِ خدا شاملِ ست در ہمہ حال

اگرت ہزار گناہ است نا امید مشو — کہ مر خدائے رؤف است ایزدِ متعال

بآب بادہ غبارِ دل از پیالہ بشوئے — کہ ہست در دلم اکنوں ز روزہ گردِ ملال

مرا ز عید خوش آمد که هست روزه حرام ‖ نه بلکه خوشترم از آں که هست بوسه حلال

کنوں به بدرقهٔ روزه باده باید خورد ‖ بعذر آں که نگردیمش از چه استقبال

همیشه باده گوارا و دلپذیر بود ‖ خصوص آخر شعبان و غرهٔ شوال

اسی قصیدے میں آگے چل کر کہتا ہے کہ معشوق اگلے سال تو آہوئے رم دیدہ کی طرح مجھ سے وحشت کرتا تھا۔ اب کے برس میں نے اُس کو زہد و زرق و ریا سے رام کر لیا ہے۔ پھر اپنے زہد ریائی کی تصویر کھینچتا ہے۔

ز من چو آہوئے رم دیدہ پار وحشی بود ‖ بہ زہد و زرق و ریا رام کردمش امسال

بساطِ زہد و ریا را چناں بگستردم ‖ کہ ہر کہ دید مرا خیرہ ماند زاں احوال

بہ جبہہ داغ نہادم چو زاہدِ سالوس ‖ بدست سبحہ گرفتم چو واعظ محتال

حکایتم ہمہ از فضل و زہد بود و ورع ‖ روایتم ہمہ از علم فقہ بود و رجال

گہے حدیثِ کرامات گفتم و معجز ‖ گہے بیانِ احادیث کردم و اقوال

پئے مراقبہ گہ سر نہادہ بر زانو ‖ پئے مکاشفہ گہ پشت کردہ بر دیوال

گہے صحیفۂ و زاد المعاد اندر پیش ‖ کہ حرز و دعا نگشایم زباں بہ ہیچ مقال

نمودہ گہ بہ قرأتِ تلاوتِ قرآں ‖ شمردہ گہ بہ فصاحت فضیلت ابدال

گماں نمود پس از چند روز دلبر من ‖ کہ مر مرا بہ ورع در زمانہ نیست ہمال

اس قصیدے کی تمہید میں بہار کے آنے اور خزاں کے جانے کو اس طرح بر ظاہر کیا ہے کہ خزاں نے گلستاں پر طرح طرح کے ظلم کیے تھے شاہِ ختن (آفتاب) نے بہار کو بلایا۔ خزاں نے جو گلستاں پر جور و ستم کیے تھے۔ اُن کی داستان سنائی۔ بہار نے اقبالِ شاہی کی قسم کھائی کہ میں خزاں کے لشکر کو پامال

کردونگی۔ بہار کی لشکر آرائی اور خزاں پر چڑھائی کرنے کی کیفیت کا نقشہ کس لطیف انداز سے کھینچا ہے کہ صحنِ گلستاں معرکۂ کارزار نظر آتا ہے۔

بہار آمد و دَے را گرفت کرد بہار — چنیں کنند بزرگاں چو کرد باید کار

نمود زنگیں شمشیر خود بخون خزاں — چنیں نماید شمشیر خسرواں آثار

دو ہفتہ بیشتر از آں کہ پادشاہِ ختن — ز برجِ حوت بہ کاخِ حمل گشاید بار

بہار را کہ بدو گشت عشرت است قوی — بخواند و گفت کہ اے جیشِ عیش را سالار

شنیدۂ بگلستاں چہ ظلم کردہ خزاں — کہ شاخِ شوکتِ او خشک یا روز زرد و نزار

کفیدہ خنجرِ بلبل دریدہ معجرِ گل — گسستہ طرّۂ سنبل شکستہ پشتِ چنار

ردائے سبزہ ربودہ است و گوشوارِ سمن — ازارِ لالہ دریدہ است و طیلسانِ بہار

ربودہ است و گرفتہ است و بردہ است بہ عنف — ز لالہ تاج و ز گل یارہ و از سمن دستار

ز فرقِ غنچہ در افگندہ لبتریں مغفر — ز ساقِ سبزہ بروں کردہ زمردیں شلوار

دہانِ کبک گرفت است تا نخندد خوش — گلوئے ابر کشادہ است تا بگرید زار

بہار خورد بہ اقبالِ پادشہ سوگند — کہ من سیاہِ خزاں را بر افگنم ز دیار

سپہ کشم ز ریاحین و سازم از پے جنگ — ہزار سلیح کہ باید نبرد را ناچار

کماں ز قوسِ قزح سازم و تبیرہ ز رعد — درفش از گل سوری طلا بہ از ازہار

و ابر را نہم چیاذہ ہلہ آتش سیر — ز برق سازم زنبورہائے آتش بار

پیادگاں ز ریاحیں بہم گروہ گروہ — سوارگاں ز درختاں کشم قطار قطار

طلا بہ داران ز غزالاں در ہمراں ز نسیم — منادیاں ز تندر رواں و چاؤشاں ز ہزار

یزک ز باد بہاراں قراول از باراں — علم ز برگِ شقایق جنیبت از اشجار

سناں زلالہ کمند از بنفشہ خود از گل — زرہ ز سبزہ تبرزیں از غنچہ تیر از خار

بگفت ایں و بہ تعجیل نامۂ بخزاں — نوشت پُر شغب و شور و فتنۂ و پیکار

کہ اے خزاں! بہ تواتر خبر دہند کہ تو — بہ ملکِ نادر طنیاں زدہ بہ سنّت یار

شدم حمول و گزیدم خمول۔ بو کز شرم — شوی ملول و پسندیدہ آیدت ہنجار

دلیری تو فزوں شد ز بُردباری من — بہ تحمّل بیجا اگر خواہی آرد بار

بہ گوشمالِ تو اینک دو اسپہ آمدہ ام — یکے بماں کہ برآرم ز لشکرِ تو دمار

خزاں چو نامہ فرد خواند با حواسی خویش — چہ گفت؟ گفت کہ باید فرار حیست فرار

برید بادِ صبا در میانہ بود و شنید — رواں دواں ہمہ جادہ برید تا کہسار

بہ ابر گفت چہ غافل نشستہ کہ خزاں — گریخت خواہد و فردا بپرسد از تو بہار

ز کوہ ابر فرو د آمد و پلارکِ برق — کشید و خونِ خزاں را بریخت در گلزار

ہنوز از و رمقے ماندہ بود کز در باغ — بہار آمد و وے را گرفت و کرد دمار

ز ابد ایں بہانہ ہم از ابر ترجماں بگرفت — کہ از چہ کشتنش و نادر دو در صفِ بار

زہ دادہ ابر مگر ترجماں ہنوز کہ رعد — بہ تازیانۂ قہرش ہمے کند انزار

کنم کہ بخیل است ابر از انکہ ہمے — بتازیانہ جواہر ہمے کند اشار

جواہرے کہ بتاید بہ تازیانہ گرفت — بہ راستی کہ من از آں جواہرم بیزار

جواہر از کفِ صدرِ زمانہ خواہم و بس — کہ تازیانہ بسائل زند کہ مے بردار

اِس قصیدے کی تمہید میں زلف کی تعریف بیان کی ہے ۹

زہے زلفِ نگار! اے حبشی زادۂ شنگ — اے اصلِ تو از نوبہ و دوے نسلِ تو از زنگ

چیست آں اژدہا نہاد نہنگ — کہ زیر یش چہرہ پر اژنگ

ایک قصیدے میں ایک ترک بچہ غلام کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔
رمضان آگیا، میری تسبیح اور جانماز اٹھا لا، مجلس میں جو عیش کے سامان ہیں ان کو اٹھا لیجا، ایسا ہو کہ کوئی مولوی آجائے ہاں! وہ پرانا قرآن جو پار سال تو یہاں سے اٹھائے گیا تھا اور پھر واپس نہیں لایا وہ بھی لا تاکہ میں والدین کی مغفرت کے لئے دعا مانگوں۔ اس مہینے میں شراب پینا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس مہینے کو خدا اور پیغمبر کی طرف سے سند حاصل ہے، دن کو شراب پینا مطلقاً حرام ہے۔ لیکن رات کو دو ایک پیالے پی لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اس سے زیادہ نہیں پینا چاہیئے تاکہ صبح ہوتے ہوتے خمار اور بو جاتی رہے۔ یا اس قدر زیادہ پینی چاہیئے کہ دوسرے دن شام تک بستر سے اٹھا نہ جائے۔ میری رائے تو یہی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے؟ اتنا مقدور نہیں ہے، اس لیے مجبوراً وہی قرآن، وہی تسبیح، وہی وظیفہ، ان خیالات کو اس بے تکلفی سے ادا کیا ہے کہ گویا باتیں کر رہا ہے ؎

ماہِ رمضان آمد اے ترکِ سمن بر! — برخیز و مرا سبحہ و سجادہ بیاور
واسبابِ طرب را بر ز مجلس بیروں — زاں پیش کہ ناگاہ لطیفے رسد از در
واں مصحفِ فرسودہ کہ پارینہ ز مجلس — بُردی بہ شبِ عید و نیاوردی دیگر
باز آر و بدہ تا کہ بخوانم دو سہ سورہ — غفرانِ پدر خواہم و آمرزشِ مادر
مے خوردن ایں ماہ روا نیست کہ ایں ماہ — فرمانِ خدا دارد و ہم تیغ پیمبر
در روز حرام است بہ اجماع و لیکن — رندانہ تواں خورد بہ شب یک دو سہ ساغر
بیش از دو سہ ساغر نتواں خورد کہ تا صبح — بوئیش رود از کام و خمارش رود از سر

یا خور دبداں گو نہ بباید کہ زمستی — تا شام وگر بر نتواں خاست ز بستر

من مذہبم ایں است و لے وجہ معیشت — دیں کار نیاید بجز از مرد توانگر

ناچار من و مصحف و سجادۂ و تسبیح — زاں دردِ شباں روزی و آں فکرِ مقرر

اس کے بعد ایک واعظ صاحب کے مسجد میں آنے کا نقشہ دکھایا ہے

دی واعظکے آمد در مسجدِ جامع — چوں برف ہمہ جا بہ سپید از پا تا سر

چشمیش بسوئے چپ و چشمش بسوئے راست — تا خود کہ سلامش کند از منعم و مضطر

زاں ساں کہ خرامد بہ رسن مردِ رسن باز — آہستہ خرامیدے و موزون و موقر

در محضرِ عام آمد و تجدید وضو کرد — زاں ساں کہ بود قاعدہ در مذہب جعفر

بارے بہ شبستاں شد و در صفِ نخستیں — بنشست و قرآں خواند و بجنباند ہمی سر

فارغ نشدہ خلق ز تسلیم و تشہد — برجست چو یوزینۂ و بنشست بہ ممبر

و انگہ بسر و گردن و ریش و لب و بینی — بس عشوہ بیاورد و سخن کرد چنیں سر

جزئیات کے ادا کرنے کے ساتھ زبان کا لطف۔ پیے در پیے محاورات اور مصطلحات۔ برجستگی اور روانی جادو گری معلوم ہوتی ہے۔

ایک قصیدے میں شبِ وصل کا حال لکھ کر کہتا ہے کہ اگر خدانخواستہ معشوق بادشاہ سے جا کر حالات بیان کر دے تو کیا ہوگا۔ اس قصیدے کی ردیف "افتد" ہے۔ دیکھو اس لفظ کو کس کس پہلو سے استعمال کیا ہے اور کس طرح واقعے کی تصویر کھینچی ہے

صبح اگر حالتِ شب عرضہ نماید بر شاہ — کارم از بیم بہ سوگند و بہ انکار افتد

در بخاکِ قدمِ شاہ ہم سوگند دہد — ناگزیرم کہ مرا کار بہ اقرار افتد

هم نخاکِ قدم شہ کہ قسم خورد نخورد — گر نہ اوّل بہ کفِ خاتمِ زنہار افتد
بے خطا گفتم شاہ از ہمہ حال آگاہ ہست — مے نخواہد کہ ہمے پردہ ز اسرار افتد
ہم خداوند و ہم شاہ از ہمہ حال آگاہ ہست — ایں چنیں رندی و قلّاشی بسیار افتد
چوں بر ابنائے جہاں بار خدا ستّار است — لاجرم سایۂ او باید ستّار افتد

ایک قصیدے کی تمہید میں بہشت کو خواب میں دیکھنے اور حور و غلماں سے گفتگو کرنے کا حال بیان کیا ہے

دوش اندر خواب می دیدم بہشتِ کردگار — تازہ بے فیضِ ربیع و سبز بے سعیِ بہار
دوحۂ طوبیٰ ز سرسبزی چو بختِ پادشاہ — چشمۂ کوثر ز شیرینی چو نطقِ شہریار
یک طرف موسیٰ و نورِ آتش تجرمت در بغل — یک طرف عیسیٰ دا تجلیش لعزت در کنار
یک طرف داؤد در گیسوئے حوراں پردہ دست — تا دراں جا ہم زرہ سازی نماید آشکار
بے خبر از حور زیرک سوئے غلماں تا شدم — زاں کہ رندے چوں مرا با وصلِ حوراں نیست کار
گفتم اے خورشید رویانِ سپہرِ دلبری — گفتم اے شمشاد قدّانِ ریاضِ افتخار
لب فراز آرید و آغوش و بغل خالی کنید — کز شما بے زحمتے ہم بوسہ خواہم ہم کنار
لب شکر خندہ بکشودند و گفتند اے غریب — آدمی باید کہ در ہر کار باشد بردبار
درّۂ غیرت بروں آرد نفس را تازہ کن — گرد از سبلت برافشاں راشکاں لختے نجار
ساعتے بنشیں براحت آبِ سرد آ تا کہ تو — از جگر بنشاں حرارت ذرّہ دورخ نفشاں غبار
خیرہ گستاخانہ ہر جا دم نشاید زدن — اے لبِ ساتخلِ جسارت کو خسارت داد بار
باحیا تر گو سخن با نازپروردانِ خلد — باادب تر زن قدم در جنّتِ پروردگار
خوبرویانِ جہانت بس نشد ماناکہ تو — خوبرویانِ جناں را نیز خواہی یارِ غار

اس قصیدے کی تمہید میں اپنے رتے سے پارس جانے کے حالات کو بیان کیا ہے۔

بستم بہ عزمِ پارس چو از ملک رے کمر ۔۔۔ زیں پیر زدم بہ کوئہ یکران رہ سپر

اس قصیدے کی تمہید میں محمد شاہ بادشاہِ ایران کے ہرات پر حملہ کرنے کی کیفیت کو مفصل طور پر نظم کیا ہے۔ اور اس میں ۲۶۰ شعر ہیں ؎

سخن گزافہ چہ رانی ز خسروان کہن ۔۔۔ یکے ز شوکتِ شاہِ جہاں بسر سخن

اس قصیدے کی تمہید میں گھوڑے کی طرف خطاب کرکے اس کے اوصاف کس خوبی سے بیان کرتا ہے ؎

اے رخش رہ نوردِ من اے مرغ تیز بال ۔۔۔ کز دودمانِ برقی و از تخمۂ خیال

در طبع سیرت است سبکباریِ نسیم ۔۔۔ در جیبِ نعل تست نسب نامۂ شمال

گہ مغز کہ بدری بے جہد کاز وہنگ ۔۔۔ گہ در ہوا بہ پری بے سعی پر و بال

تا کے آہوئے آخور آخر بروں خرام ۔۔۔ تا ات از پئے رحیل بہ کوہاں تنہم رحال

بشتاب و مغز باد مشوش کن از مسیر ۔۔۔ بخرام لوحِ خاک منقش کن از نعال

دم بر فراز و مغزِ فلک را یکے بکوب ۔۔۔ سُم بر فشاں و نافِ سمک را یکے بمال

اے نائبِ بُراق بہ پیمارہ عراق ۔۔۔ کا یدوں مرا الفارس اقامت بود محال

عید کے آنے اور واعظ زاہد و مفتی کی شراب نوشی کی تصویر ؎

عید آمد و عیش آمد و شد روزہ و شد غم ۔۔۔ زیں آمد و شد جان و دلے دارم خرم

ماہِ رمضاں گرچہ مہے بود مبارک ۔۔۔ شوال نکوتر کہ مہے ہست مکرم

دلطافت تشبیہ الحمد کہ آں واعظک امروز بہ کنجے ۔۔۔ چوں حرفِ نخستیں مضاعف شدہ مدغم

وان زاہدک از طعنۂ اوباش خلایق | چون دزد عسس دیدہ بہ کنجے نزند دم
رفت آنکہ رود شیخ خراماں سوے مسجد | وز پیش و پسش خیل مریدان معظم
از کبر زہم بر نکشد چشم چو اکمہ | وز عجب بکس مے نزند حرف چو ابکم
رفت آنکہ مراں موذن موذی بہ مناجات | چوں گاو زند نعرہ گہے زیر و گہے بم
واں واعظ و مفتی چو در آیند بہ مسجد | ایں کبر مصور شود آں عجب مجسم
آں خاک بہ حلق افگند آں باد بہ دستار | آں مشک منفخ شود ایں خیک مورم
وآں قاری عاری بگہ غنہ و ادغام | خیشوم پر از باد کند ہمچو یکے دم
وآں گونہ زہم حنجرۂ و حلق کشاید | کش پیچ و خم رودہ ہویدا شود از فم

مناظر قدرت کی مصوری

قاآنی نے منوچہری کے تتبع میں اس وصف میں خوب زور طبع دکھایا ہے۔ وہ حسین قدرتی منظر کی تصویر کھینچتا ہے اس کا سماں آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جو بات مصور تصویر میں نہیں دکھا سکتا وہ الفاظ سے اس کا نقشہ کھینچ دیتا ہے۔ اگر اس کے اس قسم کے کلام کو جمع کر لیا جائے تو نیچرل شاعری کا ایک اچھا مجموعہ تیار ہو سکتا ہے۔ بہار کی تعریف میں کہتا ہے ؎

ہلہ نزدیک شد اے دل کہ زمستاں گزرد | عہد بستاں شود و دور شبستاں گزرد
ابر ہر طرف دمن گریاں گریاں پوید | لالہ در صحن چمن خنداں خنداں گزرد
مشک بیز افگند اندر ہمہ آفاق نسیم | بس کہ بر یاسمن و سنبل و ریحاں گزرد
ساق بالا زند اندر شمر آب کلنگ | ہمچو بلقیس کہ بر صرح سلیماں گزرد

رات کے آنے کی کیفیت ؎

شاہد ختن چو دوش نہاں شد بہ بکمنا | وز فرق سر فگند زر اندود گرزنا

بالشکرے عظیم تر از جیشِ روم و روس ‏ — شاہِ حبش دو اسپہ بر آمد ز مکمنا

پوشیدہ از لآلیِ منثور جوشنے ‏ — بر جامۂ سیاہ تر از خزّ ادکنا

زرّادِ چرخ بہر تنِ او ز اختراں ‏ — از حلقہائے سیم سہم یافت جوشنا

انجم چو یک طبق چو سمین و آسماں ‏ — افسوں برو دمیدہ چو جادوئے جوزنا

مہ موسیِ کلیم و خطِ کہکشاں عصا ‏ — انجم گلۂ شعیب و فلک دشتِ مدینا

رات کے آنے کی کیفیت سے ؎

دوشینہ چوں کشید شہِ زنگ لشکرا ‏ — سلطانِ روم را ز سر افتاد افسرا

باز سفید روز بپرید ز آشیاں ‏ — زاغِ شب سیاہ بگسترد شہپرا

تاریک شد سپہر چو ظلمات اندرو ‏ — تا زاں ستارہ چوں بہ سیاہی سکندرا

افروخت چہرہ زیں تلِ خاکستری سہیل ‏ — چوں اندریں تودۂ خاکستر اخگرا

ایرانی سیر و تماشا کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں۔ موسم بہار آتا ہے۔ یار دوست جمع ہو کر باغوں اور جنگلوں میں جاتے ہیں اور خوب رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ اسی عالم کی تصویر اِس تمہید سے کھینچی ہے ؎

بہار آمد کہ از گلبن ہمے بانگِ ہزار آید ‏ — بہر ساعت خروشِ مرغ زار از مرغزار آید

تو گوئی ارغنوں بستند بر ہر شاخ و ہر برگے ‏ — ز بس بانگِ تذرو و صلصل و درّاج و سار آید

خروشِ عندلیب و صوت سازِ نالۂ قمری ‏ — گہے از گل گہے از سرو بن گاہ از چنار آید

تو گوئی ساحتِ بستاں بہشتِ عدن را ماند ‏ — ز بس غلماں و حور آنجا قطار اندر قطار آید

یکے بر کف نہد لالہ کہ ترکیبِ قدح دارد ‏ — یکے بر گل کند تحسیں کہ زو بوئے نگار آید

یکے با دلبرِ سادہ بطرفِ بوستاں گردد ‏ — یکے با ساغرِ بادہ بطرفِ جوئبار آید

یکے بیند چمن را بے تامّل مرحبا گوید — یکے گوید سمن را مات صنعِ کردگار آید

یکے بر لالہ پا کوبد کہ ہے ہے رنگ مے دارد — یکے از گل بوجد آید کہ وہ وہ بوئے یار آید

یکے بر سبزہ مے غلطد یکے در لالہ مے رقصد — یکے گاہے رود از ہوش یکے گہ ہوشیار آید

ز ہر کوئے صدائے ارغنون و چنگ و نے خیزد — ز ہر سوئے صدائے بربط و طنبور و تار آید

یکے ایں جا گسارد مے یکے آں جا نوازد نے — صدائے ہائے و ہوئے وہی ز ہر سوئے ہزار آید

الا یا ساقیا مے دہ بہ جانِ من پیاپے دہ — دما دم مے خورد مے دہ کہ می ترسم خمار آید

اِس تمہید میں کالی گھٹا کا چڑھنا - اِس کا برسنا - اور برس چکنے کے بعد کی حالت کو نہایت لطیف پیرائے میں صنعتِ ترصیع کے التزام کے ساتھ بیان کیا ہے ؎

بگردوں تیرہ ابرے بامداداں بر شد از دریا — جواہر خیز و گوہر ریز و گوہر بیز و گوہر زا

چو چشمِ اہرمن خیرہ چو رُوئے زنگیاں تیرہ — شدہ گفتی ہمہ خیرہ بمغزش علّتِ سودا

تنش با قیر آلودہ دلش از شیر آمودہ — بروں پُر سرمۂ سودہ دروں پُر لولوئے لالا

بدل گلشن بہ تن زنداں گہے گریاں گہے خنداں — چو در بزمِ طرب رنداں ز شورش نشأۂ صہبا

چو دُودے بر ہوا رفتہ چو دیوے مست آشفتہ — زدہ بس دُرّ ناسفتہ ز مستی خیرہ بر خارا

لبِ غنچہ رُخِ لالہ بروں آورد تبخالہ — ز بس باراں از آں ژالہ طرفِ گلشن و صحرا

عذارِ گل خراشیدہ خطِ ریحاں تراشیدہ — ز بس الماس پاشیدہ بہ باغ از ژالۂ بیضا

ز بیمش مرغِ جاں پرّد ز سہمش زہرہ ہا دَرّد — چو او چوں اژدہا غرّد و یا چوں دیو شد آوا

خرد شد ہر دم از گردوں کہ پوشد بر تن ہاموں — ز سنبل کسوتِ اکسوں ز ژالہ خلعتِ دیبا

کنوں از فیضِ او بستاں نماید از گل و ریحاں — برنگِ چہرۂ غلماں بہ بوئے طرّۂ حورا

زبس گلہائے گوناگوں چمن چوں صحف انگلیوں
تو گوئی فرش سقلاطوں صبا گسترده در مرعیٰ

گل از باد وزاں لرزاں دراں شکلِ عقیقِ ارزاں
بلے نبود شگفت ارزاں کسادِ عنبرِ سارا

صبح طلوع ہونے کی کیفیت ؎

خیمۂ زربفت زد برچرخ نیلی آفتاب
از پرندِ نیلگوں آویخت لبس زریں طناب

بال بکشود از پسِ شامِ سیہ صبحِ سفید
ہمچو سیمیں شاہبازے از پئے مشکیں غراب

عنبریں موئے شب ار کافور گوں شد عیب نیست
صبحِ روزِ پیری آید از پسِ شامِ شباب

تاکہ سیمیں حلقہ ہائے اختراں در روز ہم
خور بروں آید چو زریں تیغے از مشکیں قراب

یا نہ گفتی از پئے صیدِ چو اصلِ تجگاں
ز آشیانِ چرخ بیروں شد یکے زریں عقاب

یا بجادوئے فلک در حقۂ یاقوتِ زرد
کرد پنہاں صد ہزاراں مہرہ از دُرِّ خوشاب

یا نہ زریں عنکبوتے گرد صد سیمیں مگس
بافتہ در گنبدِ مینا دو صد زریں لعاب

یا نہنگے کہربا پیکر کہ از آہنگِ او
صد ہزاراں ماہیِ سیما فتند اندر اضطراب

یا چو زریں زورقے کز صد متش پنہاں شود
در تگِ سیماب گوں دریا دو صد سیمیں حباب

بہار کی آمد اور اُس کا اثر گلستاں پر ؎

آراست عروسِ گل گلستاں را
آمادہ شو اے بہار بُستاں را

وقت است کہ در سرود و آرد
شورِ رُخِ گل ہزار دستاں را

از برگِ شقایق ابرِ فردرویں
آویختہ قطرہ ہائے باراں را

در باغ ز خوشہ ہائے مروارید
آویزہ فگندہ گوشِ اغصاں را

آں قوسِ قزح نگر کہ تو بر تو
آویختہ پردہ ہائے الواں را

واں نرگساں کہ ہمچو طنازاں
بکشودہ بناز چشمِ فتاں را

واں سرخی شاخ ارغواں مانند
سرخ آبلہ ہائے دست صبیاں را

آفتاب کے طلوع ہونے اور ستاروں کے غروب ہونے کی کیفیت ؎

چوں ز آشیانہ چرخ ایں عقاب زریں پر
بہر دریچہ ز منقار ریخت شوشۂ زر

دریچۂ فلک از نقرۂ سپید کشود
وزاں دریچہ فرو ریخت وانہائے گہر

بریں سپہر زبادی یکے نعامۂ زرد
کشود بال و فرو خورد ہر چہ بود اخگر

ز راق نیل فلک عد ستارہ چوں فرعوں
نمود تا ید بیضا ز خور کلیم سحر

ز آب خیز د نیلوفر و شگفت ایں است
کہ خاست چشمۂ آب از کنار نیلوفر

موسم بہار کی کیفیت ؎

نسیم خلد مے وزد مگر ز جویبار ہا
کہ بوئے مشک می دہد ہوائے مرغزار ہا

فراز خاک و خشتہا دمیدہ سبز کشتہا
چہ کشتہا بہشتہا نہ دہ نہ صد ہزار ہا

بہ چنگ بستہ چنگہا نہائے ہشتہ زنگہا
چکاوہا کلنگہا اندروہا ہزار ہا

زنائے خویش فاختہ دو صد اصول ساختہ
ترانہا نواختہ چو زیر و بم تار ہا

ز خاک رستہ لالہ ہا چو لسّدیں پیالہ ہا
بہ برگ لالہ ژالہ ہا چو در شفق ستارہ ہا

فگندہ اند ہمہ کشیدہ اند زمزمہ
بشاخ سرو بن ہمہ چہ کبکہا چہ سار ہا

حلیہ نگاری

کسی خاص چیز کا سراپا لکھنا - اور اُس کے تمام اوصاف بیان کرنا - قاآنی نے اِس وصف کو بھی درجۂ کمال تک پہونچایا ہے وہ ممدوح کے گھوڑے - تلوار - وغیرہ کی خوبیاں اِس لطافت سے بیان کرتا ہے کہ اُس کا نقشہ کھنچ جاتا ہے - وہ ایسے موقعے پر موزوں و سنجیدہ اور مناسب الفاظ کا

انبار لگا دیتا ہے اور کہیں کہیں صنعت تنسیق الصفات کا بھی التزام کرتا ہے جیسا کہ بادشاہ کے نامہ کی تعریف میں کہتا ہے ؎

شکستہ خامۂ آذر گسستہ نامۂ قسطا — چہ خامہ خامۂ خسرو چہ نامہ نامۂ دارا

گسستہ دفتر مانی و خستہ خاطر آذر — شکستہ رونق ارژنگ و بستہ بازوے ملما

بسعی خامۂ ماہر بفرق نامۂ طاہر — نشاندہ خسرو قاہر چہ مایہ لولوئے لالا

سدید و محکم و ساطع فصیح و واضح و لامع — بلیغ و روشن و رائع رشیق و ظاہر و شیوا

جمیل و درخور و لائق رزین و رایت و رائق — گزین و لائج و بارق جزیل و سختہ و غرا

شگرف و بغش و کافی سلیس و دلکش و صافی — پسند و ویژہ و وافی بلند و شارق و بیضا

تیغے نہر بگار فرستاد شہریار — تا سازدش طراز کمر صاحب اختیار

تیغے کہ گر بآتش سوزاں کند گزر — چنداں بود برندہ کہ گرمی برد ز نار

تیغے کہ بر حریر اگر نقش او کشند — بودش چو عشر خصم ملک بگسلد ز تار

تیغے کہ گر بہ کوہ نگارند نام او — فریاد الغیاث برآید ز کوہسار

تیغے کہ گر بہ عرصۂ ہستی در آورند — لاحول گو بہ ملک عدم مے کند فرار

تیغ است آں نہ حاشا میغے است خونفشاں — تیغ است آں نہ دیحک برحقیقت فتنہ بار

زاں ساں بود برندہ کہ یارد کہ بگسلد — پیوند استعارہ ز الفاظ مستعار

ازبسکہ عضو عضو جہاں در ہراس اوست — مانند جہاں از و بہ تن شخص رعشہ دار

بودہ جائے یک جہاں جاں ایں قبائے شہریار — کامد اینک زیور اندام صاحب اختیار

ایں قبا گوئی سپہر جابریں بودہ است آنکہ — بودہ در وے آفتاب عالم آرا را اقرار

یا بہشت جاوداں بودہ است زیرا کاندرو — بودہ طوبائے کہ ہستش فضل و رحمت برگ و بار

یانہ ہمچوں عرشِ اعظم جایگاہِ جبرئیل ‌‌ یانہ ہمچوں قلبِ عارف مظہرِ پروردگار

پائے تا سر آفرینش را ہمے مانند ملک ‌‌ دیں قبا بودہ است ملکِ آفرینش را حصار

آں کہ گفتے بر تنِ ہستی نمے گنجد لباس ‌‌ کاش دیدے ایں قبا بر جسمِ شاہِ کامگار

تو زہ حضرتیست مبارک پے و فرخندہ لقا ‌‌ کہ بشارت دہد از رحمتِ یزداں بہ بشیر

سیر چشماں را کہ او گرسنہ می داشت چہ غم ‌‌ یک جہاں گرسنہ ز و سیر شدے شام و سحر

زاغنیا آنچہ گرفتے بہ فقیراں دادے ‌‌ گوئی از عدلِ خداوند در و بود اثر

شہریاریست تو گوئی کہ بہ شہر و دیار ‌‌ برکشد رخت و نہد تخت بصد شوکت و فر

سی سوارِ ختنی و افقش اندر امیں ‌‌ نئی غلامِ حبشی ساکنش اندر ایسر

آں سواراں ہمہ را جامۂ احرام بہ دوش ‌‌ دیں غلاماں ہمہ را چادرِ رہباں بر سر

از برِ بارِ خدا آمدہ از عرش بفرش ‌‌ ورزمہ نوزدہ بہ تبلیغِ الٰہی بر سر

پیشِ رویش زمہ یک شبہ سیمیں حلیے ‌‌ کہ نبشتہ است برو حکمِ حق آیاتِ ظفر

زاہداں را دہد اندیشہ بہ ہنگامِ پیام ‌‌ واعظاں را کند از خویش بتاکید خبر

کہ بگوئید ہلا نوبتِ من در محراب ‌‌ کہ بخوانید ہلا خطبۂ من بر منبر

خلعت اور پیکر کی تعریف

حبذا تشریفِ شاہنشاہِ دریا آستیں ‌‌ مرحبا اندامِ جاں افروزِ صدرِ راستیں

لوحش اللہ خلعتے ہر یک فلک شوکت محیط ‌‌ مرحبا اللہ پیکرے با یک جہاں رحمت عجیں

خلعتے تہلیل گو از غیرتش مہرِ منیر ‌‌ پیکرے تسبیح خواں از غیرتش چرخِ بریں

خلعتے را آیاتِ نورش بر یمین و بر یسار ‌‌ پیکرے آیاتِ مجدش بر یسار و بر یمیں

خلعتے کز بس ضیا بر آفتاب آمد شکست ‌‌ پیکرے کز بس بہا بر آسماں نازد زمیں

خلعتے خورشید وار آرائشِ مُلکِ جہاں | پیکرے طوبےٰ صفت پیرایۂ خُلدِ بریں
خلعتے از نورِ او بدرِ فروزاں شرمسار | پیکرے از نورِ او مہرِ درخشاں شرمگیں
خلعتے از رشکِ او در پیکرِ ناہید تاب | پیکرے از تابِ او بر چہرۂ خورشید چیں
خلعتے از فرہی خجلت دہِ ماہِ منیر | پیکرے از روشنی رونق بَرِ کوہِ زمیں
خلعتے نہ حجّتے از رحمتِ پروردگار | پیکرے نہ آیتے از قدرتِ جاں آفریں
خلعتے نہ سایۂ از شہپرِ روح القدس | پیکرے نہ مایۂ از طینتِ رُوح الامیں

تشبیہات کی ندرت اور جدت — تشبیہات اکثر نیچرل ہوتے ہیں۔ بعض موقعوں پر وہ ایسی تشبیہوں کا برابر انبار لگاتا چلا جاتا ہے ؎

دو زلف تابدارِ او بہ چشمِ اشک بارِ من | چو چشمۂ کہ اندر و شنا کنند مارہا

یعنی اُس کی زلفیں میری اشک بار آنکھوں میں اِس طرح نظر آتی ہیں کہ گویا چشمہ میں سانپ تیر رہے ہیں ؎

ساق بالا زند اندر شمر آب کلنگ | ہمچو بلقیس کہ بر صرحِ سلیماں گزرد

یعنی کلنگ تالاب میں اِس طرح پائنچے چڑھاتا ہے گویا بلقیس حضرت سلیمان کے شیشہ والے حوض میں اُتر رہی ہے ؎

اے خوشا وقت کہ از غایتِ مستیش سخن | ہمچو سرمازدہ در کام بہ تکرار افتد

یعنی وہ بھی کیا لطف کا وقت ہوتا ہے کہ معشوق کی زبان سے مستی کی حالت میں ایک لفظ بار بار ادا ہوتا ہے۔ جس طرح سردی کھایا ہوا شخص باتیں کرتا ہے۔

زریرش سحابہا بر آبہا حبابہا — چو جوئے نقرہ آبہا رواں در آبشار ہا

در پہلوئے گل خار شگفت بچہ مانَد — مانند رقیبے کہ ہم آغوشِ نگار است

بہ بوستاں سرخ گل چرا ہمے لب گزد — نہاں شود زیر برگ چو باد بروے وزد
چو دخترِ دوشیزہ کہ زیر چادر خزد — ز خوفِ نامحرمے کہ خواہدش لب مزد

بال بکشود از پسِ شامِ سیہ صبحِ سپید — ہمچو سیمیں شاہباز سے از پئے مشکیں غراب

واں نرگسِ کاں چو حوضے از بلور — کش زاد فوائح زرد دینار

خال بر چہرۂ او در خمِ گیسوئے ہمچو — نقب بر گنج زند در شب دزدے عیّار

گل گشتہ نہاں در عقبِ شاخ شگوفہ — چوں شاہدِ دوشیزہ اندر پسِ چادر

فروغ نرگسِ شہلا فتادہ در سنبل — چو عکسِ شہپرِ جبریل در دلِ کافر

زلف و رخسارۂ او بود چو باغے کہ در او — یک طرف سنبلِ تر روئیدہ و یک سو گلنار

در موجِ خوں دو دیدۂ من ماندے یماں | کوہِ عقیق سایہ فگن در شمر شود

رسوا شود حسودِ تو در ہر کجا کہ ہست | چوں دُزدِ شب کہ ناگہ در گیردش شغال
گیہاں محیط تست و بمعنی محاطِ تو | بر سانِ جامہ کو بہ بدل دارد اشتمال

واں سُرخی شاخِ ارغواں مانند | سُرخ آبلہ ہائے دستِ صبیاں را
فصّاد نمازِ بازویش گوئی | رہ از پئے خوں کشادہ شریاں را
یالیس کہ گزیدہ حور از شوخی | خوں خستہ ز ساقِ پائے غلماں را
یا دوختہ تکمہائے یاقوتی | خیّاط بہ جیبِ جامۂ سُلطاں را
یا ماہِ من از دو چہرہ و گیسو | دربانِ بہشت کرد شیطاں را
زلف سیہت بر آں رُخِ روشن | کفریست کہ حامی است ایماں را

الماس فشاں شد فلک از ژالۂ بیضا | یاقوت نشانِ چمن از لالۂ احمر
در دامنِ گل چنگ زدہ خار بخواری | زاں گونہ کہ درویش بدامانِ توانگر
در لالہ و گل خلق خراماں شدہ چونانکہ | در آذرِ نمرود براہیم بن آذر
نرگس بہ جمالِ گلِ خیری شدہ خیرہ | زاں گونہ کہ بیمار کند میل مزعفر
لالہ چو یکے حقۂ بیجادہ نمودار | در حقّہ نمے جادہ نہاں نافۂ اذفر
بر کوہ ہمے لالۂ احمر دمد از سنگ | زاں گونہ کہ از سنگ جہد شعلۂ آذر

گوئی مہِ نو گشتہ زکوہِ اُحد آونگ — وقتے کہ حمائل شود ش تیغ دو پیکر

زلف و رخسارہ او بود چو باغے کہ دروُ — یک طرف سنبلِ تر روید و یک سو گلنار

خال بر چہرۂ او در خمِ گیسو گفتی — نقب بر گنج زند در شبِ دزدے عیّار

طرّہ اش چوں پنجۂ باز شکاری صید گیر — مژّہ اش چوں چنگِ شیر مرغزاری جاں شکار

کارگاہِ شستری شد از شقایق بوستاں — پُر زماہ و مشتری شد از شگوفہ شاخسار

خیز و سوئے بوستاں بگزر کہ گوئی حور عین — عنبریں گیسو پریشیدہ است اندر مرغزار

سوری بچہ مانند بہ یکے حقّہ یاقوت — کاں حقۂ یاقوت پُر از مشک تتار است

نسریں بچہ مانند بہ یکے بیضۂ الماس — کاں بیضۂ الماس پُر از عود قمار است

قصیدے میں سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز مخلص اور گریز ہے یعنی تمہید یا تشبیب کے اشعار لکھتے لکھتے مدحِ ممدوح کی طرف رجوع کرنا اِس طرح پر کہ گویا بات میں سے بات پیدا ہو گئی ہے۔ متاخرین نے اِس موقع پر خوب زورِ طبع دکھایا ہے اور بڑے بڑے نکتے پیدا کیے ہیں قدما میں عنصری کے مخالص بھی متاخرین سے کسی حال میں کم نہیں ہیں۔ قاآنی بھی عنصری کے تتبع میں گریز کے لحاظ سے متاخرین شعرا میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے وہ ہر موقع پر گریز کے نئے نئے لطیف انداز پیدا کرتا ہے۔

ایک قصیدے میں ایک ترک بچہ کو جنگ پر جانے سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ عیش و عشرت کریں۔ رنگ رلیاں منائیں۔ تو خود بھی شراب پی اور مجھے بھی شراب پلا۔ تو عشوہ کر۔ میں بادشاہ کی مدح بیان کروں ؎

بدہ بگیر بنوشان و نوش تا ز طرب ‏ ‏ ‏ تو عشوہ ساز کن و من مدیح سلطان را

معشوق کی زلف کی تعریف کرتے کرتے مدح ممدوح کی طرف گریز کرتا ہے ؎

گفتمش چین دو زلفت را اگر نتوان شمرد ‏ ‏ ‏ نسبتے دارد یقیں با جود صاحب اختیار

بہار کی تمہید کے بعد کہتا ہے ؎

خلق را چشمے دگرگوں است گوید چوں بہار ‏ ‏ ‏ از شمیم عطرِ گلستان شادماں مے آورد

یا نسیم صبحگاہے مژدگانے نزدِ خلق ‏ ‏ ‏ از نزولِ مرکبِ شاہِ جہاں مے آورد

برسات اور بہار کے ذکر کرنے کے بعد مدح شروع کرتا ہے ؎

چمن از فرّ فرودیں چناں نازان بدست چپ ‏ ‏ ‏ کہ طوس از فرِ شاہِ دیں بر بنِ گنبدِ خضرا

ماہِ رمضان کے بیان اور روزہ داروں کی تکلیف کی حالت بیان کرنے کے بعد کہتا ہے ؎

تا تو ہم وارہی از زحمت یک ماہ صیام ‏ ‏ ‏ مدح متوارہ آفاقت خوانم از بر

مدح ممدوح } قاآنی مدح ممدوح کو صرف شاعرانہ خیالی باتوں تک محدود رکھنا نہیں چاہتا بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ممدوح کے اوصاف ظاہر کرنے میں حتے الامکان واقعیت اور راستی سے کام لیا جائے۔ وہ عنصری کی طرح ممدوح کے کارناموں کو لطیف پیرائے میں نظم کرتا ہے۔

اس قصیدے میں نظام الدولہ حسین خاں کے کارناموں کو نہایت خوبی سے

نظم کیا ہے

بافالِ نیک بہرِ زمیں بوس شہریار — آمد ز ملکِ جم سوئے رب صاحب اختیار
سالے دو بیش ازیں کہ شد آشفتہ ملکِ جم — وز ہم گسیخت سلسلۂ نظمِ آبدار
ملکے کہ بود جمع تر از خالِ گلرخاں — چوں زلفِ یار گشت پریشان و بیقرار
بس کار ہائے طرفہ کشش ہا نمود کش — یک سال گفت نتواں بوجہ اختصار
بارے بہ ملکِ جم درِ خوف و رجا شود — تا دوست را شکور کند خصم را شکار
شورش نشاند و سود بنا کرد و برکشید — جھنڈے کہ بُد بروجِ فلک را ز در مدار
انہار کند و برکہ دکارید و جوئے خیر — بستاں فزود و قریہ و پالیز و کشتزار
برداشت طرحِ غلّہ و تحصیلِ ناں فروش — بخشید باج برف و تکالیفِ راہدار
نظمِ سپہ فزود و منالِ دو سالہ داد — خود را عزیز کرد و درم را نمود خوار
زر داد و تخم و گاو و تقاوی بہر زمیں — و آورد بیشہ و رز و دہقیں ز ہر کنار
کاں کند و کوہ بست و فلز جست و باغ ہا رُست — بسر و نہال کشت و درختانِ میوہ دار
سد بست و گہ شکست و بیاورد سوئے شہر — شمشیر را کہ ہست یکے رود خوشگوار
بہرِ طرادِ آب ز صد میل رہ فزوں — گہ غار کوہ کرد و گہے کوہ کرد غار

صنائع و بدائع — صنعتِ ذوقافیتین

زشاہدے کہ بود رویش از نگار نگار — بخواہ بادۂ و بریادِ مے گسار گسار
گرم ہزار ملامت کند حسود چہ سود — کنوں کہ بستہ ز خونِ دلم نگار نگار

صنعت لف و نشر مرتب

فرو گرفتہ گیتی را بہ باغ و راغ و کوہ و در — نم ابر و دم باد و تف برق و غو تندر

صنعت ترصیع ؎

کنوں کہ سنبل و شمشاد و باغ و بوستاں دارد | چمن ترزئیں و من تمکیں زمیں آئیں زماں زیور
بہ صحن باغ و طرف راغ و زیر سرو و پائے جو | بزن گام و بجو کام و بخور جام و بکش ساغر

قاآنی نے صنعتِ تنسیق الصفات کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اقسام تجنیس صنعتِ سیاقۃ الاعداد۔ صنعتِ تقسیم۔ صنعت تضاد۔ صنعت تدبیج۔ صنعت سوال و جواب وغیرہ قاآنی کے قصائد میں پائی جاتی ہیں۔

صنعت تلمیح) قاآنی مشہور تلمیحات کی طرف نہایت خوبی سے اشارے کرتا ہے اور بعض موقعوں پر مسلسل تلمیحات ذکر کرتا چلا جاتا ہے۔

اِس قصیدے میں موسم بہار کے آنے اور خزاں کے جانے کی کیفیت بیان کرتے میں شاہنامے کے مشہور پہلوانوں کے کارناموں کی طرف اِس خوبی سے اشارے کیے ہیں کہ قصیدے کی تمہید شاہنامے کے مشہور پہلوانوں کے معرکۂ کارزار کا نقشہ بن گئی ہے ؎

۱ رستم عید از برائے چشم کاؤس بہار | نوشدار و از دلِ دیو خزاں می آورد
۲ یا منوچہر صبا زی آفریدون ربیع | فتح نامہ سلم و تے از خاوراں می آورد
۳ بہر دفعِ بیوراسپ دے گلستاں کاوہ را | از گل سوری درفش کاویاں می آورد
۴ رستم ار دیوے بشت مژدہ نزد طوس برد | از ہلاکِ اشکبوس بر گستواں می آورد
۵ بہر نا وردِ فرامرز حریف اینک سپہر | از کمانِ بہمنی تیر و کماں می آورد
۶ یا پیامِ کشتنِ دارا سے دے ہر بامداد | در بر اسکندر صاحبقراں می آورد
۷ یا کہ شماسِ خزاں را قارنِ اردیبہشت | دستگیر از نیزۂ آتش فشاں می آورد

۸ یا نوید قتل کرم هفتواد و ے نسیم | در چمن چوں اژدر شیر پاکاں می آورد

۹ یا گروئی فصل دے را بر فراز تل خاک | گیو فرودیں بخوادی حمو کشتاں می آورد

۱۰ خواہران لالہ و گل را ز هفت اندام خاک | ہیچو رو ئیں تن ز راہ هفتخواں می آورد

صنعت سیاقۃ الاعداد ہے

نہ سپہر و شش جہات و هفت دوزخ ہشت خلد | با سہ مولود دو عالم چار بام و هفت باب

نعت میں یہ اشعار ہیں

تلمیحات تو بہ آدم نیفتادے قبول کردگار | تا بہ فیض نعت مقش صدرہ نکشتے فیضیاب

مسلسل آتش نمرود کے گشتے گلستان خلیل | گر بہ انساب جلیل او نہ جستے انتساب

موسیٰ از تیہ ضلالت نامدے ہرگز بروں | تا ز طور ر افتش لبیک نشنیدے جواب

نوح اگر بر جودی جودش نہ جستے التجا | ماہ کنعاں نامدے ہرگز بروں از قعر آب

تا نشستے ایوب از سرچشمہ لطفش بدن | کے بہ اول گردے زانچناں حالت ایاب

تا مسیح از خاک راہش مسح پیشانی نکرد | کے شدے بر آسماں ہمچوں دعاے مستجاب

یوسف ار بر رشتہ مہرش نکردے اعتصام | یونس ار بر درگہ قہرش نہ جستے اقتراب

تا ابد آں یک نمی آمد بروں از بطن حوت | تا قیامت ایں یکے بودے بزندان عذاب

صنعت التزام کہ اس قصیدے کی ردیف آتش و آب ہے

چہ جوہر است کہ ہست اعتبار آتش و آب | چہ گوہر است کہ زیبد نگار آتش و آب

یہ اشعار منقبت امیر المومنین میں صنعت تنسیق الصفات میں ہیں

تفسیر عقل ترجمۂ اولیں ظہور | تاویل عشق ما حصل چار میں کتاب

روح رسول زوج بتول آیت وصول | منظور حق مشیت مطلق وجود ناب

تمثالِ روح صورتِ جاں معنیٔ خرد — ہمسالِ عشق شیرِ خدا امیر کامیاب
کنجِ بقا ذخیرۂ ہستی کلیدِ فیض — امنِ جہاں امانِ خلائق امینِ باب
چنعت نائب السلطنتہ را نوبتِ تطہیر رسید — زاں گہ طاہرِ دل و طاہر تن و طاہر حسب آب
اشتقاق

عیوب — اکثر جگہ قوافی میں ایطاء و تکرار کا عیب بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی بابت خاقانی کہیں اعتذار سے کام لیتا ہے کہیں اس کو ممدوح کی معافی پر چھوڑتا ہے ؎

در شعر اگر قافیہ تکرار پذیرفت — شک نے کہ بود عفوِ ملک مایۂ غفراں

ایک موقع پر تکرارِ قوافی کے بارے میں کہتا ہے ؎

قوافی شد التعامت مکرر پس ہماں بہتر — کہ عمرت نیز ہمچوں گفتۂ من باد طولانی

وزیرا صاحبا صدرا درین ابیاتِ جاں پرور — دو نقصان است پیہانی کز ما جاں است تبیینش
یکے درچند جا تکرار جائز در قوافیش — نہ تکرارے کہ دیواں را رسد نقصان ز تضمینش
یکے درچند جا ایطا نہ ایطائے چناں روشن — کہ باشد نیمے از عمار وبا کے آرسخن چینیش
نہ پنداری نہ دانستم بدانستم نہ تانستم — شکر تب خیزد و انا ناگزیر از طعم شیرینیش
قوافی را لغت باید لغت را من کنم واضع — کہ دانم طبع را کایں لفظ شایستہ است و بگزینش
گہے عذرِ قوافی خواستن واں طور تنہا کش — گہے بردِ ایہامی یافتن واں طرز نفر بنیش

ممدوح کی شکایت میں کہتا ہے ؎

گر تاج زر نہند ازیں پس بسر مرا — بر درگہ امیر نہ بینی دگر مرا
او بازِ تیز پنجۂ و من صعوۂ ضعیف — روزے بہم فرو شکند بال و پر مرا
او آفتابِ روشن و من ذرۂ حقیر — با نورش از وجود نیابی اثر مرا

عزت چو در قناعت و ذلت چو در طمع
باید قناعت از ہمہ کس بیشتر مرا

اس قصیدے کے ایک شعر میں ممدوح کا وصف بیان کرتا ہے۔ دوسرے شعر میں اپنا ہنر ظاہر کرتا ہے ؎

وصفِ ممدوح

باز ایں توئی شہا کہ جہانت مسخر است
بر تارکت ز مہرِ جہاں تاب افسر است

باز ایں توئی شہا کہ سزاوارِ تست مدح
طبعت محیطِ فیض و کفت کانِ گوہر است

باز ایں توئی کہ مہرۂ اقبالِ بد سگال
از دستخوانِ دادِ جلالت بہ ششدر است

باز ایں توئی کہ حارسِ کریاسِ شوکتت
طغرلِ تگین و اتسز و سلجوق و سنجر است

باز ایں توئی کہ عرصۂ جاہت چناں وسیع
کاندر برش مساحتِ گیتی محقر است

باز ایں توئی کہ اندر تو گہ رزم در ہراس
گودرز و گیو و رستم و گستہم و نوذر است

باز ایں توئی کہ زیرِ نگینِ تو نہ سپہر
یا چار رکن و شش جہت و ہفت کشور است

باز ایں توئی کہ تیغِ جہاں سوزت از گہر

اظہارِ ہنرِ خود

باز ایں منم کہ طبعِ روانم سخن سر است
شیریں کلامِ من بہ مثل تنگ شکر است

باز ایں منم کہ تا ز ثنائے تو دم زنم
غمگیں ز فکرِ روشنِ من مہرِ انور است

باز ایں منم کہ تہنیت آورد سوئے من
روحِ امامی از ہری و مجد ہمگر است

باز ایں منم کہ منبعِ جاں بخشِ فکرتم
چوں چشمۂ زلالِ خضر روح پرور است

باز ایں منم کہ ہر کہ نیوشد کلامِ من
گوید کہ نیست شاعر ماہر فسونگر است

باز ایں منم کہ داورِ اقلیمِ دانشم
ملکِ سخن بہ تیغِ خیالم مسخر است

باز ایں منم کہ طبعِ روان بخشم از سخن
گنجینۂ پُر از دُر و یاقوتِ احمر است

باز ایں منم کہ حجلہ نشینانِ فکرِ من

وصفِ ممدوح | اظہارِ ہنرِ خود

چوں ذوالفقار حامیِ دینِ پیمبر است — چوں روئے نوعروساں پُر زیب و زیور است
باز ایں توئی کہ شدہ کاخِ رفیعِ تو — باز ایں منم کہ چوں بہ بگر و سخن کنم
با اوجِ عرش و سدرہ و طوبیٰ برابر است — اندر مذاقِ خلق چو قندِ مکرر است

اِس قصیدے کے ہر شعر میں پانچ شخصوں کی تعریف کی ہے - اور ہر ایک کے اوصاف کو نمبروار بیان کیا ہے ؎

مراد از شش جہت از پنج تن خاطر بود وشاں — کہ ہر یک در سپہرِ جاہ ہستند اختر تاباں
بلاکو زاں سپس ارغون ایاقاآن منکوشہ — کہ قاآن و دوم باشد و زاں پس او کتاقاآں
نخستیں باذل و ثانی ست دویم تن منعم — چہارم مخزنِ انعام و پنجم مایۂ احساں
نخستیں ہمچو کاوس است و ثانی ہمچو کیخسرو — سیم باسل چہارم شیر اوژن پنجمیں شجعاں
نخستیں ہشت قاآن دودم فضل و سوم تبع — چہارم حاتمِ طائی و پنجم معن بن شیباں
نخستیں سپہ سالار و ثانی نائبِ اول — سیم سردار و چارم سرور و پنجم فلک دربان
بہ رزم اندر نخستیں شیر کش ثانی پلنگ آسا — سیم پیلِ دماں چارم نہنگ و پنجمیں ثعباں

اخلاق: بعض موقعوں پر اخلاقی مضامین بھی نظم کر دیتا ہے ؎

ہاں بیا قاآنیا ترکِ طمع کن از جہاں — تیشۂ ہمت بیار و در ریشۂ ذلت بکن
یاد آور داستانِ گربۂ کز بہرِ عیش — سوئے قصرِ تیر زن شد از سرائے پیر زن
عزت ار خواہی قناعت کن کہ نقدِ آبرو — جنسِ عزت را بخود از بے نیازی مرتہن

ہزل و طیبت

قاآنی فطرتاً ظریف، شوخ طبع اور بذلہ سنج تھا - بعض موقعوں پر دہ تشبیب

لکھتے وقت اِس درجہ کھُل جاتا ہے کہ اُس کے قلم سے بے اختیار ایسے اشعار نکل جاتے ہیں جن کے لکھنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ یہ مانا کہ اِس بدعت سئیّہ کا مرتکب صرف قاآنی ہی نہیں ہے بلکہ شیخ سعدیؔ۔ مولانا روم۔ اور جامی جیسے صوفیائے کبار کا دامنِ شاعری بھی اِس بدنما داغ سے مبّرا نہیں ہے۔ قاآنی اِس بدعتِ سئیہ کے ارتکاب کے اعتذار میں ایک طائیہ میں بہت سی مخش باتوں کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالتا ہے ؎

ننگِ گوہر نیست گر جوید کسے از یار گیں　　　گر ز لفظِ زشت افتد معنیٔ زیبا بدست

ایک اور مقام میں لکھتا ہے ؎

آں چناں کز تلخ مے خوش خوش بوجد آید حزیں　　　ہزل و طیبت طینتِ افسردہ را آرد بوجد

ایں سخن فرمود آں کو بد نبی را جانشیں　　　ہمچو ملح اندر طعام است ایں مزاح اندر کلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب قصائد قاآنی

دوشم ندا رسید ز درگاہِ کبریا ۔ کے بندہ کبر بہتر ازیں عجز بار یا

خوانے مرا خبیر و خلاف تو آشکار ۔ دانے مرا بصیر و خطاے تو بر ملا

گر دانیم بصیر چرا می کنی گنہ ۔ ور خوانیم خبیر چرا میکنی خطا

ما گر عطا کنیم چہ خدمت کنی بخلق ۔ خلق ار کرم کنند چہ منت بری زما

مائیم خالقِ تو چہ حاصل شود تعب ۔ خلق اند خواجۂ تو چہ واصل شود عطا

اجرائے من خوری و کنی خدمت مہر ۔ روزی من بری و کشی منتِ کیا

گہ چوں عسس مدارت از خون بیکساں ۔ گہ چوں مگس قرارت بر خوانِ اغنیا

گاہے چو کرم پیلہ کشی طیلساں بسر ۔ گاہے ز روے حیلہ کنی پیرہن قبا

یعنی بخندبہ ایم نہ شوریدہ از جنوں ۔ یعنی بخلسہ ایم نہ پیچیدہ در ردا

تا کے شوی برہ گذرِ جرم رہ سپر ۔ تا کے کنی بمعذرتِ جبر اکتفا

گوئی کہ جبر باشد و باکت نہ از گنہ ۔ دانی کہ جرم داری و شرمت نہ از خدا

آخر صلاح را نبود فخر بر فجور ۔ آخر نکاح را نبود فرق از زنا

مقتول را ز قاتل باطل بود قصاص ۔ مظلوم را ز ظالم لازم بود جفا

کس گفت زانکہ ہمہ در خامۂ قدر
کس گفت تنگما ہمہ در نامۂ قضا

در گردش است لعبتِ العاب در کمیں
در جنبش است خامۂ نقاش در قفا

مبیخ است در لقاء و جلاب آفتاب
کاہ است در تحرک و جذاب کہربا

دیو از برائے آنکہ تو خویشت شود دلیل
نفس از برائے آنکہ ز کیشت کند جدا

آں از طریق شرع کند با تو دوستی
ویں در لباس زہد شود با تو آشنا

آں نرم نرم شبہۂ باطل کند بیاں
ویں گرم گرم نکتۂ ناحق کند ادا

آں طعنہ گو کہ یاوری دین ذو المنن
ویں خندہ زن کہ پیروی شرع مصطفی

گر حرز قبول ملت اجداد کو دلیل
ور حرز و ثوق عادتِ اسلاف کو گوا

ایں دزد کارواں و تو مسکین کارواں
آں رند داوستاد و تو نادان روستا

آں آردت ز مسلکِ توحید منحرف
ویں آردت بمہلکِ تزویر رہنما

تو در میانہ ہایم و حیران و تن زدہ
آگندہ از سفاہت و آمودہ از عما

بر دیدۂ خلوص تو حاجب شود ہوس
بر آتشِ نفاق تو دامن زند ہوا

سازد ترا البشر کہ خفی دیو ممتحن
آرد ترا بکفر جلیے نفس مبتلا

نفس ترا کسالتِ اصلی شود معیں
طبع ترا جہالتِ فطری شود غطا

گوئی گہ صلوٰۃ کہ شرعست نا پسند
رانی گہ زکوٰۃ کہ دین ست ناروا

تا رفتہ رفتہ وغدغۂ دل شود قوی
تا لمحہ لمحہ تقویتِ دل کند قوا

گوئی بخود کہ رب زچہ رفتہ است در حجاب
رانی بدل کہ حق زچہ ماندہ است در خفا

گر زانکہ ہست حکمتِ پنہاں غدن کدام — ور زانکہ نیست پیرو فرماں شدن چرا

تا چند مکر و غدغہ لے دیو زشت خو — تا چند کفر و سفسطہ ای مست ژاژ خا

بر بود من دلیل بس ایں چرخ گرد گرد — بر ذاتِ من گواہ بس ایں یادِ دیر پا

کوبندۂ بباید تا دف کند خروش — گویندۂ بباید تا کہ کند صدا

سرّیست زیرِ پردہ کہ می پوید آسماں — آبی ست زیر پرہ کہ می گردد آسیا

بے نوبہار گل نشود بوستاں فروز — بے کردگار گر نشود آسماں گرا

شاہ ار ترا بہ تختِ منقش دہد جواز — میر ار ترا بکاخِ مقرنس زند صلا

مدحت کنی نخست بنقاش آں سریر — تحسیں کنی درست بمعمارِ آں بنا

گوئی بکلکِ صنعتِ نقاش آفریں — رانی بدستِ قدرتِ معمار مرحبا

آخر چگونہ کوہ بداں شوکت و شکوہ — آخر چگونہ چرخ بدیں رفعت و علا

بے قادری بوادی ہستی نہد قدم — بے صانعے بعرصۂ امکاں زند لوا

آخر چگونہ عرش بدیں پایۂ و شرف — آخر چگونہ مہر بدیں مایۂ و بہا

بے آمری بسیطِ جہاں را شود محیط — بے خالقی فضای زمیں را دہد ضیا

اسبابِ فرشِ من چہ کم از کاخِ آں امیر — آیاتِ عرشِ من چہ کم از عرشِ پادشا

با ایں گنہ امید تفضل بود گنہ — با ایں خطا امید ترحم بود خطا

الّا یمینِ طاعتِ برہانِ حق علے — الّا لعونِ مدحتِ سلطانِ دیں رضا

اہلِ کرم ولیِ نعم قائدِ امم — کہفِ ورٰی امامِ ہدیٰ آیتِ لقا

سطحِ حیاتِ خطِ بقا نقطه وجود — قطبِ نجات قوسِ صفا مرکزِ وفا

نفسِ بسیطِ عقلِ مجرد روانِ صرف — مصباحِ فیضِ راحِ روانِ روحِ اتقیا

مصداقِ لوحِ معنیِ نون مظهرِ قلم — نورِ ازل چراغِ ابد مشعلِ بقا

منهاجِ عدل تاجِ شریعت رواجِ دین — مفتاحِ صنعِ درجِ سخن گوهرِ سخا

فیضِ نخست صادرِ اول ظهورِ حق — مرآتِ وحی رایتِ دین آیتِ هدا

معنیِ باءِ بسمله مسندنشینِ کن — مصداقِ نفسِ کامله عزلت‌گزینِ لا

گر حکمِ او نجنبشِ غیر ادبه مثال — ور رای او براندش گردون دهد رضا

راند قضا پیاپی کاجر است ای قدر — گوید قدر رو ما دم کامضاست ای قضا

پاینده دولتی ست بدو جستن انتساب — فرخنده نعمتی ست بدو کردن اقتدا

بیمی که با حمایتِ او بهتر از امید — خوفی که با عنایتِ او خوشتر از رجا

شیطان بیک توجه او بهترین ملک — سلطان بیک تعرضِ او کمترین گدا

عکسی ز لوحِ حکمتِ او هرچه در زمین — نقشی ز کلکِ قدرتِ او هرچه در سما

گر پرسد از خدای که یارب کراست حق — الحق فیک منک الیک آیدش ندا

ارواحِ انبیا همه بر خاکِ او مقیم — اشباحِ اولیا همه در راهِ او فدا

بانسبتِ وجودِ شریفِ تو ممکنات — ای ممکنات را بوجودِ تو التجا

خورشید و سایه روز و چراغ آفتاب و شمع — دریا و قطره دُر و خزف برد و بوریا

اصل و طفیل شخص و شبه قصد و امتحان — بود و نبود ذات و صفت عین و اقتضا

فیاض و فیض علت و معلول نور و ظل | نقاش و نقش کاتب و خط بانی و بنا

معنی و لفظ مصدر و مشتق مفاد و حرف | عین و اثر عیان و خبر صدق و افترا

باللہ من قلاک بصیراً فقد ہلک | تاللہ من اتاک خبیراً فقد نجا

ذات تو سرفراز ز تمجید ذوالمنن | نفسِ تو بے نیاز ز تقدیس اصفیا

از گوہرِ تو عالمِ ایجاد را شرف | از ہستیِ تو دوحۂ ابداع را نما

در پیشگاہ امرِ تو بے گفت و بے شنود | در کارگاہ نہیِ تو بے چون و بے چرا

اضداد بے مسالمہ بایکدگر قرین | العیاد بے منازعہ از یکدگر جدا

اخلافِ راشدین تو گنجینۂ شرف | اسلافِ ماجدین تو آئینۂ صفا

یکسر بکارگاہ ہدایت کشادہ دست | یکسر ببارگاہ امامت نہادہ پا

در پردۂ ولایتِ عظمیٰ نہفتہ رو | بر مسندِ خلافتِ کبریٰ گزیدہ جا

نفسِ تو بوستانے ممطور و دلنشین | ذاتِ تو گلستانے مطبوع و جانفزا

نورستہ لالہ ایست از آں بوستاں ادب | نشگفتہ غنچہ ایست از آں گلستاں حیا

غمگیں شود بہرچہ تو غمگیں شوی رسول | شاداں شود بہرچہ تو شاداں شوی خدا

خورشید گر نہ کور شد از شرمِ رای تو | دارد چرا ز خطِ شعاعے بکف عصا

شرعی کہ بر ولای تو حائل شود دغل | وحیی کہ بے رضای تو نازل شود دغا

ہر نیش کز خلیل تو نوشی ست دلنشیں | ہر نوش کز عدوی تو نیشی ست جانگزا

مہرِ ترا ثواب مخلد بود ثمر | قہرِ ترا عذاب مؤبد بود جزا

انجا کہ قدرتست اثر نیست از جہت
انجا کہ صدرتست خبر نیست از قضا

با شوکتِ تو چرخ اسیریست منحنی
با ہمتِ تو مہر فقیریست بے نوا

خرم بہشت اگر تو براو بگذری جحیم
رخشاں سہیل اگر تو براو ننگری سہا

از فرِ ہستیِ تو بود عقل را فروغ
از نور گوہرِ تو بود نفس را بہا

در کارگاہ امر توئی میر پیش بیں
در بارگاہ ملک توئی شاہ پیشوا

بے رخصتِ تو لالہ نمی روید از زمیں
بے خواہشِ تو ژالہ نمی بارد از ہوا

گویا شود جماد اگر گوئیش بگو
پویا شود نبات اگر گوئیش بیا

مردودِ پیشگاہ تو مردود کائنات
مقبول بارگاہ تو مقبول ماسوا

مستوثقِ ولاے تو نندیشد از اجل
مستظہر وداد تو نگریزد از فنا

در مکتبِ کمالِ تو خردی بود خرد
از دفترِ نوالِ تو جزوے بود بقا

جسمِ ترا بہ مسندِ ناسوت مستقر
روحِ ترا ز بالشِ لاہوت متکا

گنجے کہ بہ سگالِ تو بخشند کم از خزف
رنجے کہ نیک خواہ تو خواہد بہ از شفا

حبِ تو گر عدوست بجاں میخرم علد
مہرِ تو گر بلاست بدل می پرم بلا

خارے کہ از خلیل تو میخواہمش رطب
دردے کہ از حبیب تو میدانمش دوا

دل با تو گر دوروست ز دل میبرم امید
جاں با تو گر عدوست ز جاں میکنیم ابا

خوفے کہ از دیار تو باشد بہ از اماں
فقرے کہ در جوار تو باشد بہ از غنا

بیمم نہ باد داد تو از آتشِ جحیم
باکم نہ با ولاے تو از سوزشِ جزا

در روزِ حشر جوشنِ جان سازم آن دعا — در وقتِ نشر و نشره تن سازم آن ولا

قاآنیا اگرچه دعا و ثنای شاه — این دو را اذی بود و آن روح را غذا

زان بر فراز عرش سرافیل را سرود — زین بر فرود فرش عزازیل را عزا

لیکن ترا مجال بیان نیست در درود — لیکن ترا قبولِ سخن نیست در ثنا

دشتِ دعا وسیع و سمندِ تو ناتوان — بامِ ثنا رفیع و کمندِ تو نارسا

زین بیش در طریق چه تهی عنسِ ناپسند — زین بیش بر محک چه زنی نقدِ ناروا

این عرصه ایست صعب بدو برهنه قدم — وین لجه ایست ژرف بدو برمکن شنا

گیرم که در کلام تو تاثیر کیمیاست — دانا بکان زر نکند عرض کیمیا

گیرم که عنبرین سخنت نافهٔ ختاست — کس نافه ارمغان نبرد جانبِ ختا

ختلان و خنگ چاچ و کمان روم و پرنیان — توران و تیر مصر و شکر هند و توتیا

کرمان و زیره بصره و خرما بدخش و لعل — عمان و دُر حدیقه و گل حبت و گیا

گر رایت از مدیح و ثناسائی است و بس — خود را شناس تا نکنی مدحِ ناسزا

در مقصد از دعا طلبت نیل مدعاست — خود را دعا کن از پئے تحصیل مدعا

شه را هر آنچه باید و شاید مقرر است — بی منتِ ستایش و بی منتِ دعا

آن را که افتخار دعا و ثنا بد دست — ناید ثنا ستوده و نبود دعا روا

یارب به پادشاه رسل ماه هاشمی — یارب بر هنمای سبل شاهِ لافتیٰ

یارب به زهدِ سلمان آن پیر پارسی — یارب بصدق بوذر آن میر پارسا

یارب باشک دیدهٔ گریان فاطمه رضؓ — یارب بسوز سینهٔ بریان مجتبی

یارب باشک چشم اسیران ماریه — یارب بخون حلق شهیدان کربلا

یارب بآفتاب امامت علی که هست — مفتاح آفرینش و مصباح اهتدا

یارب بنور بینش باقر که پرتویست — از نور او ظهور کرامات اولیا

یارب بفر مذهب جعفر که جلوه ایست — از صدق او شهود مقامات اوصیا

یارب بجاه موسی کاظم که بوقبیس — با علم او به پویه سبق برده از صبا

یارب بپادشاه خراسان کش آسمان — هر دم کند سجود که روحی لک الفدا

یارب بجود عام محمد که کرده اند — تعویذ جان ز حرز جوادوی انبیا

یارب بمهر برج نقاوت نقی که یافت — هجده هزار عالم از او زهرت و نوا

یارب بنور دعوت حسن حسنؑ که هست — هستی او حقیقت جام جهان نما

یارب بنور حجت قائم که تا قیام — قائم بدست قائمهٔ عرش کبریا

فضلی که از شدائد برزخ شوم خلاص — رحمی که از مهالک دوزخ شوم رها

برهانم از وساوس این نفس دون پرست — دریابم از کشاکش این طبع خودستا

چندم بکارگاه طلب نفس در تعب — چندم ببارگاه قتار روح در عنا

مگذار بستر تنم را در قعر تیره چه — مپسند نشیمنم را در کام اژدها

ادعوک راجیا و تاتیک فاستجب — یا من یجیب دعوة داع اذا دعا

فاستغفری الذنبک یا نفس و هتدی — با الله ان ربک یهدی لمن یشاء

در مدح حضرت علی بن موسی الرضا علیه التحیه والثنا

بگردون تیره ابری بامدادان برشد از دریا
جواهر خیز و گوهر ریز و گوهر بیز و گوهر زا

چو چشم اهرمن خیره چو روی زنگیان تیره
شده گفتی همه چیره بمغزش علت سودا

شبه گون چون شب عاشق گرفته چون دل عاشق
باشک دیدهٔ وامق برنگ طرهٔ عذرا

تنش با قیر آلوده دلش از شیر آموده
برون پر سرمهٔ سوده درون پر لؤلؤ لالا

بدل گلشن به تن زندان گهی گریان گهی خندان
چو در بزم طرب رندان ز شور نشاءِ صهبا

چو دودی بر هوا رفته چو دل مست آشفته
زده بس در ناسفته ز مستی خیره بر خارا

شده خورشید نورافشان تباری جرم و پنهان
چو شاه مصر در زندان چو ماه چرخ در ظلما

دریا در تیره چه بیژن نهفته چهرهٔ روشن
دیار روشن گهر بهمن شده در کام اژدرها

لب غنچه رخ لاله برون آورده تبخاله
ز بس بارد ازان ژاله باطراف گلشن و صحرا

ز فیض او دمیده گل شمیده طرهٔ سنبل
کشیده از طرب بلبل بشاخ سرخ گل آوا

عذار گل خراشیده خط ریحان تراشیده
ز بس الماس پاشیده بباغ از ژالهٔ بیضا

ازو اطراف خارستان شده یکسر بهارستان
وزو در شکل نگارستان زمین از لالهٔ حمرا

فگنده بر سمن سایه دمن را داده سرمایه
چمن زو غرق پیرایه چو نرگس شاهدی رعنا

ز بیمش مرغ جان پرد ز سهمش زهرها درد
چو او چون اژدها غرد و یا چون دد کشد آوا

خمر و شد هر دم از گردون که پوشد بر تن بالا
ز سنبل کسوت اکسون ز ژاله خلعت دیبا

فشاند بر چمن ژاله و ماند از دمن لاله　　چنان از دل کشد ناله که سعد از فرقت اسما

کنون از فیض او بستان نماید از گل و ریحان　　برنگ چهرهٔ غلمان ببوی طرهٔ حورا

چمن از سرو و سیسنبر بحال خلخ و کشمر　　دمن از لالهٔ و عبهر طراز تبت و یغما

ز بس گلهای گوناگون چمن چون صحف انگلیون　　تو گوئی فرش سقلاطون صبا گسترده در مرعی

ز بس خوبان فرخ رخ گلستان غیرت خلخ　　همه چون نوش در پاسخ همه چون سیم در سیما

ز بس لاله ز بس نسرین دمن رنگین چمن مشکین　　ز بوی آن ز رنگ این هوا دلکش زمین زیبا

گل از باد وزان لرزان وزان مشک ختن ریزان　　سمن بو و شگفت ازان کشاد عنبر سارا

ز فر لالهٔ و سوسن ز نور نور نسترون　　دمن چون وادی ایمن چمن چون سینهٔ سینا

چه در هامون چه در بستان شگفتند صف گل و ریحان　　ز گیسو لالهٔ و نعمان ز نیک سو ز نرگس شهلا

تو گوئی اهل یک کشور برهنه پا برهنه سر　　چمان در خشک سال آمد به هامون بهر استسقا

چمن از فر فرو ردین چنان نازان بشت چین　　که طوس از فر شاه دین برین نه گنبد خضرا

هژبر بیشهٔ امکان نهنگ لجهٔ ایمان　　ولی ایزد منان علی عالی اعلا

امام ثامن ضامن حریمش چون حرم آمن　　زمین از مقدم او ساکن سپهر از عزم او پویا

نهال باغ علیین بهار مرغزار دین　　نسیم روضهٔ یاسین شمیم دوحهٔ طه

سحاب ابر را ژاله ریاض شرع را لاله　　خرد بر چهر او واله روان از مهر او شیدا

ز خشتش مهر فروزنده لبش یاقوتی از زنده　　ازان جان خرد زنده ازین نطق سخن گویا

ز جودش قطرهٔ قلزم ز رویش پرتوی انجم　　جنابش قبلهٔ مردم رواقش کعبهٔ دلها

بهشت از خلق او بوئی محیط از جود او جوئی — بجیب حشمتش گوئی گرایان گنبد مینا

ستاره گوئی میدانش هلال عید چوگانش — ز نعل سُم یکرانش غباری توده غبرا

قمر رنگی ز رخسارش شکر طعمی ز گفتارش — بشر را مهر دیدارش نهان چون روح در اعضا

زمین آثاری از حزمش فلک مقداری از عزمش — اجل در هیئت رزمش ندارد دم زدن یارا

خرد طفل دبستانش قمر شمع شبستانش — بمهر چهرهٔ رخشانش ملک حیران ترا از حربا

نظام عالم اکبر قوام شرع پیغمبر — فروغ دیدهٔ حیدر سرور سینهٔ زهرا

ابد از هستیش آنی فلک در مجلسش خوانی — بخوان همتش نانی فروزان بیضه بیضا

وجودش با قضا توام ز جودش ماسوا خرم — حدوثش با قدم همدم حیاتش با ابد همتا

قضا تیریست در شستش فنا تیغیست در دستش — چو ماهی بستهٔ شستش همه دنیا و ما فیها

زمین گوئیست در مشتش فلک مهری ور انگشتش — دوتا چون آسمان پشتش به پیش ایزد یکتا

بسائل بحر و کان بخشد خطا گفتم جهان بخشد — گرفتم کو نهان بخشد ز بسیاری شود پیدا

ملک مست جمال او فلک محو کمال او — نم دریای نوال او حبابی لجهٔ خضرا

زمان را عدل او زیور جهان را ذات او مفخر — زمان را او زمان پرور جهان را او جهان آرا

ز قدرش عرش مقداری ز صنعش خاک آثاری — بباغ شوکتش خاری ریاض جنت المأوی

امل را جود او مرجع اجل را قهر او مصنع — فلک را قدر او مرجع ملک را صدر او ملجا

رضای او رضای حق قضای او قضای حق — دلش از ماسوای حق گزیده عزلت عنقا

کواکب خشت ایوانش فلک اجری خور خوانش — بزیر خط فرمانش چه جابلقا چه جابلسا

رخش پیرایهٔ هستی دلش سرمایهٔ هستی / وجودش دایهٔ هستی چه در مقطع چه در مبدا

ملک را روی دل سویش فلک را قبله ابرویش / بگرد کعبهٔ کویش طوافِ مسجدِ الاقصی

جهان را او بود آمر چه در باطن چه در ظاهر / بامر او شود صادر ز دیوانِ قضا طغرا

کند از یک شکرخنده هزاران مرده را زنده / چنان کز چهرهٔ رخشنده جهانِ پیر را برنا

ردای قدس پوشیده بهضمِ نفس کوشیده / ببزم انس نوشیده میِ وحدت ز جام لا

می از مینای لا خورده سبق از ما سوا برده / وزان پس سر برآورده ز جیبِ جامهٔ الا

زدوده زنگ امکانی شده در نور حق فانی / چو مه در مهر نورانی چو آبِ دجله در دریا

زده در دشت لا خرگه که لا معبود الا الله / ز کلخِ نفی جسته ره بخلوتگاهِ استثنا

شده از بس بیادِ حق ببحرِ نفی مستغرق / چنان با حق شده ملحق که استثنا به مستثنا

روان را ز پرورده سراید راز در پرده / بلی گیرد خرد خورده ثنا از اهل ادری کالا

رموزِ علم ادریسی بود ذوقی نه تدریسی / چه داند ذوق ابلیسی رموز علم الاسما

زهی یزدان ثناخوانت دو گیتی خوانِ احسانت / سهی قد آک فرمانت جهان را عروة الوثقی

ستاره منج خرگاهت زحل هندوی درگاهت / ز نیم خشم جانکاهت فلک را رنج استرخا

پسر از لطف حق تاجت طریقِ شرع منهاجت / بساطِ قرب معراجت فسبحان الذی اسری

همین نوبادهٔ آدم همین پیرایهٔ عالم / چو خیر المرسلین محرم بخلوتگاهِ او ادنی

توئی غالب توئی قاهر توئی باطن توئی ظاهر / توئی ناهی توئی آمر توئی داور توئی دارا

مسالک را توئی رهبر ممالک را توئی زیور / محامد را توئی مظهر معارف را توئی منشا

تو در معمورهٔ امکان خداوندی بس از یزدان　چو در رگ خون چو در تن جان و در حکم تو در اشیا

توئی بر نفع و ضر قادر توئی بر خیر و شر قاهر　توئی بر دیو و دد آمر توئی بر نیک و بد دانا

تو جسم شرع را جانی تو درد عقل را کانی　تو گنج کان یزدانی تو داقی سر ما اوحی

تو دانای حقائق را تو بینای دقائق را　تو رویای شقائق را ز یاقوت صخرهٔ صما

ترا از ماه تا ماهی ز حق پروانهٔ شاهی　گر افزائی و گر کاهی تیا شد از کست پیدا

زمان را از تو افزایش زمین را از تو آرائش　روان را از تو آرامش خرد را از تو استغنا

بکلک قدرت داور تو بودی آفرین گستر　نزاده چارگان مادر نبوده هفتگان آبا

ز درعت حلقهٔ گردون ز تیغت شعلهٔ کانون　ز قهرت لطمهٔ جیحون ز ملکت خطوهٔ بیدا

اگر لطفی تو اسے داور نگردد خلق را رهبر　ز آهِ خلق در محشر قیامتها شود برپا

زهے اے نخل باغ دین کت اندر دیدهٔ حق بین　نماید خوشهٔ پروین کم از یکدانهٔ خرما

در او صاف تو قاآنی دهد داد سخندانی　کند امروز دهقانی که تا حاصل برد فردا

سخن تخم است او دهقان ثنا مزرع امل باران　فشاند دانه در میزان که چیند خوشه در جوزا

تعالی الله گرش خوانی معاذ الله گرش رانی　بهر حالت که میدانی توئی حصن توئی مولا

گرش خوانی زهے باذل ورش رانی خهی عادل　گرش خوانی شود خوشدل ورش رانی شود رسوا

گرش خوانی عفاک الله ورش رانی رحماک الله　بهر صورت جزاک الله کما یبغی کما یرضی

گرش خوانی ثنا گوید ورش رانی دعا گوید　نترسد بر ملا گوید ستم زیبا کرم زیبا

الا تا در همه نیسان دمد از گل گل و ریحان　برویند سنبل از بستان بر آید لاله از خارا

چو لاله زائرت خرم چو گل با خرمی توام | چو ریحان سبز و مشکین دم چو سنبل بوستان پیرا

در مدح حاجی اسدالله خان شیرازی

دوشینه چون کشید شهٔ زنگ لشکرا | سلطانِ روم را ز سر افتاد افسرا
بازِ سفید روز بپرید ز آشیاں | زاغِ شبِ سیاه بگستر و شهپرا
تاریک شد سپهر چو ظلمات و اندر و | تاباں ستاره چون بسیاهی سکندرا
چوناں شبے دراز کہ پنداشتی قضا | یکره بریده نافش با روز محشرا
افروخت چهره زیں تلِ خاکستری سهیل | چون اندرون تودهٔ خاکستر اخگرا
گفتی فرشته است ببالای اهرمن | روشن فلک قرار ز هوای مکدرا
گردون پر ستاره بر آں قیرگوں هوا | چوں بر سرِ نجاشی اکلیل قیصرا
یا گفتهٔ بکین تهمتن بسر نهاد | پولاد وند دیو زر اندود مغفرا
وز اختراں معائنه دیدم کنار چرخ | زانگونه کز قراضهٔ زر نطع زرگرا
مرغ هوا و ماهی دریا بخواب و من | بیدار چشم و دوخته در چشم اخترا
کز در صدای سنداں برخاست کانچنانکه | پنداشتی ز چرخ بغرید تندرا
گفتم هلا که بدر حلقه میزنی | گفتا نگار گفتم بخ بخ درآ درآ
برجستم و دویدم و در را گشود و بست | کردم سلام و تنگ کشیدمش دربرا
بوئیدمش دمادم موی مجعدا | بوسیدمش بپای پی قندِ مکررا

هر غمزه اش بجانم صد حسبه ناوکا
هر مژه اش بچشمم صد قبضه خنجرا

از فرق تا قدم همه احسانِ مجسّما
وز پای تا بسر همه روحِ مصوّرا

بر چشم اشکبارم مالید زلف خویش
دین قصّه راست شد که بسحرست عنبرا

بر روی زرد من لبِ شیرین بعشوه سود
وین حرف شد یقین که بنی هست شکّرا

بنشاندمش بمجلس و از زلفگانِ او
از بهر خویش کردم بالین و بسترا

بی شمع و بی چراغ ز روی منورش
شد همچو روز روشن تیره سم مسوّرا

آری چراغ و شمع نیاید بحکمِ عقل
چون چهره بر فروزد خورشیدِ خاورا

گفتم بهل که عود بمجمر برافگنم
شکرانهٔ قدوم تو ترکِ سمنبرا

گفتا لعود و مجمر حالی چه حاجت ست
با زلف و چهر من چه کنی عود و مجمرا

ما گرم گفتگو که برآمد ز آسمان
ابری سیاه تیره تر از جان کافرا

گفتی که دزد مخزنِ شاه ست ازان قبل
کش بود آستین همه پر درّ و گوهرا

هر دُرّ و گوهری که فرو ریخت در زمان
شد همچو گنج قارون در خاک مُضمرا

جادوست گفتهٔ که به نیرنگ جادوئی
گرد از بحار خشک برون لؤلؤ ترا

چون بختیان مست که کف بر لب آورند
توفید و ریخت کف ز دهانش بر اغبرا

گو بنگرش نشیب سپهر ار ندید کس
در قلزمی معلق دیوی شناورا

سیلی ز هر کرانه روان شد که هیچکس
نارست بی سفینه گذشتن بمعبرا

گفتم کنون چه باید گفتا شراب ناب
زان می که چون سُهیل درخشد بساغرا

آوردمش بہ پیش شرابے کہ گفتہ
جاں را گرفتہ اند بہ تدبیر جوہرا

زاں مے گر برابر آبستنی نہند
بینند روے بچۂ نر ہر ان مادرا

چشم خروس ریختیم از نائے بلبلہ
وز حلق بط فشاندم خونِ کبوترا

او مست جام مے شد و من مست چشم او
یا للعجب کہ مستی من شد فزوں ترا

آرے شراب را بود از صد ہزار شور
با شورِ عشق یار نہ باشد برابرا

یارے زہر گراں سخنے رفت درمیاں
زاں ساں کہ ہست رسمِ حریفان ہمسرا

تا رفتہ رفتہ پرسشی از حال من نمود
ہم زاں قبیل کہ بہترے از حال کہترا

گفتا چہ مسکنی و چہ سامانی و حال چیست
مسکینی از جفاے جہاں یا تونگرا

گفتم میانِ فقر و غنایم وزیں قبیل
خنثی است بخت من کہ نہ مادہ است و نہ نرا

نفسم صبور قلب شکورست لاجرم
خوشنودم از زمانہ برزقِ مقدرا

لیکن بحکم آں کہ ضرورست اکتساب
آہنگ پاے بوس ملک دارم ایدرا

گفتا بفضل وے کہ سخن بفسرد بکام
گوئی سفر کنم نہ کنم ہیچ باورا

حاشا کہ وحی صادق دائم حدیثِ تو
نہ خود تو جبرئیلی و نہ من پیمبرا

فصلے چنیں کہ گوئی از برف کوہسار
زاستبرقِ سفید بسر کردہ معجرا

فصلے چنیں کہ گوئی کردند تعبیہ
تاثیر پشت سوہاں در طبع صرصرا

باللہ اگر نگاہ بروں آید از دو چشم
چوں سنگ بفسرد بمیانِ رہ اندرا

گفتم ز شوق درگہ دارای روزگار
نہ ہراسم از نسیم وے و باد آذرا

گیرم جهنده باد بود نیشش تا بخا ... گیرم فسرده آب بود نوک نشترا
ایدون به پشت گرمی الطاف کردگار ... دادم بیخ چنان روم که در آتش سمندرا
گفتا زنال و جان چه داری بسیج راه ... گفتم هلا بنقد دو اسپ تگاورا
یک اسپ بنده نیز بلار است شد ز دیار ... برده است و کس درین ستمم نیست یاورا
گفتا جز این دو هیچ ضرور است گفتمش ... یکمشت زر دو اسپ تگاور یک استرا
ارباب جاه نقدی اگر دام من دهند ... اسباب راه یکسره گردد میسرا
گفتا بقرض کس ندهد یک قراضه زر ... پس تجربت که رفته درین باب مرمرا
اکنون مت ربے بنایم بحکم عقل ... لیکن بشرط آنکه شود بخت یاورا
گر خدمتے امیر بفرمایدت برے ... در نزد اولیاے خدیو مظفرا
فرض افتدش که هرچه تو خواهی ببخشدت ... از شوق خدمت ملک ملک پرورا
گفتم مرا بخدمت میر بزرگوار ... ایدون وسیله باید رادی سخنورا
گفتا که بهتر از اسد الله خان که هست ... در گوش میر گفتنش چون سکه بر زرا
خانی که هیبت جود و سخائش بشرق و غرب ... ساریست چون فروغ مه و مهر انورا
در زورقی که دم زنی از حزم و عزم او ... او کار بادبان کند این کار لنگرا
وصف حلاوت سخنش چون رقم کنی ... نبود عجیب که خامه بچسپد بدفترا
از شش جهت گریخت تیاد عدوی او ... مانند مهره که درافتد بششدرا
مانا شگافت زهرهٔ چرخ از عتاب او ... ورنه سبب کدام که چرخ ست اخضرا

محروم باد حاسد او از لقای او — زیرا کزیں بتر نتواں یافت کیفرا

صدرا امیر دیواں دانم کہ با تو اش — صد قیمت بے نہایت و صد ہیبت بمرا

تنہا نہ با جناب تو از فرط اتحاد — چوں یک رواں پاک بود در دو پیکرا

با خلق روزگار چنیاں مہرباں بوَد — کاورا دعا کنند بمحراب و منبرا

دانی تو بلکہ شہرے لا بلکہ ہاکمے — کارے کہ او نمود در ایں مرز و کشورا

ملکے کشود و مملکتے را نمود امن — بے رحمتِ سیاست و بیرنج لشکرا

چوں موسیٰ کلیم بیک چوب دست کرد — ملکے ز ملک مصر فروں تر مسخّرا

ماران فتنہ خورد بیکرہ عصای او — تا گشتہ چوں عصائے کلیم اللہ اژدرا

نازل ز آسماں شود اسما ازاں بود — نامش نبی کہ ہست نبی ساں بگوہرا

آزاد کردہ کرمِ اوست ہر کہ ہست — چہ طفل شیر خوار و چہ شیخ معمرا

با عدل او عجب نہ کہ زالی چو آفتاب — با طشت زر بیاختر آید ز خاورا

اندر سہ مہ ذخیرۂ سی سالہ خرج کرد — از بہر نیکنامی شاہ فلک فرا

ہر کس کنند ذخیرہ زر و سیم و گنج و مال — او را بود ذخیرہ شہِ مہر گسترا

ایدوں گواہ عدل وے ایں داستاں بس است — کآید بگوش خلق حدیثے مزوّرا

کامد بشہر شیراز از یکے دروزہ راہ — گم گشت بارگیری بارش ہمہ زرا

ہر ذرہ و ہر طریدہ کہ دیدش برہ گزار — گشتش ز رہ بخطۂ شیراز رہبرا

غیر از رضائے شاہ کہ جوید بجان و دل — آید بچشم ہر دو جہانش محقّرا

درگفت می نیاید القصه انچه کرد / او از کمال و قدر درین بوم واین برا
یک روز دم زنے اگر اندر حضور وے / در حق من شود همه کام میسّرا
تا خود چه می شود که بس از یک کلام تو / یک عمر بر حوائج گردم مظفّرا
تا اسم در جهاں بود از گفتهاے نغز / تا نام در جهاں بود از کلاک و دفترا
بادش عدو نواں و بداندیش ناتواں / دولت جواں و حکم رواں یار دربرا
نصرت قرین و چرخ معین فتح همنشیں / حاسد غمیں و بخت سمیں خصم لاغرا

در وصف نامهٔ بادشاه گیتی ستاں محمد شاه غازی

شکسته خامهٔ آزر گسسته نامهٔ قسطا / چه خامه خامهٔ خسرو چه نامه نامهٔ دادا
گسسته دفتر شاپور و خسته خاطر آزر / شکسته رونق ارژنگ و بسته بازوی مانا
بسعی خامهٔ باهر بفرق نامهٔ ظاهر / فشانده خسرو قاهر چه مایه لولوء لالا
سدید و محکم و ساطع فصیح و واضح و لامع / بلیغ و روشن و رائع رشیق و ظاهر و شیوا
جمیل و در خور و لائق زرین و دلربا و فائق / گزین و لائح و بارق خزیل و سخته و غرّا
شگرف و بغش و کافی سلیس و دلکش و صافی / پسند و ویژه و وافی بلند و شارق و بیضا
همال سبعهٔ وانده زبسکه دلکش و موزوں / مثال فکرت هروں زبسکه روشن و عذرا
ز نظم گفت شه الحق نمانده زینت و رونق / بگفت همگر و عمیق بشعر خسرو و بیضا
چه نامه قطعهٔ و جامه بسعی خامهٔ و آمه / یعنی دفتر و نامه نهفته فکرت دالا

سطور او ہمہ تاباں چو دست موسیٰ عمراں — نقوشِ او ہمہ رخشاں چو صد صحیفۂ سینا

نہالِ گلشنِ فکرت لآلِ مخزنِ حکمت — زلالِ چشمۂ حسرت سوادِ دیدۂ بینا

بآبِ چشمۂ حیواں بتابِ کوکبِ تاباں — برنگِ گوہرِ عماں ببوئے عنبرِ سارا

نباشد ایں قدر را نور نہ مہ نہ مہر نہ اختر — ندارد ایں ہمہ گوہر نہ کاں نہ گنج نہ دریا

سپاس خامۂ خسرو مدیح جامۂ خسرو — ثنائے نامۂ خسرو ز حدّ فکرتِ دانا

ز دورِ گنبدِ گردوں ز جورِ اخترِ وارون — ہمارہ فارغ و مامون وجودِ حضرتِ دارا

در مدحِ امیر کبیر میرزا تقی خاں رحمۃ اللہ گوید

نسیم خلد میوزد مگر ز جویبارہا — کہ بوئے مشک میدہد ہوائے مرغزارہا

فراز خاک و خشتہا دمیدہ سبز کشتہا — چہ کشتہا بہشتہا نہ دہ نہ صد ہزارہا

بچنگ بستہ چنگہا بنائے ہشتہ رنگہا — چکاوہا کلنگہا تذروہا ہزارہا

ثنائے خویش فاشتہ دو صد اصول آختہ — ترانہا نواختہ چو زیر و بم تارہا

ز خاک رستہ لالہا چو بسدیں پیالہا — ببرگِ لالہ ژالہا چو در شفق ستارہا

شگفتہ اند ہمہ کشیدہ اند زمزمہ — بشاخِ سرو و بن ہمہ چہ کبکہا چہ سارہا

نسیم روضۂ ارم جہد بمغز دمبدم — ز بس دمیدہ بیش ہم بطرفِ جویبارہا

بہارہا بنفشہا شقیقہا شگوفہا — شمامہا خجستہا ارکہا عرارہا

ز مہر کرانہ مستہا پیالہا بدستہا — ز مغز نے پرستہا نشاندہ نے خمارہا

زریزشِ سحابها بر آبها حبابها ‌‌ چو جوے نقرہ آبها رواں در آبشارها

فراز سرو بوستاں نشسته اند قمریاں ‌‌ چو مقریانِ نغز خواں بزم مردیں منارها

فگنده اند غلغله دو صد هزار یکدله ‌‌ بشاخ گل پے گله ز رنج انتظارها

درختهاے بارور چو اشتران باربر ‌‌ همی زپشت یکدگر کشیده صف قطارها

مهار کش شمال شاں سحاب بارحال شاں ‌‌ اصولِ شاں عقالِ شاں فروغ شاں مهارها

دریں بهار دلنشیں که گشت خاک عنبریں ‌‌ زمن ربوده عقل و دیں نگاری از نگارها

رفیق جو شفیق خو عقیق لب شقیق رو ‌‌ رقیق دل دقیق مو چه موز مشک تارها

بطرّه کرد تعبیه هزار طبله غالیه ‌‌ بغمزه بسته عاریه بُرنده ذوالفقارها

مهی دو هفت سال او سواد دیده خال او ‌‌ شگفته از جمال او بهشتها بهارها

دو کوزه شهد بر لبش دو چهره ماه نخشبش ‌‌ نهفته زلف چوں شبش بتار ها تتارها

سُهیل حسنِ چهر او دو چشم من سپهر او ‌‌ مدام مست مهر او نبیدها عقارها

چو گویمت که دوش چوں بناز و غمزه شد برون ‌‌ بحجره آمد اندروں بطرز مے گسارها

بکف بطی ز سرخ مَی که گر ازو چکد به نَے ‌‌ همی زبند بند وَے بروں جهد شرارها

دونده در دماغ و سر جهنده در دل و جگر ‌‌ چُنانکه بر جهد شرر ز خشک ریشه خارها

مرا بعشوه گفت هی تراست هیچ میل مے ‌‌ بگفتمش بیا دِگے بنجش هی بیارها

خوش است کامشب اے صنم خوریم مے بیادِ جم ‌‌ که گشته دولتِ عجم قوی چو کوهسارها

ز سعی صدر نامور همیں امیر دادگر ‌‌ گزو گشوده باب در زحصن و از حصارها

بجای ظالمی شقی نشسته عادلی تقی | که مومنان متقی کنند افتخارها
امیر شاه امین شه یسار شه یمین شه | که سر ز آفرین شه بعرش سوده بارها
یگانه صدر محترم مهین امیر محتشم | اتابک شه عجم امین شهریارها
امیر مملکت کشا امین ملک پادشا | معین دین مصطفی ضمین رزق خوارها
قوام احتشامها عماد احترامها | مدار انتظامها عیار اعتبارها
مکمل قصورها مسدد ثغورها | ممهد امورها منظم دیارها
کشنده شریرها رها کن اسیرها | خزانهٔ فقیرها نظام بخش کارها
بهر بلد بهر مکان بهر زمین بهر زمان | کنند مدح او بجان بطرز حق گذارها
خطیبها ادیبها اریبها لبیبها | قریبها غریبها صغارها کبارها
بعهد او نشاطها کنند و انبساطها | بمهد در قماطها ز شوق شیرخوارها
سحاب کف محیط دل که یم خو بسیط ظل | مخمرش از آب و گل فخارها وقارها
بملک شه ز آگهی بسی فزوده فرهی | که گشت مملکت تهی ز ننگها ز عارها
معین شه امین شه یسار شه یمین شه | که فکر دوربین شه گزیدش از کبارها
فنای جان ناکسان شرار خرمن خسان | حیات روح مفلسان نشاط دلفگارها
بگاه خشمش آن چنان طپد زمین و آسمان | که موش هر دم جبان ز هول گیر و دارها
زهی ملک رهین تو جهان در آستین تو | رسیده از یمین تو بهر تنی یسارها
بهفت خط و چار حد بهر دیار و هر بلد | فزون ز حصر و حد و عد ترا است جان نثارها

کبیرها دبیرها خبیرها بصیرها | وزیرها امیرها مشیرها مشارها

دو سال هست کمترک که فکرتِ تو چون محک | ز نقدِ جانِ یک بیک بسنگ زد عیارها

هم از کمالِ بخردی بفرّ و فضلِ ایزدی | ز دست جمله بستدی عنانِ اختیارها

چنان از اقتدارِ تو گرفت پایهٔ کارِ تو | که گشت روزگارِ تو امیرِ روزگارها

چه مایه خصمِ ملک و دین که گرد ساز رزم و کین | که ساختی بهر زمین ز لاشِ شان مزارها

خلیل را لوای ختنے بخیل را گداختنے | برای هر دو ساختی چه تختها چه دارها

درِ ستم شکستهٔ رهِ نفاق بستهٔ | بابِ عدل شستهٔ ز چهرِ دین غبارها

بپایهٔ تختِ پادشه فزودی القدر سپه | که صف کشند دو ماهه سره پیاده‌ها سوارها

کشیده گرد ملک و دین ز سعی فکرتِ رزین | ز توپهای آهنین بس آهنین حصارها

حصار کوب وصف شکن که خیزدش تف از دهن | چو از گلوی اهرمن شرر فشان بخارها

سیاه مور در شکم کنند سرخ چهره هم | چه چهره قاصد عدم چه مور خیل مارها

شوند مورها در دِ تمام مارِ سر خرو | که بر جهندش از گلو چو مارها ز غارها

ندیدم اژدر این چنین دل آتشین تن آهنین | که افگند در اهل کین ز مارها و مارها

نه داد ماند و نه دین ز دیو پر شود زمین | فتد خمارِ ظلم و کین به مغز ذو التّجارها

بنظمِ ملک و دین نگر ببسکه ساخت زیب و فر | که نگسلد یک از دگر چه پودها ز تارها

الا گذشت ال زمن که بگسلند در چمن | میانِ لاله و سمن حصارها فسارها

مرا بپرور آنچنان که نا سزا تو جاودان | ز شعر بنده در جهان خجسته یادگارها

بجاے آب شعر من اگر برند در چمن ز فکرِ آب و رنجِ تن رہند آبیار ہا
ہمارہ تا بہر خزاں شود زیاد مہرگاں تہی ز زنگ و بو جہاں چو پشت سوسمار ہا
خجستہ باد حال تو ہزار قرن سال تو بہر دل از خیال تو شگفتہ نو بہار ہا

در مدح جناب حاجی میرزا آقاسی فرماید

دو قلاع کفر زند باہم مصاحب یکے تیغ خسرو یکے کلک صاحب
یکے خرمن ظلم را برق خاطف یکے کشتۂ عدل را مزن ساکب
یکے ضبط مُلکِ عجم را مزادل یکے ربط دینِ عرب را مواظب
یکے ماشطہ چہر ملک از مساعی یکے واسطہ رزق مخلق از مواہب
یکے حلّ و عقدِ اجل را ممارس یکے رتق و فتق امل را مُراقب
یکے زاہن و خود آہن دلاں را چو آہن ربا روز پیکار جاذب
یکے ملک اجلال را جم عادل یکے فلک اقبال را یم واہب
یکے ابر باذل یکے ببر باذل یکے غیث وابل یکے لیث ساغب
یکے رافعِ فاقہ از کف کافی یکے واقعِ فتنہ از سہم صائب
ہر آنچہ ایں کند با مخالف زخامہ ہر آنچہ آں کند با معاند ز قاضب
نہ با گلۂ ذئباں کنند از براشن نہ با صعوۂ عقباں کنند از مخالب
یکے رایتِ مجد را چیست رافع یکے آیت بخند را کیست ناصب

یکے با خطابش ثعالب ضیاغم | یکے با عتابش ضیاغم ثعالب
دو گو نیست قاآنیا از دو بیتے | یکے گو کہ نبود دو گوئی مناسب
زہے زہر از صبائے قبولت | چہ صابی صبی صاحب راے صائب
زتاثیر تریاق لطفت عجب نے | کہ جدوار روید زنیش عقارب
بہ کا نحت زآمد شد اہل حاجت | نہ بیند کسے جین بر ابروی حاجب
شغال از قبولت بہ ہر ماس چیرہ | حمام از خطابت بسیمرغ غالب
پلنگاں بصحرا نہنگاں بدریا | ز خشم تو خائف ز قہر تو ہارب
بتو کج رود ہر کہ چوں خطِ ترسا | بسوزاد قلبش چو قندیلِ راہب
بتن باز ناید ز انفاسِ عیسےٰ | روانے کہ از رحمتت گشتہ غائب
بدر رفتہ سقفِ سرائے جلالت | فلک چیست وانی نسیج العناکب
کنی آنچہ با نامۂ در معارک | کنی آنچہ با خامۂ در محارب
نہ ترکان تو راں کنند از حوالی | نہ گرداں ایراں کنند از قواضب
بتعجیل مضراب در چنگ چنگے | بجنبد قلم گر بدستِ محاسب
محاسب نہ نگیتن ہمہ اہل گیتی | نہ یک روز تا روز محشر مواظب
مداد آنچہ نقشِ نوشتن پذیرد | اگر ماء جاری اگر طین لازب
قلم ہر چہ در دست بنواں گرفتن | ورق ہر چہ بہر نوشتن مناسب
بدیوان فضلت نیارند کردن | نہ حصر مجامد نہ حدِ مناقب

زہے امر و نہیِ تو اندر ممالک — نفاذی که ارواح را در قوالب

دریں مہ که باشد عمل پارسا را — گہے لفِ شارہ گہے قصِ شارب

ز اندیشهٔ صوم و تشویش سرما — گروہے ز مے بر نجے از توبه تائب

چناں سر و گیتی که با سیف قاطع — نه گردد ز مرکب جدا پاے راکب

چه موے که در مے فتد جرعه کش را — بخونیں سرشک اندراں جسم ذائب

گراں گشته بے بادهٔ صاف ساغر — بر آں ساں که بیجان فرخنده قالب

چناں لعل دلبر بخندد صواعق — چناں چشم عاشق بگرید سحائب

کند ابر باطل ز تقطیر ژاله — زمیں را چو گردوں پر از نجم ثاقب

ہمی ہر دم از برف ژالِ زمانه — بعارض پریشاں کند شعر شائب

مرا ہست بے مہر ماہی که بر من — بود مہر آں ماہ چوں روزه واجب

دو چشمش تعالی دو جادوی لاہی — دو زلفش تبارک دو ہندوے لاعب

با یواں خرامد غزالے غزلخواں — بمیداں شتابد پلنگے مغاضب

عذارِ فروزانش در فرع فاحم — سہیل یمانیست در لیل ضارب

بخونِ تنِ من خضیبش انامل — ز دودِ دلِ من وسیمش حواجب

غزلخواں غزالیست کز گرگ غمزه — کند صید ضرغاں ہژبر محارب

مرا چوں پری دیده دیوانه سازد — چو گردد پری وار ام از دیده غائب

پریدوش چوں مہرهٔ اختراں را — بروں ریخت از حقهٔ چرخ ملاعب

چو از قعر و از دوں چھپے سنگ ریزہ — ز چرخِ معلّق عیاں شد کواکب
فروزندہ دُرّی دراں لیلِ اللیل — چو آویزۂ دُرّ ز جُعدِ کواعب
درآمد دراں بُتِ مہر چہرم — پراگندہ بر ماہ مشک از دو جانب
خراماں و سرمست و مخمور و بیخود — شکستہ کلہ تاب دادہ ذوائب
چو بہ نشست برخاستم از سرِ جاں — سرودم کہ ای جاں بوصلِ تو راغب
دریں فصل و ایں ماہ و ایں وقت و ایں شب — من وصلِ تو زہ زہ ایں عجائب
فَوَاللّٰہِ مَا کَانَ مِنْ قَبْلِ ہٰذَا — فُؤَادِیْ خَبِیْرًا بِتِلْکَ الْغَرَائِب
لَقَدْ اَسْعَفَ الدَّہْرُ کُلَّ الْمَقَاصِدْ — لَقَدْ اَنْجَحَ الْجَدُّ سُبُلَ الْمَطَالِب
اَلْمِنَّۃُ بِنَا نِعْمَۃُ اللّٰہِ بِالْحَقِّ — وَہُمَّتْ وَتَمَّتْ عَلَیْنَا الرَّغَائِب
مِنَ اللّٰہِ مَالَتْ اِلَیْنَا الْمَوَائِدْ — مِنَ الْحَقِّ مَالَتْ عَلَیْنَا الْمَوَاہِب
تو دکوی من نخ نخ ای بخت مقبل — من وردی تو خنہ ای دہر خاطب
شب و آفتاب آنچہ کوی مسکیں — بیاباں و آب آنچہ کا ہم لائب
زرو بیت چہ روزست روشن کہ امشب — پس از صبح صادق ہمہ صبح کاذب
مرادِ من ایدوں چہ باشد مرادت — بگو ای مرادِ ترا طبع طالب
بگفتا یکے خامہ خواہم ملفّق — بوصفِ زمستان و تعریفِ صاحب
بدستم شد آں شوستر خامہ جنباں — چو در دست بربطِ نوازاں مضارب
رواں چابک و چست فرفر نوشتم — چو ہنگام ترغیب کلکِ محاسب

بامداد آمد بنامہ زخامہ | رقم کردم این چامۂ نغز راتب
ہمی بارو از ابر بارندہ راضب | چو در دست دستور واہب مواہب
ہوا سرو شد چون دلِ خصم جاہش | کہ در گرم دوزخ بماناد واصب
خنک گشت عالم چو چشم خلیلش | چو گلشن براو باد نارِ نوائب
چو جانِ بداندیش او در معارک | تنِ بینوایان لوان در مصاطب
چو خونِ دل از دیدۂ بدسگالش | ہمی آبِ باران رواں از شاعب
چو دندانِ زیباو شاقانِ بزمش | شب و روز باران تگرگ از سحائب
الا تاکہ ہر سالہ آید زمستاں | زمستانِ بزمش بلا باد ہارب

در مدح خاتم انبیا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

از سروش وحدتم برگوش ہوش آمد خطاب | یا فتی الا تبطل الاوقات فی عہد الشباب
بعد ازیں در کنج عزلت پای در دامن کشم | من کجا و مستیِ میخانہ و جامِ شراب
تا نو ائم نغمہائے نای وحدت را شنید | گوش بگمارم چرا بر نالۂ چنگ و رباب
اَنقِذُونِی یَاقُضَاۃَ الحَقِّ مِن اَرضِ الخَطَا | دُلُّونِی یَاہُدَاۃَ الدِّینِ اِلیٰ دَارِ الصَّوَابِ
چند در دامِ طبیعت دانہ برچینیم ز آز | تا بکے بر جیفۂ دنیا گرائیم چون کلاب
ہادی خود نفس سرکش را گزینیم ای شگفت | گرچہ صد کرت شنیدستم اذا کان الغراب
از نکو کامی مرا بر سر چہ آمد کایں زماں | سر بہ بدنامی برآرم در میانِ شیخ و شاب

از خدا و ز خویش شرمم باد آخر تا بکی　　روح را از اطوار ناشایسته دارم در عذاب

آفتابم من چرا جان را بکاهم چون هلال　　شاهبازم من چرا بیغاره یابم از ذباب

من که بر گردون زنم خرگاه دانش از چه رو　　برگلوی جان چو میخ خرگهم باشد طناب

ابر من خونم بریزد سوی آن پویم شگفت　　غافلم از پرسشِ میعاد و از روزِ حساب

مرغِ جان را تا بکی محبوس دارم در قفس　　چهرهٔ توفیق را تا چند پوشم در نقاب

چند در تعمیر دنیا کوشم و تخریب دین　　تا بکی دارم روانِ خویش را در اضطراب

مصطفی فرمود انما الناس فی الدنیا ضعیف　　حاصلش یعنی لِدوا لِلموتِ وابنوا لِلخراب

در نمانم زین سپس در کار و بار خویشتن　　عرضه دارم کار خود را بر جنابِ مستطاب

نقطهٔ پرکار هستی خطِ پرکارِ وجود　　قطبِ گردونِ کرم توقیع طغرای ثواب

سرورِ عالم ابوالقاسم محمد آن که چرخ　　با وجودِ او بود چون ذرہ پیش آفتاب

اَلَّذِی رُدَّتْ اِلَیهِ الشَّمسُ وَانشَقَّ القَمَر　　کَانَ اُمِّیًّا وَّلٰکِن عِندَهٗ اُمُّ الکِتَاب

وَالَّذِی فِی کَفِّهِ الکُفَّارُ لَمَّا اَخبَرُوْ　　کلم الحصباء قالوا انہ شیٔ عجاب

رهنمای هر دو عالم آنکه در یک چشم زد　　برگذشت از چار حد و هفت خط و شش حجاب

از ضمیرِ انور و از جود ابر دستِ اوست　　نورِ جرمِ آفتاب و مایهٔ دستِ سحاب

با شرارِ قهر او هر هفت دوزخ یک شرر　　با سحاب دست او هر هفت دریا یک حباب

گر وجودِ او ندادی ذاتِ واجب را ظهور　　تا ابد سرپنجهٔ تقدیر بودی در حجاب

تالی هستی او هست آنچه هست از ممکنات　　غیر ذاتِ حق کز هستی وی شد بهره یاب

نہ سپہر و شش جہات و ہفت دوزخ ہشت خلد ‌ ‌ با سہ مولود و دو عالم چار مام و ہفت باب

در ہمہ عمر از جو و او خطای سر نزد ‌ ‌ زانکہ بود افعال نیکویش سراسر وحی ناب

باوجود آنکہ صادر شد خطا از بو البشر ‌ ‌ گرہمی باور نداری از نبی برخوان فتاب

وز سلیماں حشمت اللہ گر خطای نامدی ‌ ‌ چیست القینا علی کرسیہ ثم اناب

روز و شب از ہاتف غیب این ندا گردد بلند ‌ ‌ انہ من مال عن شرعہ فقد نال العقاب

ہر زماں از ساکنانِ عرش آید این سروش ‌ ‌ من تطرق فی طریقہ قد اصاب ما اصاب

معنی خوف و رجا تفسیر بغض و مہر اوست ‌ ‌ کاین یکے را معصیت نامند و آن یکرا ثواب

توبۂ آدم نیفتادی قبول کردگار ‌ ‌ تا بفیض خدمتش صدرہ نگشتی فیض یاب

آتش نمرود کے گشتی گلستاں بر خلیل ‌ ‌ گر بانساب جلیل او نجستے منتساب

موسیٰ از تیہ ضلالت نامدی ہرگز بروں ‌ ‌ تا ز طورِ آفتش لبیک نشنیدی جواب

نوح اگر بر جودی جودش نجستے التجا ‌ ‌ ہمچو کنعاں نامدی ہرگز برون از بحر آب

تا نشستے ایوب از سر چشمۂ لطفش بدن ‌ ‌ کے باول حال کردی زاں چناں حالت ایاب

تا مسیح از خاک راہش مسح پیشانی نکرد ‌ ‌ کے شدی بر آسماں ہمچون دعای مستجاب

یوسف از بر رشتۂ مہرش نکردی اعتصام ‌ ‌ یونس از بر درگہ قربش نجستے اقتراب

تا ابد آں یک نمی آمد بروں از بطن حوت ‌ ‌ تا قیامت این یکے بودی بزندان عذاب

آسماں ہر جا کہ درماند بدو جوید پناہ ‌ ‌ آری آری آسمان او بود حسن المآب

عقل پیشِ قابلِ ذاتش بود تسلیم محض ‌ ‌ پشہ کے لافِ توانائی زند پیش عقاب

ای شہنشاہی کہ پیش ابر دست ہمتت — عرصۂ دریای یمن آورنماید چوں سراب
تا بر مسمار ذاتت محکم الاطناب شد — کے شدی افراشتہ این خرگہ زرّین قباب
فی المثل بر تری آتش اگر بدہی مثال — در زمان ماہیت آتش پذیرد انقلاب
ور بہ تبدیل زمین و آسماں فرماں دہی — آن کند چوں این درنگ و این کند چوں آن شتاب
نے ترا ممکن تواں گفتن نہ واجب لیک حق — بعد ذاتِ خویشتن ذاتِ ترا کرد انتخاب
چوں بر آئی بر براق برق پیما جبرئیل — گیرد از دستی عنان و گیرد از دستی رکاب
خسروا تا دُرفشاں گردیده در مدحت حبیب — گشتہ خورشید از فروغ فکرتش در احتجاب
و آنکہ از دیباچۂ نعتت کند باب رقم — در قیامت بر رخش یزداں کشاید ہشت باب
بر دعای دوستدارانت کنم ختم سخن — ز انکہ باشد حدِّ اوصافِ تو بیروں از حساب
تا ز تاباں مشعل خورشید انور بزم روز — ہر سحر روشن شود چوں آنکہ شب از ماہتاب
تا قیامت کوکبِ بختِ ہوا خواہانِ تو — باد روشن تر ز نورِ نیر و جرمِ شہاب

بہنگام نہضتِ عباس شاہ غازی از خراسان و ماندنِ محمد شاہ غازی نور اللہ مرقدہٗ فرماید

آنچہ من بینم بہ بیداری نہ بیند کس بخواب — ز انکہ در یک حال ہم در راحتم ہم در عذاب
گاہ گریم چوں صراحی گاہ خندم چوں قدح — گاہ بالم چوں صنوبر گاہ نالم چوں رباب
بر بحال من یکے بنگر بہ چشم اعتبار — تا شوی آگہ کہ ضد از ضد ندارد اجتناب

گریم و در گریۂ من خندہ ہا بینی نہاں | خندم و بر خندۂ من گریہا یابی حجاب

زاں ہمی گریم کہ جاں از کام دل شد ناامید | زاں ہمی خندم کہ دل بر کام جاں شد کامیاب

موکب عباس شاہی شد برے از خاوراں | شد محمد شہ مہیں فرزند او نائب مناب

آں سریر مجد و شوکت را ہمایوں شہریار | ایں سپہر قدر و مکنت را فروزاں ماہتاب

مر مرا از طلعت ایں ماہ در دل خرمی | مر مرا از ہجرت آں شاہ در جاں پیچ و تاب

آں پدر از سہم تیرش تیر بدکیشاں بکیش | ایں پسر از بیم تیغش تیغ شاہاں در قراب

آں پدر جمشید بخت و ایں پسر خورشید بخت | آں پدر کاموس تاب و ایں پسر کاؤس آب

آں پدر با موکبش فتح و سعادت ہم عناں | ایں پسر با کوکبش فرّ و جلالت ہمرکاب

آں ولیعہد شہنشہ ایں ولیعہد پدر | آں چو گل زاد از گلستاں ایں ز گل ہمچوں گلاب

چوں پدر اینک بگیتی ملک بخش و ملک گیر | چوں پدر اکنوں نگہباں رنج بین و گنج یاب

زر فشاند سر ستاند بر نماید بر خورد | رنج بیند بے شمر تا گنج یابد بے حساب

درگہ کوشش ہژبر است از زرہ پوشد ہژبر | درگہ بخشش سحاب است از سخن گوید سحاب

قدر او کوہے ست کو را کہکشانستے کمر | جود او بحرے است کو را آسمانستے حباب

سیر خنگش سیر گردوں را ہمی ماند گراں | روز کیں در عرصۂ گیتی در افتد انقلاب

جود او بارندہ ابر و خشم او درندہ ببر | خنگ او غرّاں ہژبر و تیر او پرّاں عقاب

گر نسیم خلق او در کام ضیغم بگذرد | نشنوی از کام ضیغم جز شمیم مشک ناب

طفل را با سطوت او رنج ایام مشیب | پیر را با رافت او عیش ہنگام شباب

آسمانِ فتح را نعلِ سمند او ہلال / نو عروسِ ملک را گردِ سیاہِ او نقاب

لطفِ او از وادیٔ بطحا برویاند سمن / قہرِ او از چشمۂ کوثر برانگیزد سراب

لب بہ بندد از سخن سحبان چو او گوید سخن / کانچہ او گوید خطا ہست و آنچہ این گوید صواب

سبعۂ واثو ور ابر کعبہ بر بندد کسے / کس نہ باشد آگہی از رتبۂ ام الکتاب

روز ہیجا کز مسیرِ توسنِ گرداں شود / گردِ رہ گردوں گرا تر از دعائے مستجاب

دشتِ کیں از جوشِ جیش و جنبشِ پیکرا شود / تنگ چوں چشمِ خروس و تیرہ چوں پرِ غراب

خارِ صحرا چوں سناں گردد ز ہیبائے سماں / سنگِ ہاموں چوں حسام آید پدید از بے اخراب

از زمین بر چرخِ گرداں ہر زماں ہا روخہ تنگ / آنچناں کو چرخِ گرداں بر زمیں بارد شہاب

تیغ گردد کز دمے کش زہرِ صد کژدم بہ نیش / رمح گردد افعیٔ کش سمِ صد افعی بناب

گنبدِ خضرا ز بانگِ گاو دم در ارتعاش / تودۂ غبرا ز گرد بادیا در احتجاب

تن جدا از روح چوناں دستِ مظلوم از علاج / سر تہی از مغز چوناں جامِ مسکیں از شراب

چوں تو از مکمن بروں آئی بہ عزمِ رزمِ خصم / با تنے چوں آسمان و بارخے چوں آفتاب

بر یکے توسن عیاں بینند صد اسفندیار / در یکے جوشن نہاں یابند صد افراسیاب

خوں فشاں گرد چناں تیغت کہ گر تا روزِ حشر / خاک را کاوی نیابی ہیچ جز لعلِ مذاب

خنجرت چوں نو عروساں در شبستاں خلق را / ہر نفس ناخن کند از خونِ بدخواہاں خضاب

گر ہمہ البرز کوہ از آتشِ شمشیرِ تو / پیکرش گو گرد ساں فانی شود از التہاب

خسروا طبعِ گرامیت کوہ را ماند از آہنگ / ہر سوالے را دہد از لطف بے منت جواب

با سحابِ رحمتت جیحوں شود دریائے خشک
با شرارِ غیرت ہاموں شود دریاے آب

تا بپاساید زمیں مانندِ حرمت از درنگ
تا نیارامد فلک مانندِ عزمت از شتاب

ہر تنے کو در خلافت پاے بر جا چوں ستوں
ہمچو میخِ خرگہش اندر گلو بادا طناب

در ستایشِ امیر الامراء العظام نظام الدولہ حسین خاں (صاحبِ اختیار) اجودال باشی فرماید

بہار آمد کہ از گلبن ہمی بانگِ ہزار آید
بہر ساعت خروشِ مرغ زار از مرغزار آید

تو گوئی ارغنوں بستند بر ہر شاخ و ہر برگے
ز بس بانگِ تذرو و صلصل و دراج و سار آید

بجوشند مغزِ جاں چوں بوئے گل از بوستاں خیزد
بپرد مرغِ دل چوں بانگِ مرغ از شاخسار آید

خروشِ عندلیب و صوتِ سار و نالۂ قمری
گہے از گل گہے از سرو بن گاہ از چنار آید

تو گوئے ساحتِ بستاں بہشتِ عدن را ماند
ز بس غلمان و حور آنجا قطار اندر قطار آید

یکے بر کف نہد لالہ کہ ترکیبِ قدح دارد
یکے بر گل کند تحسیں کہ بوئے نگار آید

یکے با دلبرِ سادہ بہ طرفِ بوستاں گردد
یکے با ساغرِ بادہ بہ طرفِ جویبار آید

یکے بیند چمن را بے تامل مرحبا گوید
یکے بوید سمن را ماتِ صنعِ کردگار آید

یکے بر لالہ پا کوبد کہ ہے ہے رنگ می دارد
یکے از گل بہ وجد آید کہ بخ بخ بوئے یار آید

یکے بر سبزہ می غلطد یکے بر لالہ می رقصد
یکے گاہے رود از ہش یکے گہ ہوشیار آید

ز ہر سوئے نواے ارغنوں و چنگ و نے آید
ز ہر کوئے صداے بربط و طنبور و تار آید

یکے آنجا نوازد نے یکے آنجا گسارد مے — صدائے ہائے و ہوئے و ہے ہے زہر سو صد ہزار آید

بہر جا جشنے و جوشے بہ ہر گامے قدح نوشے — نماند غالیا ہوشے چو فصلِ نو بہار آید

مگر در سنبلستانہاے من ژولیدہ گیسو را — کہ از سنبل بہ مغزم بوے جاں بے اختیار آید

الا یا ساقیا مے دہ بجانِ من پیا پے دہ — دمادم ہے بخور دیجے دہ کہ می ترسم خمار آید

سیہ شد از ریا روزم بدہ آبِ ریا سوزم — بجانت گر دو صد خرمن ریا یک جو بکار آید

نمی دانی کنارِ سبزہ چوں لذت دہد بادہ — خصوص آندم کہ از گلزار باد مشکبار آید

بحقِ بادہ خوارانے کہ مے نوشند با خوباں — کہ بے خوباں بہ کامم آب کوثر ناگوار آید

شرابِ تلخ میخواہم بہ شیرینی کہ از شورش — خرد دیوانہ گردد کوہ و صحرا بے قرار آید

دلم بردہ است شوخے شاہدے تنگے کہ ہمچون او — نہ ماہے از ختن خیزد نہ ترکے از حصار آید

چو باد آں زلفِ تاریکش بہ رخسارش نشور اند — پئے تاراج چیں گوئی سپاہِ زنگبار آید

دمے کز ہم کشایم حلقہاے زلف مشکینش — بہ مغزم کارواں در کارواں مشک تتار آید

بجانِ او کہ ہر گہ کاکل و گیسوی او بینم — جہاں گوئی بچشم من پر از افعی و مار آید

چو بوسم لعلِ شیرینش لبم ہندوستاں گردد — چو بینم روی رنگینش دو چشم قندھار آید

نظر از بوستاں بندم اگر او چہرہ بکشاید — کنار از دوستاں گیرم گرم او در کنار آید

کنار خویشتن را پر عقربِ جرارہ می بینم — دمے کاندر کنارم با دو زلفِ تابدار آید

نگاہم چوں ہمی غلطد ز روئے او بموے او — بہ چشمم عالمِ ہستی پُر از دود و شرار آید

ز خال و خط و زلف و مژہ و ابرو و گیسویش — جہاں تاریک در چشمم چو یک مشتِ غبار آید

چہ رمز است ایں ندانم کہ چوں زلف و رخش بینم — بہ چشمم ہر دو گیتی گاہ روشن گاہ تار آید

رخش آہو ازرعنا گزند و گرشو ہم ہمے خیزد — دمے کاں زلفِ پرچینش بروی آبدار آید

گشتہ موئے میانش روز و شب کوہ گراں گوئی — مرا ماند کہ با ایں لاغری بس بُرد بار آید

لبِ قاآنی از وصفِ لبش بنگالہ را ماند — کز و ہر دم نبات و قند و شکر بار بار آید

الا یا سرو سیمینا بہ بیں آں بادہ و مینا — کہ گوئی از کہِ سینا تجلی آشکار آید

مرا گوئی کہ تحسین کن چو سر تا پای من بینی — تو سر تا پای تحسینی ترا تحسین چہ کار آید

بجوشد مغز من ہر گہ کہ گوئی فخر خوبانم — تو خلاقِ نکویانی ترا زیں فخر عار آید

کُلفت خیزانم جہت دانم بہ ہیچت وصف نتوانم — کہ حیرانم ندانم چہ وصفت ساز گار آید

تو چوں در خانہ آئی خانہ رشکِ بوستاں گردد — اگر فصلِ خزاں در بوستاں آئی بہار آید

غریبے کز تو بر گردد بہ شہرے خویش می نالد — کہ پندارد بہ غربت از بر خویش و تبار آید

چرا باید کشیدن منتِ نقاش و صورت گر — تو در ہر خانہ کائی خانہ پر نقش و نگار آید

نگارا صبحِ نوروز است و روزِ بوسہ امروز است — کہ در اسلام ایں سنت بہر عیدے شعار آید

بیادت ہست در مستی دو مہ زیں پیش میگفتم — کہ چوں نوروز آید نوبتِ بوس و کنار آید

تو بشکر خندہ میکردی و نیک آہستہ میگفتی — بود نوروز من روزے کہ صاحب اختیار آید

حسیں خاں میرِ ملکِ جم کہ چوں در بزم بنشیند — نصیبِ اہلِ گیتی از یمین و از یسار آید

بگاہِ کینہ گر تنہا نشیند از بر توسن — بد اندیشش چناں داند کہ یک دنیا سوار آید

بگاہِ خشم مژگانہای او در چشم بدخواہاں — چو تیرِ تہمتن در دیدۂ اسفندیار آید

چو از دست زر افشانش نگارد خامه‌ام وصفے — ورق اندر ورق دیوان شعرم زرنگار آید

حکیمے گفته هر کس خون خورد لاغر شود اکنون — یقینم شد که شمشیرش ز خون خوردن نزار آید

بروز رزم او در گوش اهلِ مشرق و مغرب — به هر جانب که رو آرند بانگ زینهار آید

ز شوق آنکه بر مردم کفِ رادش به بخشاید — زر از کان سیم از معدن دُر از قعرِ بحار آید

به روز واقعه زالماسِ تیغش بسکه خون جوشد — تو گوئی بیشه گیتی همه یاقوت زار آید

محاسب گفت روزے بشمرم جودش و نے ترسم — ز خجلت بر نیارد سر اگر روزِ شمار آید

گه کیں با کفِ زر بخش چوں بر رخش بنشیند — بداں ماند که ابرے بر فرازِ کوهسار آید

حصارے نیست ملکِ آفرینش را اگر حزمش — چه غم جنبشِ فنا را کاندر آں محکم حصار آید

فلک قدرا ملک صدرا بهار آید بهر سالے — ببوئے آں که از خلقت بگیتی یادگار آید

به عیدت تهنیت گویند من گویم تو خود عیدی — به عیدت تهنیت هر کو نماید شرمسار آید

مرا نوروز بدُ روزے که دیدم چهر فرخنت — دگر نوروزها در پیشِ من بے اعتبار آید

الا تا نسبتِ صد را اگر با چار صد سنجی — چناں چوں نسبتِ ده با چهل یک با چهار آید

حساب دولت افزوں از آں کاندر حساب افتد — شمارِ مدتت بیروں از آں کاندر شمار آید

تو پنداری دهانت بحرِ عمان است قاآنی
که از وے رشته اندر رشته دُرِّ شاهوار آید

در ستایش پادشاہِ رضوانِ جائگاہ مروّجِ ملّتِ نبیِّ حجازی محمد شاہ غازی طاب ثراہ فرماید

ساقی بدہ رطلِ گراں زاں مے کہ دہقاں پرورد ‌‌ اندہ برد غم بشکرد شادی دہد جاں پرورد

در خُم دلِ پیرِ مغاں در جام مہرِ زرفشاں ‌‌ در دستِ ساقی قوتِ جاں رخسارِ جاناں پرورد

در جاں جہد زاں پیشتر کاندر گلو یابد خبر ‌‌ تا رفتہ از لب در جگر گز رخ گلستاں پرورد

چوں بر فروزد شعلہ یکسر بسوزد مشغلہ ‌‌ دیوار شود زو حاملہ حوری بزہداں پرورد

بر دل گشاید بوستاں بر رُخ نماید ارغواں ‌‌ در مغز کارد ضیمراں در روح ریحاں پرورد

شادی دہد غمناک را کسریٰ کند ضحاک را ‌‌ سجادہ سازد خاک را وز خاک انساں پرورد

از سنگ سازد توتیا وز خاک آرد کیمیا ‌‌ از درد انگیزد صفا وز درد درماں پرورد

بر گل فشانی گل شود بر خس چکد سُنبل شود ‌‌ زاغ از خورد بلبل شود صدگونہ الحاں پرورد

جلابِ جاں قلاب تن مایہ خرد دایہ فطن ‌‌ طعمہ بیاں لقمہ سخن کاں لقمہ لقماں پرورد

بتیاں کند تلبیس را انساں کند ابلیس را ‌‌ ہوشِ ہزار ادریس را در مغز ناداں پرورد

مے چوں دلِ بینا بود کورا بدن سینا بود ‌‌ یا آتشِ سینا بود کش آبِ حیواں پرورد

دل را ازو زاید شغف جاں را ازو خیزد شرف ‌‌ چونانکہ گوہر را صدف از آبِ نیساں پرورد

از جانِ پاکاں خاک او وز روح آبِ تاک او ‌‌ کایدوں عصیرِ پاکِ او جانِ سخنداں پرورد

زاں جوہرِ خورشید فش گر عکسے افتد در حبش ‌‌ خاکِ حبش فردوس وش تا حشر غلماں پرورد

لعلِ بدخشانش لقب ماهِ درخشانش سلب
ماهِ درخشان ای عجب لعلِ بدخشان پرورد

جان را سرور و سوار او دل را نشاط و شور ازو
مانا جمالِ حور ازو در خلد رضوان پرورد

در خم روان دارد همی زان رو فغان دارد همی
در جام هجران دارد همی زان جانِ بریان پرورد

ددی بابکی گفتم همی رجحان به دریا می گفت همی
جان پرور تن را و بی جان را دو چندان پرورد

چون مطرب آید در طرب یار سی طلب یاقوت لب
سیمین بری کاندر قصب ماهِ درخشان پرورد

عقد ثریا در لبش سی ماهِ نو در غبغبش
وان زلفِ هندو شیوه اش کفر بجای ایمان پرورد

زلفش چو دیوی خیره سر وز دزد شب دیوانه تر
کز لوی یک گردون قمر در زیر دامان پرورد

گل پرورد در مشک چین گوهر فشاند ز انگبین
بیجا نماید ز آستینش مه در گریبان پرورد

جوزا نماید از کمر پروین فشاند از شکر
کز دم گذارد بر قمر گوهر بهر جان پرورد

رویش ز دیبا نرم تر وز فتنه بی آزرم تر
آبی ز آتش گرم تر گر شعله عطشان پرورد

خورشید رو ذره دهان تاریک مو روشن تن وان
فربه سرین لاغر میان کین کاهوان پرورد

زلفش چو طنازی کند بر ارغوان بازی کند
بر مه زره سازی کند در خلد شیطان پرورد

پوشیده گلبرگِ طری در زیرِ زلفِ عنبری
گوئی روانِ مشتری در جرمِ کیوان پرورد

مشکین خطش بر گردِ لب مور است جوشان بر رطب
گردِ نمکدان ای عجب یک دسته ریحان پرورد

دارد غمم را بیشتر سازد دلم را ریش تر
مانا هزاران نیشتر در نوکِ مژگان پرورد

جز خطِ آن سیمین بدن کافزود حسنش را ثمن
هرگز شنیدی اهرمن مهرِ سلیمان پرورد

هر گه سخن راند ز لب در من فتد شوری عجب
ناچار شور است آن رطب کش در نمکدان پرورد

چون درو شاق آید همی پر چیده ساق آید همی
تکلیف شاق آید همی آن را که ایمان پرورد

خیز ای نگار ده دله آن رسم دیرین کن یله
بگذار جنگ و مشغله کاین هر دو خسران پرورد

در مشت خواهم غبغبت تا تخت تر بوسم لبت
ترسم ز زلف چون شبت کو رنگ عصیان پرورد

از دولبت ای هم نفس یک بوسه دارم ملتمس
بگذار تا خوردم مگس در شکرستان پرورد

بوسے بده بے مشغله بے زحمت و جنگ و گله
کز جان برفت آن حوصله کاندوهِ حرمان پرورد

در بوسه ندهی اے پسر جاے بکین بندم کمر
گردد تکنوز شیر نر چون رسم طغیان پرورد

دیده چو قاآنی کسے کو را بود حرمت بسے
زیرا که در مجلس بسے مدحِ جهانبان پرورد

ماهِ جهین شاهِ جهان غیث زمین غوثِ زمان
کز قیروان تا قیروان در ظلِ احسان پرورد

دارا محمد شاه راد آن قیصرِ کسری نژاد
آن کز رسوم عدل و داد آئینِ دوران پرورد

از حزم داند خیر و شر از عزم گیرد بحر و بر
از جود بخشد خشک و تر وز عدل کیهان پرورد

گیتی چو مهدی مهدِ او نظمِ جهان از جهدِ او
وز عدل او در عهدِ او مهتاب کتان پرورد

قهرش همه زهرِ اجل دوشد ز پستان امل
مهرش همه طعمِ عسل در کام ثعبان پرورد

چون بر فروزد برز را در پنجه گیرد گرز را
مانند آن کالبرز را در سجن عمان پرورد

از هیبتش خصمِ دژم زان پیش کاید از عدم
تن را چه ماهی در شکم با درع خفتان پرورد

مارے است کلکش گفته سر کز زهر بارد نیشتر
نارے است تیغش جان شکر کز شعله طوفان پرورد

دستش چو بخشد مال را روزی دهد آمال را
چون دایه کاطفال را از شیر پستان پرورد

گر حفظِ ابنائے بشر از حزمِ او یابد اثر
چون لوحِ محفوظش نگر حاشا که نسیان پرورد

تا در کمین خصم دغل باد وے بنا غاز و حیل — از ہر سپر مویش اجل چشم نگہباں پرورد

مداح او با خویشتن گر ز انداز خلقش سخن — حالی بہ طبعش فی والمنن ہر ہشت رضواں پرورد

ور بد سگال بدسیر خشم وے آرد در نظر — در دم بجانش داد گر ہر ہفت نیراں پرورد

شاہا مرا در انجمن خوانند استاد سخن — واکنوں پریشاں طبع من نظم پریشاں پرورد

ایں نظم را ناگفتہ گیر ایں مدح ناشفتہ گیر — ایں بندہ را آشفتہ گیر ایرا کہ ہذیاں پرورد

ایں مدح را پا تا بہ سر نہ بستہ او نہ خبر — آرے ز بد گو بد بتر ہر شئے کہ نقصاں پرورد

ہم بس عجب نے کایں ثنا افتد قبول بادشا — کاخر پسندد مصطفےٰ شعرے کہ حساں پرورد

شعرے دو کز غیب آمدہ وز غیب بے عیب آمدہ — وحی است ولا ریب آمدہ تاریخ سلطاں پرورد

الہام مطلق دانمش اعجاز بر حق دانمش — وحیِ محقق دانمش وحیِ کہ ایقاں پرورد

بیواسطہ روح الامیں ایں پردہ زد جاں آفریں — تا پردہ دارِ ملک و دیں در پردہ جاناں پرورد

در خواب گفتنش داد گر کاے از خرد بیدار تر — خلاقِ بیداری شمر خوابے کہ ایماں پرورد

بے خود شو از صہبائے من صہبا کش از مینائے من — فیضے بود سودائے من کز مشکل آساں پرورد

اینت بہ بیداری نشاں کز وجد گوئی ہر زماں — ساقی بدہ رطلِ گراں زاں مے کہ دہقاں پرورد

در ستایش شاہزادۂ رضوان وسادہ شجاع السلطنت حسن علی میرزا گوید

بادِ نوروزی شمیم عطر جاں می آورد — در چمن از مشکِ چیں صد کارواں می آورد

رستمِ عید از برائے چشم کاؤسِ بہار — لو نشند ارو از دلِ دیو خزاں می آورد

یا منوچهر صبا زی آفریدون ربیع ‌ ‌ ‌ فتح نامهٔ سلم و ری از خاوران می آورد

بهر دفع بیور اسب دے گلستان کاوه را ‌ ‌ ‌ از گلِ سوری درفشِ کاویان می آورد

رستمِ اردی بهشتی مژده نزدِ طوس عید ‌ ‌ ‌ از هلاکِ اشکبوسِ مهرگان می آورد

بهر ناوردِ فرامرزِ حریف اینک سپهر ‌ ‌ ‌ از کمانِ بهمنی نیمه و کمان می آورد

یا پیامِ کشتنِ دارای دے را بادِ صبح ‌ ‌ ‌ در برِ اسکندرِ صاحب قران می آورد

یا شماس خزان را قارنِ اردی بهشت ‌ ‌ ‌ دستگیر از نیزهٔ آتش فشان می آورد

یا نویدِ قتلِ کرمِ هفتوادِ دے نسیم ‌ ‌ ‌ در چمن چون اردشیرِ بابکان می آورد

یا گروے فصلِ دے را بر فرازِ تلِ خاک ‌ ‌ ‌ گیوِ فروردین بخواری موکشان می آورد

نفسِ نامی را نگر کاینک باستمدادِ باد ‌ ‌ ‌ نقشها از پرده در سلکِ عیان می آورد

خواهرانِ لاله و گل را ز هفت اندامِ خاک ‌ ‌ ‌ همچو رویین تن ز راهِ هفت خوان می آورد

خندهٔ گل راست باعث گریهٔ ابر اے شگفت ‌ ‌ ‌ کاشکِ چشم از خواصِ زعفران می آورد

نفسِ نامی خود نمودی نیست بل اهنو خوشی آنست ‌ ‌ ‌ صنعتها بین تا ز هر حرفت چسان می آورد

گاه بر مانندِ نساجان پرند از نسترن ‌ ‌ ‌ در سمن دیبا و از گل پرنیان می آورد

گاه بر هنجارِ صرافان زر و دینار چند ‌ ‌ ‌ از گلِ خیری ببازارِ جهان می آورد

از نستانِ لاله گه از بید برگِ برگِ بید ‌ ‌ ‌ صنعتِ پولاد سازی درمیان می آورد

مطلعے از مطلعِ طبعم برآمد کز فروغ

مهر را در چادرِ گِلی نهان می آورد

المطلع الثانی

ساقی ما تا شراب ارغواں می آورد — بزم را آزرم گلگشت جناں می آورد

جام کیخسرو پر از خون سیاؤشاں کند — در دل الماس یاقوت رواں می آورد

قصد اسکندر ہمیں ظلمات بد نی آب خضر — طبع رمزی زیں سخن را در بیاں می آورد

خود نمیدانست اسکندر مگر کاندر شراب — ہست تاثیرے کہ عمر جاوداں می آورد

از دل صاف صراحی در تن تابندہ جام — دست ساقی مایۂ روح رواں می آورد

دست افشاں پای کوباں ہر و ساقی سادہ رویے — رو بہ بوی درگہ پیر مغاں می آورد

خلق را جشنے دگر گونست گویا نوبہار — از شمیم عطر گلستاں شادماں نی آورد

یا نسیم صبحگاہی مژدگانی نزد خلق — از نزول موکب شاہ جہاں می آورد

قہرمان ملک جمشیدی بہادر شہ حسن — آنکہ کیواں را بدرگہ پاسباں می آورد

آں شہنشاہی کہ ہر شام و سحر از روی شوق — سجدہ بر خاک رہش ہفت آسماں می آورد

آنکہ یک رشح کف او آشکارا صد ہزار — گنج باد آورد و گنج شائگاں می آورد

ہر کرا الطاف او تاج شرف بر سر نہاد — روزگارش کامگار و کامراں می آورد

ہر چہ جز نقش وجود او ست نقاش قضا — بر سبیل آزمون و امتحاں می آورد

ہیچ دانی با عدو تیغ جہاں سوزش چہ کرد — آنچہ بر سر کشت را برق یماں می آورد

تا بدیوان جہاں نامش رقم کرد آسماں — نام دشمناں را کہ اندر داستاں می آورد

رفعتِ کاخِ جلالش در سه ایوانِ دماغ
کار دانانِ یقین را در گمان می آورد

نصرت و فیروزی و فتح و ظفر را روزگار
بار کابِ شوکتِ او هم عنان می آورد

حسرتِ دستِ گهر بارش مزاجِ ابر را
با خواصِ ذاتیِ طبعِ دخان می آورد

فرّه و دیهیم دارائیش هر دم صد شکست
بر شکوهِ افسرِ شاه اردوان می آورد

خصم بادی چون ستیز و خر سواری از کجا
تاب نادر و سوارِ سیستان می آورد

مور کز بستیِ بنیاد و پر کاهی بر کشید
کی گزندی بر تنِ شیرِ ژیان می آورد

با طنین پشهٔ لاغر که هیچش زور نیست
کی خلل بر خاطرِ پیلِ دمان می آورد

نے گرفتم از درِ طوس است آسیب از کجا
بر تن و بازوی سامِ پهلوان می آورد

کهترین گر پاس دار بارگاهِ حشمتش
از جلالت پا بفرقِ فرقدان می آورد

گردشِ گردون بگردش کی رسد هر گه که او
در جهان رخشِ عزیمت را جهان می آورد

لرزه اندر پیکرِ هفت آسمان افتد ز بیم
چون بهیجا دست بر گرزِ گران می آورد

دفترِ شاهانِ پیشین را بشوید اندر آب
هر کجا کافاق نامش بر زبان می آورد

اے شهنشاهی که از تاثیرِ عدلت روزگار
صعوه را از پنجهٔ باز آشیان می آورد

گر ز فرمانت فلک گردن کشد بر گردنش
دستِ دوران پالهنگ از کهکشان می آورد

روزگار از ازدواجِ چار مام و هفت باب
با کفت طفلِ عطارد را توامان می آورد

نیست جز تاثیرِ تابانِ نجم بخت هر چه را
لاب ز اسطرلاب و رمز از وجان می آورد

معجزِ تاثیرِ انفاسِ تو در تسخیرِ ملک
از دمِ عیسیِ روح الله نشان می آورد

موسی شخص تو فرعون حوادث را ستوه — از ظهور معجز کلک و بنان می آورد

هر قضا را در نظام خلق و عقد روزگار — هر چه گوئی این چنین او آنچنان می آورد

آسمان جز مهر و کینیت ننگرد سرمایهٔ — آشکارا هر چه از سود و زیان می آورد

چون فلک صاحب قرانی چون ترا نادیده — زان سبب آسوده ات از هر قران می آورد

شاد زی شاها که دایم بر وجودت عقل پیر — مژده ها از جانب بخت جوان می آورد

سوی قاآنی ز روی مرحمت چشمی فگن — کز در معنی بشارت هر زمان می آورد

گرچه نطقش نیست نظمی کش توانستن شنید — زانکه طبعش آسمان و ریسمان می آورد

لیک چون همواره در مدح تو میراند سخن — رونگارش هر دو عالم رایگان می آورد

روح پاک افضل الدینش بدست نیک باد — تهنیت هر دم ز خاک شیروان می آورد

روز و ماهِ سالیان در درد و غم در محنت مباد — تا که دوران روز و ماه و سالیان می آورد

در جشن میلاد حضرت ظل اللهی ناصر الدین شاه غازی خلد الله ملکه گوید

دوش بر گردون پی تعلیق شهاب آمد پدید — بس درخشان موج زن دریای آب آمد پدید

تختِ شاهنشاه ایران است گفتی آسمان — بسکه از انجم در و دُرِ خوشاب آمد پدید

سبز دریای فلک از هر کران شد موج زن — بر بساط از موجش پیی همچنین حباب آمد پدید

نسر طائر بیضهٔ شهباز و شب همچو غراب — بیضهٔ شهباز بنگر کز غراب آمد پدید

تا شبِ زنگی سلب خرگاہ مشکی برفراشت — کہکشاں ہمچوں یکے سیمیں طناب آمد پدید

من نشستہ با نگارے کز لبِ میگونِ او — در دو چشمِ من ہمی از رشکِ شراب آمد پدید

خانہ گلشن شد چو چہرش از نقاب آمد بروں — حجرہ روشن شد چو رویش بے نقاب آمد پدید

لب کشود از ناز و ہستی از عدم گشت آشکار — رخ نمود از زلف و رحمت از عذاب آمد پدید

با سرِ انگشتانِ خود زلفین خود را تاب داد — صد زرہ بر عارضش از مشکِ ناب آمد پدید

چین زلفش را کشودم ہمچو کارِ روزگار — زیر ہر تارش ہزاراں پیچ و تاب آمد پدید

زیر آں گیرندہ مژگاں چشمِ خواب آلودِ او — چوں غزالے خفتہ در چنگِ عقاب آمد پدید

بر کفم جامِ مے یاقوت گوں کز عکسِ آں — در سرِ انگشتانِ من رنگِ خضاب آمد پدید

بر کنارم مطربے کز نالۂ دل سوزِ او — نالۂ طنبور و آواز رباب آمد پدید

برق ساں آمد بشیرے رعد ساں آواز داد — گفت کز ابرِ عنایت فتح یاب آمد پدید

دست افشاں پائے کوباں دف زنید و صف زنید — زانکہ ہنگامے خوشتر از عیشِ شباب آمد پدید

دادہ امشب شاہ را یزداں یکے فرخ پسر — با شگفتے بیں کہ در شب آفتاب آمد پدید

اللہ اللہ لب نیالودہ ہنوز از شیرِ مام — در تنِ شیراں ز ہیبتش اضطراب آمد پدید

اللہ اللہ نا شدہ یک قطرہ آتش در جگر — ہفت دریا را ز بیمش انقلاب آمد پدید

لیلۃ البدر ایں اگر خوانند امشب را رواست — کز زمین و آسماں دو ماہتاب آمد پدید

عالمے دیگر فزود امشب دریں عالم خدائے — ایں برید الست یا رب یا بجواب آمد پدید

جود را بخشندہ دستے ز آستیں آمد بروں — فتح را رخشندہ تیغے از قراب آمد پدید

فیض قدسی از دم روح القدس گشت آشکار | نقش فال رحمت از ام الکتاب آمد پدید

سنجری از دودهٔ الپ ارسلان شد حکمران | شیدهٔ از تخمهٔ افراسیاب آمد پدید

یوسف دیگر ز گلزار خلیل افروخت چهر | شبّرے دیگر ز صلب بوتراب آمد پدید

دادگر ہوشنگ را قایم مقام آمد عیان | نامور جمشید را نائب مناب آمد پدید

طبع گیتی تازه شد کز مل طرب گشت آشکار | مغز دوران عطسه زد کز گل گلاب آمد پدید

ابر میبالد که فیض ابر رحمت شد عیان | ملک می رقصد که شبل شیر غاب آمد پدید

دفع جور دہر را لو شبیروان گشت آشکار | رجم دیو ملک را سوزان شہاب آمد پدید

شہریارا تا چنین فرخ پسر دادت خدای | ہر که بُد در غیب پنہان بے حجاب آمد پدید

تو سحاب سلسلهٔ فیض بودی منت ایزد را کنون | کان چنان باران رحمت زین سحاب آمد پدید

خلد پاداش تو البست وز پس کردی ثواب | این بہشتی رو بپاداش ثواب آمد پدید

چون سلیمان خواستی ملکے ز حق بے منتہا | این کرامت زان دعائے مستجاب آمد پدید

تا ازین پس خود چه کامے خواست خواہی از خدائے | کاین چنین لوبت میرو کامیاب آمد پدید

بادیارب در پناه دولت فیروز روز | تا نه گوید کس که در شب آفتاب آمد پدید

سال عمرت باد تا روزے که گوید روزگار | اینک اینک شورش یوم الحساب آمد پدید

در مدح دبیر بے نظیر میرزا عبد الله منشی فرماید

هله نزدیک شد ای دل که زمستان گذرد | دور بستان شود و عهد شبستان گذرد

ابر بر طرفِ چمن گریاں گریاں پوید · لاله بر صحن دمن خنداں خنداں گذرد

هر سحر کبک چو از زاغ خرامد سوی باغ · طفل گوئی بشبستاں ز دبستاں گذرد

مشک پیدا نکند اندر همه آفاق نسیم · بسکه بر یاسمن و سنبل و ریحاں گذرد

ساق بالا زند اندر شمرِ آب کلنگ · همچو بلقیس که بر تخت سلیماں گذرد

از پیِ ابر چو خور بے سپر آید گوئی · نیل مصر است کزو موسی عمراں گذرد

گلبن از باد چو زیبا صنمے باده گسار · مست و سرخوش بچمن افشاں و خیزاں گذرد

تا نگوئی بزمستاں دل ما داشت ملال · نو بهار است زمستاں چو بمستاں گذرد

کار مشکل شود آنگاه که مشکل گیری · گر خوش ز اول شمری آساں آساں گذرد

خاطرِ خویش منه در گردِ شادی و غم · تا ترا بر دل غم و شادی همه یکساں گذرد

قصه کوتاه مرا طرفه پری رخساریست · که پریوار عیاں آید و پنهاں گذرد

دل بخطش همه بر کوه نشاپور چرد · جاں به لعلش همه بر کوه بدخشاں گذرد

خال بر کنج لب از فیض لبش محروم است · چوں سکندر که لب چشمهٔ حیواں گذرد

دل بخط و لب و دندانش بخضری ماند · که بظلمات همی بر دُرّ و مرجاں گذرد

من چو با دیدهٔ زار از بر رویش گذرم · ابر آذار تو گوئی بگلستاں گذرد

جاں ز زلفش شود آشفته و نبود عجب · که پریشاں شود آنکو به پریشاں گذرد

دوش افتاد بدنبالِ من آساں که همی · در شب تیره شهاب از پے شیطاں گذرد

حالی آمد بوثاقِ من و نشستن کجاست · همچو دانا که بسر منزل ناداں گذرد

گفتمش از بهر چه ای بخت سبک بستی رخت ... شب وصل تو چرا چون شب هجران گذرد

گفت ای خواجه نه مجنونم گز بی خردی ... شهر بگذارد و بی جود به بیابان گذرد

میزبانی چو تو آنگاه به بنگاه خراب ... هم خدا داند کاخر چه بمهمان گذرد

گفتم ای ترک خطا ترک خطا گوی که دوست ... بهر پیمانه نباید که ز پیمان گذرد

قرب سالی بود ای مه که ز بیسامانی ... روزگارم همه در طاعت یزدان گذرد

جودی جود خداوند مگر گیرد دست ... ورنه از فاقه بمن شب همه طوفان گذرد

خواجه گیتی عبدالله کز فرط جلال ... سطح ایوانش از طارم کیوان گذرد

وصف جودش نتوان کرد که ممکن نبود ... وصف هر چیز که از حیز امکان گذرد

آفرینش را آن گنج نباشد که در او ... توسن فکرت دی از پی جولان گذرد

ملک دنیا ز پی طاعت دلدار گزید ... طالب گنج بباید که به ویران گذرد

خاطر انباشته از مهر جهاندار چنانک ... در ره مهر وی اول قدم از جان گذرد

صاحبا ایکه ز رشک کف تو در همه حال ... اشک در دیدهٔ پروردهٔ عمان گذرد

بر جهان از قبل قهر تو و رحمت تو ... گذرد آنچه به بیمار ز بحران گذرد

نوک کلک تو کند بارگ آسائش خصم ... آنچه از نشتر پولاد بشریان گذرد

گذرد بر رخ معمورهٔ از سیلی سیل ... آنچه از لطمهٔ جود تو بعمان گذرد

فتنه را شاید اگر رستم دستان خوانیم ... گر بعهد تو بتواند که بایران گذرد

گذرد بر بد اندیش ز شیوا سخنت ... آنچه بر اهرمن از آیت قرآن گذرد

کوه در سایهٔ عزم تو اگر گیرد جای — همچو اندیشه ز نه گنبد گردان گذرد

نعمت خوان تو اش لقمهٔ جان خواهد شد — هر که در خاطرش اندیشهٔ کفران گذرد

عقل حیرت زده در شخص تو بیند شب و روز — کش بلب لغت جلالت بچه عنوان گذرد

کافر ار رایحهٔ خلق تو یابد بجحیم — خالی از خاطرش اندیشهٔ رضوان گذرد

مومن ار نائرهٔ قهر تو بیند به بهشت — خالی از هول سراسیمه بمیزان گذرد

بسکه لا حول همی خواند و بر خویش دمد — فتنه از ساحت عدل تو هراسان گذرد

همچو دزدی که نماید ز بر شحنه گذار — گرگ در عهد تو چون از بر چوپان گذرد

گذرد آنچه بچرخ از فزع شوکت تو — بر تن گوی کی از لطمهٔ چوگان گذرد

تا گریبان تو لائی تو افتاده بچنگ — نیست دستی که ز اندوه بگریبان گذرد

از لعاب دهنش آب بقا نوشد خضر — باد مهر تو اگر بر دم ثعبان گذرد

خاک از اشک حسود تو چنان گل گردد — که برو پای نظر بر زده دامان گذرد

گذرد از نفس قهر تو بر جان عدو — آنچه از باد خزان بر تن عریان گذرد

خشم گیرد خرد از نام عدوی تو چنانکه — نام زندیق که در بزم مسلمان گذرد

بگذرد از شهب ثاقبه بر دیو رجیم — آنچه از کلک تو بر صاحب دیوان گذرد

ذرهٔ آتش خشم تو بود در دو جهان — چون شراری که در اطراف نیستان گذرد

سرورا ای که خزان با نفس رحمت تو — خوشتر از عهد شباب همه نیسان گذرد

شعر را خود چه ستایم که سخندانی تو — بیش از آن است که در وصف سخندان گذرد

قصدم از مدح تو این بود که در دفتر من | نام نامی تو در نامه و عنوان گذرد
ورنه در پیش تو بگذشتن شیوا سخنم | بمثل زیره بماند که بکرمان گذرد
لیک از فر قبول تو اگر یابد تاب | بدر خشانی از لعل بدخشان گذرد
روح خاقانی خرم شود از قاآنی | اگر آوازهٔ این شعر بشروان گذرد

در ستایش پادشاه محمد شاه غازی

ماه رمضان آمد اے ترک سمنبر | برخیز و هرا سبحه و سجاده بیاور
و اسباب طرب را بیرا ز مجلس بیرون | زان پیش که ناگاه ثقیلی رسد از در
دان مصحف فرسوده که پار بنه ز مجلس | بردی بشب عید و نیاوردی دیگر
باز آر و بده تا که بخوانم دو سه سوره | غفران پدر خواهم و آمرزش مادر
مے خوردن این ماه روا نیست که اینماه | فرمان خدا دارد و تبلیغ پیمبر
در روز حرام است باجماع و لیکن | رندانه توان خورد بشب یک دو سه ساغر
بیش از دو سه ساغر نتوان خورد که تا صبح | بویش رود از کام و خمارش رود از سر
یا خورد بد انگونه بباید که ز مستے | تا شام دگر بر نتوان خاست ز بستر
تا خلق نگویند که مے خورده فلانے | آرے چه خبر کس را از راز مستّر
من مذهبم اهلیست و لی وجه معیشت | وین کار نباید بجز این هرد و توانگر
ناچار من و مصحف و سجاده و تسبیح | دان درد شبانروزی و آن ذکر مقرر

وان خوب دعای ابو حمزه بخواند … ما نیز بخوانیم بهر نیمه شب اندر

ای دوست حدیثی عجبت باز نمایم … از حال یکی واعظ محتال فسونگر

وی واعظکی آمد در مسجد جامع … چون برف همه جامه سفید از پا تا سر

تسبیحک نزدی بکف از تربت خالص … مهر به بغل عدد ورمش وزن فزون تر

دو آستی خرقه نهاده ز چپ و راست … زانگونه که خرطوم نهد پیل تناور

تحت الحنکی از بر دستار فگنده … چون جیب افق از بر گردون مدور

داغی بجبین بر زده از شاخ حجامت … کان جای سجود است به بلند سراسر

چشمیش بسوی چپ و چشمی بسوی راست … تا خود که سلامش کند از منعم و مضطر

زانسان که خرامد بر سن مرد رسن باز … آهسته خرامیدی و موزون و موقر

در محضر عام آمد و تجدید وضو کرد … زانسان که بود قاعده در مذهب جعفر

وز آب به بینی زدن و مضمضهٔ او … گر من بدهم شرح دراز آید دفتر

باری بشبستان شد و در صف نخستین … بنشست و قرآن خواند و جنبانید همی سر

فارغ نشده خلق ز تسلیم و تشهد … بر جست چو بوزینه و بنشست بمنبر

وانگه بسر گردن و ریش و لب و بینی … بس عشوه بیاورد و چنین کرد سخن سر

کای قوم سر خار بیابان که کند تیز … وان نعرهٔ ببر را که کند گرد بمعبر

وان گرز گران را که سپردست بخشخاش … وان قامت موزون ز کجا یافت صنوبر

بر جیب شقایق که نهد تکمهٔ یاقوت … بر تارک نرگس که نهد قاب مزعفر

القصه بترسید ز غوغای قیامت | فی الجمله بترسید ز هنگامهٔ محشر
وآں کژدم و ماراں که چنین اند و چنانند | نیش و دمشاں تیزتر از ناچخ و خنجر
واں گرزهٔ آتش که زنار بر سر عاصی | آں لحظه که در قبر نکیر آید و منکر
زاں موعظه مردم همه از هول قیامت | گریاں و من از خنده چو گل با رخ احمر
خندیدم و خندیدنم از بهر خدا بود | زیرا که بُد آں موعظه مکذوب و مزوّر
وعظی که بود بهر خدا با اثر افتد | وز صفوت او تازه شود قلب مکدّر
گفتم برم ایں قصه بدیوان عدالت | تا زیں خبر آگاه شود شاه مظفر
دارای جواں بخت محمد شه غازی | سلطانِ عجم ماهِ امم شاهِ سخنور
دولت چمنے تازه و او سرو سرافراز | شوکت فلکی روشن و او ماه منوّر
شاهی که چو بر تخت جلالت بنشیند | آرائش کرسی بود و زینتِ افسر
در چاکری درگهِ او خسرو خاقاں | در بندگی حضرتِ او نازاں قیصر
قدرش بنهد تارکِ اجرام بنعلین | جاهش بکشد گردنِ افلاک بچنبر
گرزش بجبه ماند بکفِ گوهرِ بارش | آں کوه موقر بود ایں بحر مقعر
هر بهنه که یک روز در آں بهنه زند تیغ | رویین دمد از خاکش تا در صفِ محشر
نخلیست سنانش که نادر دگه برگش | از بازوی گردان بود و بارش از سر
در روز وغا خصم ز پیچیده کمندش | از بیم جهاں بیند بر زانعی داژدر
بر کامِ غضنفر چو کنی خلقش تقریر | چوں باغ ارم گل دمد از کامِ غضنفر

اندیشه چو بر کاخ جلالش بنهد گام — اول قدمش جای بود تارک اختر

گیتی است یکی جسم بود هستی او روح — دنیا است یکی مرغ و بود دولت او پر

شاها تو سلیمانی و بدخواه تو هدهد — هدهد نشود جفت سلیمان بیک افسر

خنجر چو زنی بر تن بدخواه گه رزم — هر موی زند بر تنش از خشم تو خنجر

گر آیت حزم تو نگارند بکشتی — از هر سکونش نبود حاجت لنگر

هر باز که بر ساعد جود تو نشیند — زرین شودش چنگل و سیمین شودش پر

هر نخل که در مغرس فضل تو نشانند — زمرد شودش شاخ و زبرجد شودش بر

قاآنی تا چند کنی هرزه درآیی — هشدار که آزرده شود شاه هنرور

بس کن بدعا کوش بگو تا که جهانست
سالار جهان باد شهنشاه فلک سر

وله فی مدیحه ایضاً

راستی را کس نمی داند که در فصل بهار — از کجا گردد پدیدار این همه نقش و نگار

عقلها حیران شود کز خاک تاریک نژند — چون برآید این همه گلهای نغز کامگار

گر ز نقش آب و خاک است اینهمه ریحان و گل — از چه بر ناید گیاهی ز آب و خاک شوره زار

کیست آن صورتگر ماهر که بی تقلید غیر — اینهمه صورت برد بی علت و آلت بکار

چون نپرسی کین تماثیل از کجا آمد پدید — چون نجوئی کین تصاویر از کجا شد آشکار

خیری از مهر که شد زینسان بگلشن زردروی — لاله از عشق که شد زینسان ببستان داغدار

از چه بی زنگار سبز است از ریاحین بوستان — از چه بی شنگرف سرخ است از شقائق کوهسار

باد بی عنبر چرا شد این چنین عنبر فشان — ابر بی گوهر چرا گشت اینچنین گوهر نثار

برکف این تسبیح یاقوت از چه گیرد ارغوان — برسر این تاج زمرد از که دارد کوکنار

برق از شوق که میخندد بدینسان قاه قاه — ابر از هجر که می گرید بدینسان زار زار

چون مجوسان بلبل از ذوق که دارد زمزمه — چون عروسان گلبن از بهر که بندد گوشوار

ابر غواصی نداند از کجا آرد گهر — باد رقاصی نداند از چه رقصد در بهار

تا که گوید باد را بی مقصدی چندین بپوی — تا که گوید موج را بیهوده چندین بیار

چهر سوری از چه شد بیغازه زینسان سرخ رنگ — زلف سنبل از چه شد بیشانه زینسان تابدار

راستی چون خواجه باید عارفی یزدان پرست — تا شناسد قدر صنع و قدرت پروردگار

بدر ایران صدر ایمان حاجی آقاسی که هست — هم مرید خاص یزدان هم مراد شهریار

قصه کوته دوش چون خورشید رخشان رخ نهفت — ماه من از در درآمد با رخی خورشیدوار

در دو لعل میفروشش هرچه در صهبا سرور — در دو چشم باده نوشش هرچه در مستی خمار

چهر او یک خلد حور و روی او یک عرش نور — خط او یک گله مور و زلف او یک سلسله مار

جادوئی در زلف مفتونش گره اندر گره — ساحری در چشم مکحولش قطار اندر قطار

ارغوان عارضش را حسن طلعت رنگ و بوی — پرنیان پیکرش را لطف و خوبی پود و تار

از دو چشم کافرش یکدودمان دل دردمند — از دو زلف ساحرش یکخانمان جان بیقرار

تو ده زلفِ سیه پیرامنِ رخسارِ او ‌ ‌ ‌ برجی از مشک است گفتی از بر سیمین حصار

چاه یوسف تعبیت کرده است گفتی در ذقن ‌ ‌ ‌ ماه گردون عاریت بسته است گفتی در عذار

نی غلط کردم خطا گفتم که نشنیدم بعمر ‌ ‌ ‌ هیچ چاهی واژگون و هیچ ماهی بی مدار

رشته اندر رشته زلفش همچو تارِ عنکبوت ‌ ‌ ‌ حلقه اندر حلقه جعدش همچو پشتِ سوسمار

طرّه اش چون پنجهٔ بازِ شکاری صید گیر ‌ ‌ ‌ مژه اش چون چنگ شیرِ مرغزاری جان شکار

هی لبش بوسیدم و هی شد دهانم شکّرین ‌ ‌ ‌ هی خطش بوئیدم و هی شد مشامم مشکبار

قند و شکّر بُد که می خوردم از آن لب تنگ تنگ ‌ ‌ ‌ مشک و عنبر بُد که می بُردم از آن خط بار بار

گفت ده بوسم بلب افزون مزن گفتم بچشم ‌ ‌ ‌ هی همی بوسیدمش لب هی غلط کردم شمار

هرچه گفت از ده فزون تر شد بشوخی گفتمش ‌ ‌ ‌ در شمارِ ده غلط کردم تو از سر می شمار

گفت می خواهی مرا ده بوسی تا بصد ‌ ‌ ‌ گفتمش نی خواهمت صد صد ببوسم تا هزار

گفت بالله چون تو یک عاشق ندیدستم حریص ‌ ‌ ‌ گفتم الله چون تو یک دلبر ندیدم بردبار

زیر لب خندید و گفت ای شاعرک ترسم که تو ‌ ‌ ‌ نرم نرمک از پی هر بوسه خواهی کنار

گفتم آری داعی شاهستم و مدّاح میر ‌ ‌ ‌ از پی بوس و کناری چون ز من گیری کنار

الغرض با یکدگر گفتیم چون لختی سخن ‌ ‌ ‌ خادم آمد گفت ای قاآنی از حق شرم دار

صحبتِ معشوق و می تا چند ما نا غافلی ‌ ‌ ‌ زینکه فردا شبِ تحویل هست و وقتِ بار

گفتم ای خادم مگر نوروز سلطانی رسید ‌ ‌ ‌ گفت بخ بخ رای ناقص بین و عقلِ مستعار

سبزه شد پیروزه پوش و لاله شد مرجان فروش ‌ ‌ ‌ سُرخ گل آمد بجوش و سُرخ گل آمد ببار

کارگاه ششتری شد از شقایق بوستان
پر ز ماه و مشتری شد از شگوفه شاخسار

خیز و سوی بوستان بگذر که گوئی حور عین
عنبرین گیسو پریشیده است اندر مرغزار

زیر هر شاخے ظریفی با ظریفی باده نوش
پای هر سروے حریفی با حریفی مے گسار

یک طرف غوغای عود و بربط و مزمار و چنگ
یک طرف آوای کبک و صلصل و دراج و سار

صوفی اینجا در سماع و مطرب آنجا در سرود
عاشق اینجا شادمان و دلبر آنجا شادخوار

چشمها در چشم ساقی کامها بر جام مے
گوشها بر لحن مطرب رویها در روے یار

شکل نرگس چون بلورین ساغری پر زر مے
یا فروزان بوتهٔ از سیم پر زرِ عیار

گه بپای سرو بُن از وجد می رقصد تذرو
گه بشاخِ سرخ گُل از شوق می خندد هزار

مرزها از ابر آذاری پُر از دُرِّ عدن
مغزها از باد فروردین پر از مشکِ تتار

خادمک هر چند با من در عبادت تند شد
حق چو با او بود الحق گشتم از وے شرمسار

گفتم اے خادم بهل آن خامه و دفتر بپیش
تا دماغی تر کنم ز اول بده جامی عقار

گفت تا کے می خوری ترسم گرت ژاژنده رود
جلبِ جام مے بیارم باز گوئی مے بیار

باده خوارانِ دگر را قسمتی هم لازم است
نے نصیبِ تست تنها هر چه می در روزگار

گفتم اے خادم تو می دانی زبان در کامِ من
هست در بُرّندگی نائب مناب ذوالفقار

می باده کامروز در گیتی منم خلّاق نظم
واز موزونی مرا در عین مستی چندبار

مست چون کردم معانی در دلم حاضر شوند
وز دلم غائب شوند آنگه که گردم هوشیار

خادمش در خشم رفت و زیر لب آهسته گفت
باش کامشب می خورد فردا زندمیرش بدار

رفت عمداً بر سرِ میخانه وز سر جوشش خشم ‌ ‌ ‌ زان شراب آورد کز عکسش زمین شد لاله زار

زان می گلگون اگر یک جرعه پاشی بر زمین ‌ ‌ ‌ از سرِ مستی کند هفت آسمان را سنگسار

الغرض جامی دو چون خوردم قلم برداشتم ‌ ‌ ‌ گفتم اندر یک دو ساعت این قصیدهٔ آبدار

مطلع ثانی

بادهٔ جان بخش است و دلکش خاصه از دست نگار ‌ ‌ ‌ خاصه هنگام صبوحی خاصه در فصلِ بهار

خاصه بر صحنِ گلستان خاصه بر اطرافِ باغ ‌ ‌ ‌ خاصه زیرِ سایهٔ گل خاصه در زیرِ چنار

خاصه با یار مساعد خاصه اندر روز عید ‌ ‌ ‌ خاصه با امن و فراغت خاصه با یمن و یسار

خاصه با الحان سار و صلصل و دراج و کبک ‌ ‌ ‌ خاصه با آواز چنگ و بربط و طنبور و تار

خاصه آن ساعت که خوش بر سبزه می غلطد نسیم ‌ ‌ ‌ خاصه آن دم کاید از گلزار بادِ مشکبار

خاصه آن ساعت که یار از بیخودی آید برقص ‌ ‌ ‌ گاهی افتد بر یمین و گاهی افتد بر یسار

خاصه آن ساعت که از مستی نگارِ نازنین ‌ ‌ ‌ همچو یک خرور از گل غلطد میانِ سبزه زار

خاصه آن ساعت که چون ساغر تهی گردد ز می ‌ ‌ ‌ از رہ آید باد و مینا باده تر گی میگسار

خاصه اندر ملک ایران خاصه اندر عهد شاه ‌ ‌ ‌ خاصه در شیراز در دوران صاحب اختیار

بندهٔ شاهِ عجم فرمان روای ملک جم ‌ ‌ ‌ ناصرِ خیلِ امم بحرِ کرم کوهِ وقار

آن که چون که در وصف تیغش خامه گیرم در بنان ‌ ‌ ‌ چون زبانِ شمع ز انگشتان من خیزد شرار

دست او در بزم منعم چون عطای ایزدی ‌ ‌ ‌ قهر او در بزم مبرم چون قضای کردگار

بخل از جودش مقیم وو هر از قهرش عقیم   امن در عهدش مقیم و فتنه در عصرش فگار

افتخارِ هر که در عالم باخلاق نکوست   ای عجیب اخلاق نیکو را بدو هست افتخار

اعتبارِ هر که در گیتی بمال و کشور است   ای شگفتی مال و کشور زو گرفته است اعتبار

انتظارِ سائلان زین پیش بود از بهر جود   جود او اید و ن کشد هر سائلان را انتظار

اقتدارِ هر که در گیتی بگنج و لشکر است   ای شگفتی گنج و لشکر زو پذیرفت اقتدار

ایکه گوئی از ضمیرش گشت مهر تاری منیر   پس چرا مهرِ منیر از شرم رائیش گشت کار

ایکه گوئی از عطایش گشت هر خواری عزیز   پس چرا گنجِ عزیز از جود دستش گشت خوار

یاد او عقل است از آن در هر سری دارد وطن   مهر او روح است از آن در هر دلے دارد قرار

قهرِ او زهر است از آن تن را نیفتد سودمند   خشم او مرگ است از آن جان را نباشد سازگار

روز قهرِ او بزرم اندر نخندد باده نوش   گاه مهر او بمهد اندر نگرید شیر خوار

بس که زهرهٔ پردلان را آب سازد تیغ او   روز رزمش از زمین زنگار گون خیزد بخار

گر نبودی مدح او دانا ز دانش داشت ننگ   در نبودی شخص او گیتی ز هستی داشت عار

لطف او از خار گل سازد بطرفِ بوستان   خرم او از باد پل بندد بر آبِ جویبار

گر نسیم لطف او بر هفت دریا بگذرد   همچو بحرِ طبع من شیرین شود آبِ بحار

ور رود در شوره زار از نطق شیرینش سخن   تا ابد نخلِ رطب روید ز خاک شوره زار

آیتِ قهرش دمیدم وقتے اندر بحر و کوه   بحر شد لختِ دخان و کوه شد مشتے غبار

روزی از تیغش حدیثے بر زبانم میگذشت   از زمین و آسمان برخاست بانگِ زینهار

یک شب اندر کوهسار از عزم او راندم سخن
خواست چوں مرغ از سبکساری بپرد کوهسار

در چمن دیدم درختاں را که از اوصافِ او
گرد هم جمعند یکسر با زبانی حق گذار

با یکے گفتم شما را هم مگر از جود او
بهرهٔ باشد بپاسخ گفت آری بیشمار

گر نبودی جود او ما را نبودی رنگ و بوے
ور نبودی فضل او ما را نبودی برگ و باد

سرورا خواند صاحبِ اختیارت لیک من
نیک در شش چیز می بینم ترا بے اختیار

در رضای ایزد و اخلاق نیک و حکم شرع
در ولای خواجهٔ و انفاق مال و نظم کار

حبذا از کلک سحّارت که از بس ساحری
گوهرِ رخشاں ز مشکِ سوده سازی آشکار

شکر مصری بچیں آرد که از دریاے هند
گوهرِ عماں بروم آرد گهے از زنگبار

گرچه نے شکر دهد آں نے گهر بخشد از آنک
از کفِ رادِ تو وارد بحرِ عماں در جوار

نیز اگر عنبر فشاند بس عجب نبود که هست
دست تو دریا و عنبر خیزد از دریا کنار

راستی خواهد مگر آبِ حیات آرد بدست
کاینچنیں پیوسته در ظلمات پوید خضر وار

خلق می گفتند اسکندر چو در ظلمات رفت
بس گهر آورد و مے گفتم ندارم استوار

لیک باور شد مرا روزیکه دیدم کلک تو
رفت در ظلمات و باز آورد دُرِّ شاهوار

سرورا صدرا خداوندا همی دانم که تو
نگذرد در خاطرت جز نام شاهِ نامدار

بر دعای پادشه زانرو کنم ختمِ سخن
تا تو ایدوں بر مرادِ خویش گردی کامگار

تا بود خورشید شاهِ اختراں در آسماں
شاه شاهاں باد شاهنشاه عادر روزگار

شوکتش چوں نور انجم تا قیامت بیقصور
دولتش چوں دور گردوں تا بمحشر پایدار

راحت امروزهٔ اش هر روز افزوں تر ز دی　　عشرت امسالهٔ اش هر سال نیکوتر ز پار

در ستایش شیراز صانہ اللہ عن الاعواز و اعیان آں و تخلص بمدح معتمد الدولہ منوچہر خاں طاب ثراہ گوید

تبارک اللہ از فارس آں خجستہ دیار　　کہ می نہ بیند چوں آں دیار یک دیار
بزیر بقعہ گردوں بروی رقعہ خاک　　ندیدہ دیدہ بیناں چناں خجستہ دیار
کسے ندیدہ در آفاق ایں چنیں معمورہ　　بہیچ عصری از اعصار مصری از امصار
نسیم او ہمہ دلکش تر از نسیم بہشت　　ہوای او ہمہ خرم تر از ہوائے بہار
زلالہ ہر دمن اوست کوہے از یاقوت　　ز سبزہ ہر چمن اوست کانی از زنگار
صد انقش زدہ پہلو بہشت باغ بہشت　　ز گونہ گونہ خوا کہ ز گونہ گونہ ثمار
زبسکہ زمزمہ سار خیز د از ہاموں　　زبسکہ قہقہہ کبک آیہ از کہسار
فضای دشت پر از صوتہای موسیقی　　ہوای کوہ پر از لحنہاے موسیقار
ز رنگریزی ابر بہار در ہاموں　　ز مشکبیزی باد ربیع در گلزار
ہزار طعنہ دمن را بدکہ صباغ　　ہزار خندہ چمن را بکلبہ عطار
ز ہر کرانہ پری پیکراں گروہ گروہ　　ز ہر کرانہ قمر طلعتاں قطار قطار
چو جسم وامق در تاب زلفشاں ز نسیم　　چو بخت عاشق در خواب چشمشاں ز خمار

ز رشک خامهٔ صورت گران شیرازش — روان بانیِ لوشناست جفت عیب و عوار

زهر چه عقل تصور کند در او موجود — زهر چه وهم تفکر کند در آن بسیار

همه صنائع چینش بصحن هر دکّان — همه طرائف رومش بطرف هر بازار

بصد هزار چمن نیست یک هزار در او — بشاخ هر گل در هر چمن هزار هزار

بخاک او نتوان پا نهاد زانکه بود — ز انبیا و رسل اندرو هزار هزار

زهی سفید حصارش که نافریده خدای — چنان حصاری در زیر این کبود حصار

بگو مسیر تخیلات او بوقت تحیر — بسان پیران خم گشته از گرانی بار

زهر نهال برومندش آشکار ترنج — بسان گوی زنخ بر فراز قامت یار

نهال گوی زر آورده بار از نارنج — حدیقه کرده روان جوی سیم از انهار

یکی بشکل چو بر خطهٔ استوا خورشید — یکی بوضع چو در صحن آسمان سیار

جهان شاخچه اش با سپهر نجوی گوی — چو عاشقی که کند راز دل بیار اظهار

بباغ و راغش هر گوشه صد بساط نشاط — چو ماه و مهر بش هر سو هزار جام عقار

زعکس ساقی و رنگ شراب و طلعت گل — پیاله گشته بهر گوشه مطلع الانوار

زبس قلاع و صیاصی زبس بقاع و قصور — زبس مزارع و مواشی زبس ضیاع و عقار

بساحتش نبود شخص را مجال گزر — بعرصه اش نبود هر درا طریق گزار

صوامعش چو ارم گشته کعبهٔ اشراف — مساجدش چو حرم گشته قبلهٔ احرار

منابرش چو فلک مرتقای خیر ملک — معابرش چو افق ملتقای لیل و نهار

زبسکه عارف و عامی بر آن کنند صعود | زبسکه رومی و زنگی درین شوند دوچار
منجمانش به بیرنج و زیج اسطرلاب | ز ارتفاع نقاط و نجوم و اختران هشیار
ندیده نبض حکیمانش از کمال وقوف | خبر دهند ز رنج نهان هر بیمار
محاسبانش ز آغاز آفرینش خلق | شمار خلق توانند تا بروز شمار
ز لحن مرثیه خوانان او گداز د سنگ | چو جسم عاشق بیدل ز دوری دلدار
هزار محفل و در هر یکی هزار ادیب | هزار مدرس و در هر یکی هزار اسفار
نه صرف و نحو و بدیع و معانی و امثال | بیان و فقه و اصول و ریاضی و اخبار
ز جفر و منطق و تجوید و رمل و اسطرلاب | نجوم و هیئت و تفسیر و حکمت و آثار
یکی نکات طبیعی همی کند تعلیم | یکی رموز الهی همی کند تکرار
یکی نوشته بر اشکال هندسی برهان | یکی نموده ز قانون فلسفی اظهار
یکی سراید کاینست رای اقلیدس | یکی نگارد کاینست گفت بهمن یار
بویژه حضرت نواب آسمان تواب | محیط دانش و کان سخا و کوه وقار
بهر هنر بود از اهل هر هنر ممتاز | چو از گروه بنی هاشم احمد مختار
تبارک از اسدالله خان جهان هنر | که هست اهل هنر را بدانش استظهار
گرش دو دیده ظاهر نگون بر آورد | هنوک کزلک تقدیر چرخ بد هنجار
بنور مردمک چشم معرفت بیند | سواد سر سویدای مور در شب تار
هزار چشم نهان بین خدای داده بود | که خواند ز بینائیش اولوا الابصار

زہے وزیر سخنداں کہ نوک خامۂ او — مشیر ملک بود بے زبان و بے گفتار

قلمش را دو زبانست و صد ہزار زبان — بیاں زبانی او یک زباں کنند اقرار

بود دو گوہر یکتاش در یسار و یمین — چو مہر و ماہ رواں بالعشی والابکار

یکے یگانہ بتدبیر ہمچو آصف جم — یکے گزیدہ بشمشیر ہمچو سام سوار

ز کلک لاغر آں نیکخواہ گشتہ سمین — ز گرز فربہ ایں بدسگال گشتہ نزار

ہم از عنایت داماد او عروس سخن — ہزار طعنہ زند بر عرایس ابکار

بدست اوست گہ جود خامہ در جنبش — بداں مشابہ کہ ماہی شنا کند بحار

غنی وصال سخنداں کہ گشتہ نقد سخن — بسعی صیرفی طبع او تمام عیار

گذشتہ نثرش از نثرہ شعرش از شعری — ولی نہ نثر و نثارش بود نہ شعر شعار

نہ یک حقیر بشعرش کسے نشاندہ صلہ — نہ یک بشیز بہ نثرش کسے نمودہ نثار

بہفت خط جہاں رفتہ صیت ہفت خطش — ولے ز ہفت خطش نیست خط یک دینار

کلامش آب روانست طبعش از حیرت — نشستہ برلب آب رواں چو بوتیمار

اگر کمال بود عیب کاش می افزود — بعیب او و بعیب من ایزد دادار

ز ایلخاں نکنم وصف زانکہ بحر محیط — شناورش بشنارہ نمی برد بکنار

ز دود مطبخ جودش سپہر گشتہ کبود — ز گرد توسن قہرش ہوا گرفتہ غبار

نگرش بمن نبود التفات باکی نیست — کہ نیست در بر خورشید ذرہ را مقدار

برادر و پسرش را چگونہ وصف کنم — کہ مرگ خواہد از بیم تیغ شاں زنہار

یکے بہین ہمینش زمانہ خوردہ ہمیں ۔ یکے زبیر یسارش ستارہ بردہ یسار

یک از ہزار نگویم بصد ہزار زباں ۔ ثنائے حضرت بکلر بکی خطۂ لار

زبسکہ لولوء ریزد ز طبع لولوء خیز ۔ زبسکہ گوہر ریزد ز دست گوہر بار

حساب آں نتواں کرد تا بروز حساب ۔ شمار آں نتواں یافت تا بروز شمار

زہے کلاں تر دانا کہ طوطی قلمم ۔ بگاہ شکر سخن شکر فشاند از منقار

چہ مدح گویم از میر بہہاں کہ بود ۔ بخوان ہمت او روزگار خوان سالار

اگرچہ دیر بہ پیوست با امیر جہاں ۔ دلے ز خدمت او زود نگسلد چوں تار

زشیخ بندر بستم بنالہ چوں شندر ۔ کہ دارد ہم ز حقارت وقار آں چو حقار

دو دست اوست دو دریا و من ز حسرت آں ۔ ہمی ز دیدہ دو دریا رواں کنم بکنار

زہے وکیل کہ چوں نفخ صور موتے را ۔ دہد ز صیت سخاجاں بجسم دیگر بار

زخان جہرم اگر باشدم ہزار زباں ۔ یک از ہزار کنم وصف واندکے از بسیار

زفیض صحبت خان نفر نفور نسیم ۔ کہ زنگ غم بزداید بصیقل افکار

چہ مدح گویم از حکمران جومہ کہ ہست ۔ یگانہ گوہر از صلب حیدر کرار

محمد آنکہ ورا ہست عاقبت محمود ۔ بعون احمد مختار و سید ابرار

زقدح فارس مرا قدح کرد و گفت مگرد ۔ بگرد دائرۂ عیب یک جہاں احرار

بعرق خویش ازیں بیش نیش طعنہ مزن ۔ کہ آخرت عرق شرم ریزد از رخسار

کلامت آب روانست و ایں عجب کہ مرا ۔ نشستہ زاب روانت بدل غبار و نقار

تقلیح پارس چو بر گردنت بود تقصیر
زدند حش بر گردنش سنز تقصار

بود کنون که ز عدل حکمران جهان
شدست خیرت کشمیر و غیرت فرخار

جناب عضد الدوله که سحاب کفش
بود همارہ ور آزار ابر در آذار

زبحر جودش چو نسبت لجه عمان
زجیب حلمش کو نسبت گنبد دوار

سپهر و مهر چه در آن نقطه حکم او چنبر
جهان و هرکه درو بنده قدر او سالار

ستاره کیست که از امر او کند اعراض
زمانه چیست که بر حکم او کند انکار

نهیب ز صاعقه تیغ آسمان زنگست
بسان رعد خروشان پلنگ در کهسار

بعهد عهد تو در خواب امن رفته جهان
ولیک بخت تو چون پاسبان بود بیدار

خلاف با تو بود آن گنه که توبه آن
قبول می نشود با هزار استغفار

بزرگوار ز امیر امر ایکے خانه است
که تنگ تر بود از چشم مور و دیده مار

بسطح آن نتوان کرد رسم دائره تا که
زبسکه تنگ نگردد بهیچ سو پرکار

شود چو پای ملخ روی شان خراشیده
اگر دو پشه نمایند اندر آن پیکار

از آن سبب که ز ضیق فضا و تنگی جائے
همی خورند ز هر گوشه بر در و دیوار

درود و موش ملاقی شوند اگر باهم
زهم گذشت نیارند از یمین و یسار

بجایگاه ملاقات جان دهند آخر
کشان نه راه گریز است و نه مجال گذار

وگر دو مور در او از دو سو کنند عبور
زنند قرعه و بر یک گر شوند سوار

از آن سبب که تراتنگنا ایشان نه بود
نه رهگذار فرار و نه جایگاه قرار

چهارده تن در خانهٔ بدین تنگی — که نیک تنگ تر است از دهان ترک تتار
بروی یکدگر افتاده ایم پیر و جوان — چنانکه چین بر رخ پیر و خم بزلف نگار
ولی دو خانه بود در جوار آن خانه — که زنده دارد ما را همین قرب جوار
وسیع چون دل دانا گشاده چون رخ دوست — بخرمی چو بهشت و بتازگی چو نگار
گران دو خانه یکی را بنقد بستانم — بنقد می نشوم با هزار غصه دوچار
بزرگوار اگر دم شکایتی زین پیش — زاهل فارس که شادان زیند و برخوردار
بهجو هذیان بستند بر من این بهتان — کسان کشان نه بود فهم معنی اشعار
کنون بعذر هجای نکرده لب بسرودم — هر این قصیده که دارد بمدح شان اشعار
قسم بحشمت و جاه تو گر همی جویم — زهیچکس بجهان عیب خائف از اخبار
ولی زهر که گزندی رسد بخاطر من — به تیغ هجو برآرم ز جسم و جانش دمار
بود بکام تو یارب مدار هفت سپهر — کند بگرد مدارتا سپهر پیر دوار
تبارک الله از فکر بکر قاآنی — که جان حاسد از ابکار او بود افکار
خطای شعرش چون صبر عاشقان اندک — قبول نظمش چون جور دلبران بسیار
قوافی سخنش هست چون ثنای امیر — که طبع را ننماید طویل از تکرار
ویا عطای امیر است کز اعادهٔ او — زجان سائل مسکین برون برد تیمار
جهان جود منوچهر خان که انگیزد — بگاه خشم زآب آتش و ز باد بخار
همیشه خرگه اقبال و شوکتش را باد — امل طناب و فلک رفیعه زمین مسمار

در مدح نظام الدوله حسین خاں

با فال نیک بهر زمین بوس شهریار — آمد ز ملک جمّم سوے رے صاحب اختیار

کمتر غلام شاه خداوند ملکِ جمّم — کمتر رہی خواجه خداوند حق گزار

سالے دو بیش ازیں که شد آشفته ملکِ جمّم — وز هم گسیخت سلسلهٔ نظم آں دیار

ملکے که بود جمع تر از خال گلرخاں — چوں زلف یار گشت پریشان و بیقرار

از اهتمام خواجه پے دفع شور و شر — فرمانروائے ملکِ جمّم کرد شهریار

از خواجه بار جست و سباب بار بست و رفت — بے لشکر و معاون و همدست و پیشکار

لیکن خطاچه راقم همراه خویش بُرد — هرچه آفریده در دو جهاں آفریدگار

زیرا که بود قائد او بخت خواجه را — کز جود و جود دو گیتی شد آشکار

بس کارهای طرفه پیشش نه نمود کش — یک سال گفت نتواں بر وجه اختصار

لیکن آنچه کرد از مددِ بخت خواجه کرد — کز نامیه است خُرّمی سرو جویبار

خود سنگریزه چیست که بے معجز رسول — گوید سخن چه مرد سخن سنج هوشیار

بے عونِ ایزدی چه کند دورِ آسماں — بے زورِ حیدری چه برآید ز ذوالفقار

اوج حضیضِ موج ز باد است در بحور — جوش و خروش سیل ز ابر است در بهار

آں را که خواجه خواند فرزند خویشتن — گر ناظمِ دو گیتی گردد عجب مدار

باید به ملکِ جمّم درِ خوف و رجا کشود — تا دوست را شکور کند خصم را شکار

شورش نشاند و سور بنا کرد و بر کشید ‌‌ حصنے کہ بُد بُروج فلک را ادور و مدار

انہار کند و برکہ و کاریز و جوے جر ‌‌ بستان فزود و قریہ و پالیز و کشت زار

برداشت طرح غلہ و تحمیل نان فروش ‌‌ بخشید باج برف و تکالیف را ہدار

نظمِ سپہ فزود و منالِ دو سالہ داد ‌‌ خود را عزیز کرد و درم را نمود خوار

زر داد و تخم و گاو و تقاوی بہ ہر زمیں ‌‌ آورد پیشہ ور زدہا قیں ز ہر کنار

از بسکہ ساخت چینی از دود غصہ گشت ‌‌ چوں دیگ کاسۂ سر فغفور پُر بخار

کاں کند و کورہ بست فلز جست و باغ ساخت ‌‌ سرو و نہال کشت و درختاں میوہ دار

سد بست و کہ شکست دبیا درد سوے شہر ‌‌ شمشیر را کہ ہست یکے رود خوشگوار

بہرِ طراز آب ز صد میل راہ فزوں ‌‌ گہ غار کوہ کرد و گہے کوہ کرد غار

گہ کوہ را شکست چو شمشیرِ بادشہ ‌‌ گہ دشت را چو خنگِ ملک کرد کوہسار

کوہے کہ راز گفتے در گوشِ آسماں ‌‌ چوں سنگریزہ در تگِ چو بینشِ قرار

غارے کہ پاے گاو زمیں سود پیش بہ فرق ‌‌ بر شلخِ گاو گردوں یا بیش رہ سپار

سدے سدید و روزۂ بستہ کاندرو ‌‌ وہم از حدِ بروں شد لیش نیست اقتدار

صد میل راہ کرو تراز و بیک دگر ‌‌ ہمچوں اساس عدل شہنشاہ تاجدار

واں چاہہاے چند کہ حکم کند و زیر خاک ‌‌ ماند از براے آب دو چشمش در انتظار

فرسودہ بود و سودہ و آگندہ آں چناں کہ ‌‌ گفتی تلے است ہر یک از آنہا بر رہگذار

ہر چار او دوبارہ بہ ماہی رساند و کند ‌‌ ہر زد آں گرفت جاں بر اد رکہ کرد گار

آرے کدام مزد بہ است از رضاے شہ ‌ ‌ ‌ ‌ وز التفات خواجہ و تائید کردگار

از بہر حفر چاہ ز بس تیشہ زد بہ خاک ‌ ‌ ‌ ‌ چشم زمیں ز سوز دروں گشت اشکبار

مزدور وار رفت بہر چاہ و کار کرد ‌ ‌ ‌ ‌ تا اوج ماہ با گچ و ساروجش استوار

یوسف شنیدہ ام کہ بہ چہ گریہ می نمود ‌ ‌ ‌ ‌ او بود یوسفے کہ چہ از وے گریست زار

یکبار رفت یوسف مصری اگر بچاہ ‌ ‌ ‌ ‌ او بہر آزمونِ عمل شد ہزار بار

یوسف بہ چاہ رفت وزاں پس عزیز شد ‌ ‌ ‌ ‌ او خود عزیز بود کہ در شد بہ چاہ سار

فرقے دگر کہ داشت ز یوسف جز ایں نبود ‌ ‌ ‌ ‌ کو شد بہ جبر در چہ و ایں یک بہ اختیار

وز حکم خواجہ ساخت بہ شیراز اندروں ‌ ‌ ‌ ‌ چندیں بنا کہ گر دنے توانمش شمار

حصنے رفیع ساخت بہ بالاے آسماں ‌ ‌ ‌ ‌ حوضے عمیق کند بہ پہناے روزگار

از قصرہا کہ ہر یک شاں رشک آسماں ‌ ‌ ‌ ‌ وز باغہا کہ ہر یک شاں داغ قندہار

گوئی کشیدہ شہرشِ افلاک در بغل ‌ ‌ ‌ ‌ گوئی گرفتہ راغش جنات در کنار

بارے پس از دو سال کہ از ہجر خواجہ شد ‌ ‌ ‌ ‌ چوں نوک کلک خواجہ دلش چاک و تن نزار

پیکے ز رہ رسید کہ زی ملک خاوراں ‌ ‌ ‌ ‌ جیشے کند گسیل شہنشاہ کامگار

واں خواجۂ بزرگ خداجوی شہ پرست ‌ ‌ ‌ ‌ ہمت بکار برد پئے دفع نابکار

با خویش گفت عاطفت خواجہ مر مرا ‌ ‌ ‌ ‌ برد از حضیض ذلت بر اوج افتخار

از عہد شیرخوارگیم تربیت نمود ‌ ‌ ‌ ‌ تا روزے اینچنیں کہ شدم گرد شیرخوار

سربازے از سپاہ خدیو جہاں بدم ‌ ‌ ‌ ‌ بے نام و بے نشاں و تہیدست و خاکسار

وایدون ز لطف خواجه بجایی رسیده ام — کم برده صف به صف بود و بدره بار بار

بودم نخست خار بنی خشک و عاقبت — ز اقبال او شدم چو گل سرخ کامگار

ایدر که گاه بندگی و روز خدمت است — باید به عز خواجه کمر بستن استوار

بردن پی بسیج سپاه ملک بری — اسپ و ستور و بختی و اسباب کارزار

این گفت و برنشست و برفت و سهها — بر خاک پای خواجه وزیر شهان جست بار

وز نزد هر دو آمده بیرون شگفته روی — زانسان که از خلاص زر سرخ خوش عیار

کرد از پی بسیج سفر صره های زر — به چون نقد جان بپای غلامان شه نثار

با صد دونده اسپ و دو صد اشتر سترگ — با چارصد هیون زمین کوب راهوار

وز آن دهان شگافته ماران آهنین — کاول خورند مور و سپس سفته کنند نار

آورد نزد شه دو هزار از برای جنگ — تا مار سان بر آرند از خصم شه دمار

شه خلعتیش داد همایون بدست خویش — چون نوک کلک خواجه زراندود زرنگار

آن جامه ئی که گفتی جبریل بافته — از زلف و جعد حوری و غلمانش بود و تار

هم داد شه بدست خودش یک درست زر — یعنی چو زر درست شود بعد از نیت کار

وز خواجه یافت عاطفه ئی کز روان بدن — وز باد فرودی گل و از ابر مرغزار

وز کردگار عقل و ز عقل شریف نفس — وز نفس پاک پیکر و از هوش هوشیار

وز آب تازه ماهی و از سیم و زر فقیر — وز قرب دوست عاشق و از وصل گل هزار

وز مصطفی بلال و ز مهر فلک هلال — وز مرتضی اویس و ز نور قمر شمار

یا حاجی از ورودِ حرم در گهِ طواف | یا ناجی از خلودِ ارم در صفِ شمار
خواجه است نائب نبی داوِ یخدشش | برچیده است ساعدِ ہمت اسامہ وار
هر که از اسامه جست تخلف رسول گفت | نفرین بر او درست ز خلاق نور و نار
آری ضمیر خواجه محک است و از محک | نقدی که خالص است فزون جوید اعتبار
امروز درعوالم هستی زنیک و بد | رازی نهفته نیست بر آن خضرِ نامدار
ناگفته داند آرزوی طفل در رحم | نادیده یابد آبخور وحش در قفار
از جود بخشد آنچه بهر گنج سیم و زر | وز حزم داند آنچه بهر شاخ برگ و بار
پیرایست زنده دل که جو رست تا بحشر | زد بخت شهریار ظفرمند و بخت یار
شاهِ جهان گشای محمد شه آنکه هست | جانسوز تیغش از ملک الموت یادگار
ای خسروی که تا برودم روزِ واپسین | ذکرِ محامدت نتوانم یک از هزار
خصمِ تو همچو خاک نخواهد شدن بلند | الّا دمی که در سم اسپت شود غبار
یا همچو آب میل صعود آن زمان کند | کاجزای جسمش از تفِ تیغت شود بخار
یا آن زمان که جسم بسرش از عتاب تو | این یک رود به نیزه و آن یک رود به دار
پیوسته باد آتشِ تیغ تو مشتعل | تا حاسدِ شریر تراسوزد از شرار

در ستایش شاهنشاه اسلام پناه ناصر الدین شاه غازی خلد الله ملکه گوید

فرو بگرفته گیتی را به باغ و راغ و کوه و در | نم ابر و دم باد و لف برق و غو تندر

شخ از نسرین هوا از مه چمن از گل تل از سبزه
چو اصل بال و شاهین چشم و هدهد تاج و طوطی پر

ز ابر و ارغوان و لاله و شاه اسپرم مینی
هوا اسود زمین ابیض دمن احمر چمن اخضر

عقیق و کهربا و لبسد پیروزه را مانند
شقیق و شنبلید و ابستان افروز و سیسنبر

ز صنع ایزدی محو ند و مات و هائم و حیران
اگر لوگ اگر از رنگ اگر بانے اگر آذر

کنون بگز سنبل و شمشاد و باغ و بوستان آرد
چمن تزئین و من تمکین زمین آئین زمان زیور

بصحن باغ و طرف راغ و زیر سرو و پای جو
بزن گام و بجو کام و بخور جام و بکش ساغر

بویژه با بتی منگول و شوخ و شنگ و بی پروا
سخن پرداز و خوش آواز و افسون ساز و حیلت گر

سمن خوی و سمن بوی و سمن روی و سمن سیما
پری طبع و پری زاد و پری چهر و پری پیکر

برش دیبا فرش زیبا قدش طوبی اندامش جنت
تنش روشن خطش جوشن رخش گلشن لبش شکر

ببالا کش سیما خوش بمو دلکش بچهره آتش
بچشم آهو بقد نازو بخند مه بخط عنبر

چه سیمین سرو من کش هست رو مه چهره و لب
مه روشن بشب تاری بگل بموری می احمر

کفش رنگین دلش سنگین خطش مشکین لبش شیرین
بخو توسن برو سوسن بمو گلشن بتن مرمر

دو هاروتش دو ماروتش دو گلبرگش دو مرجانش
پر از خواب و پر از تاب و پر از آب و پر از شکر

مرا هست از غم و اندیشه و فکر و خیال او
بقا مشکل دو پا در گل هوا در دل هوس در سر

ز عشقش چون انار و نار و مار و اژدها و ارم
بری کفته دلی آشفته تنی خفته قدی چنبر

ولیکن باز از دشنام که سال و ماه و روز و شب
بطوع و طبع و جان و دل ثنای شه کند از بر

طراز تاج و تخت و دین و دولت ناصر الدین شه
که جوید نام و راند کام و پاشد سیم و بخشد زر

ملک اصل و ملک نسل و ملک اسم و ملک آیین — ملک طبع و ملک خوی و ملک روی و ملک منظر

عدو بند و ظفرمند و هنرجوی و هنرپیشه — عطابخش و صبارخش و سماقدر و سخاگستر

قوی حال و قوی یال و قوی بال و قوی بازو — جهان جوی و جهانگیر و جهاندار و جهان داور

شهنشاهی که هست از در البطوع و طبع و جان و دل — قضا تابع قدر طائع ملک خادم فلک چاکر

حقائق خوان دقائق دان معارک جو جلارک زن — فلک پایه گرانمایه هماسایه همایون فر

ز فیض فضل و فرط بذل و خلق خوب و خلق خوش — دلش صافی کفش کافی دمش شافی رخش انور

برای و فکرت و طبع و ضمیرش جاودان بینی — خرد مفتون هنر مکنون شغف مضمون شرف مضمر

زهی ای بر تن و اندام و چشم و جسم بدخواهت — عصب زنجیر و رگ شمشیر و مژگان تیر و مو نشتر

حسام فرخ فال و بخت و اقبال ترا زیبد — سپهر آهن قضا قبضه شرف صیقل ظفر جوهر

در آن روزی که گوش و هوش و جان و دل ز هیبت — غو کوس و تگ رخش و سر گرز و دم خنجر

ز سهم و تیر و تیغ و گرز و گوپال گوان گردد — قضا هائم قدر حیران زمان عاجز زمین مضطر

خراشد سنگ و پاشد گرد و ریزد خاک و سنبد گل — بسم اشهب بدم ابرش بتگ ادهم بنعل اشقر

بلا گاره و بدن آهن سنان آتش زمین کوره — تبر تیک و سپر سندان نفس دم حرب آهنگر

دلیران از پی جنگ و نبرد و فتنه و غوغا — روان در صف دهان پر لقمه سنان بر کف سپر بر بر

تو چون ببر و پلنگ و پیل و ضرغام از کمین خیزی — بکف تیغ و ببر خفتان بتن درع و بسر مغفر

بزیرت ادهمی چالاک و چست و چابک و چیره — شخ آشوب و زمین کوب و ره انجام و قوی پیکر

سرین و سم و ساق و سینه و کتف و میان او — سطبر و سخت و باریک و فراخ و فربه و لاغر

دم واندام ویال وبازو وزین ورکاب او — شراع وزورق وبلط وستون وعرشه ولنگر

پیش باد وسمش سندان تنش ابر وتکش طوفان — کفش برف وخویش باران دوش برق وغوش تندر

بیک آهنگ وجنگ وعزم وجنبش در کمند آری — دو صد دیو ودو صد گیو ودو صد نیو ودو صد صفدر

بیک ناورد ورزم وحمله وجنبش زهم درّے — دو صد پیل ودو صد شیر ودو صد ببر ودو صد اژدر

بدشت از سهم تیر وتیغ وگرز وبرزنت اندازد — سنان قارن سپر بیژن کمان بهمن کمر نوذر

شها قاآنی از درد وغم ورنج والم گشته — قدش چنگ وتنش تار ودمش نای ودلش مزمر

سزد گر فیض وفضل وجود وبذلت زین سپس آرد — نهالش بیخ وبیخش شاخ وشاخش برگ وبرگش بر

نیارد حمد ومدح وشکر وتوصیفت گرش باشد — محیط آمه شجر خامه فلک نامه جهان دفتر

الا تا زاید وخیزد الا تا روید ورزد — نم از آب ولهب از نار وگل از خاک وخس از صرصر

حسود ودشمن وبدگوی وبدخواه ترا بادا — بسر خاک وبچشم آب وبلب باد وبدل آذر

بسال وماه وروز وشب بود بدخواه جاهت را — کچک بر سر خدنگ در دل حسک بالین خسک بستر

در ستایش شاهزاده رضوان آرامگاه فریدون میرزا طاب ثراه

ای زلف نگار ای حبشی زادهٔ شبرنگ — ای اصل تو از توبه دوی نسل تو از زنگ

ای مادر اهرمن وای خواهر عفریت — ای دایهٔ پتیاره وای مایهٔ نیرنگ

ریحان مگرت بوده پدر غالیه مادر — کت ماند بمیراث از آن بوی از این رنگ

جادوی سیه کاری وجاسوس شب تار — دربان رخ یاری ودرمان دل تنگ

یک حلقه پریشانی و یک سلسله شیدا | یک گله پرستوئی و یک بادیه سارنگ

یک مملکت آشوبی و یک معرکه غوغا | یک طائفه ریحانی و یک قافله شبرنگ

میلاد تو در بربر و میعاد تو در روم | جولان تو در خلخ و میدان تو در گنگ

از تخمهٔ ریحانی و از دودهٔ سنبل | همشیرهٔ قطرانی و لو بادهٔ ارژنگ

اسپهبد زنگی و ولی عهد نجاشی | وارندهٔ چینی و طرازندهٔ ارتنگ

تاری ز تو در نافهٔ تاتار دو صد تار | بوی ز تو در سنبل خودروی دو صد تنگ

چون دام همه پیچی و چون خام همه چین | چون دیو همه ریوی و چون زاغ همه رنگ

با عود پسر عمی و با مشک برادر | با غالیه همرنگی و با سلسله همسنگ

جادوی رسن سازی و هندوی رسن باز | دیوان را سالاری و دزدان را سرهنگ

آویخته با ماهی و آمیخته با گل | سوداگر سودائی و همسایهٔ افرنگ

هم سرکشی ای زلف سیه هم متواضع | با نخوت گلچهری و با لابهٔ اورنگ

صوفی صفتی ساخته از کبر و تواضع | باطن همه نیرنگی و ظاهر همه بیرنگ

بر ماه سراپرده زدستی مگر از عجب | خواهی که چو نمرود به معبود کنی جنگ

جامی تو بنفشه آسا گشته سیه روی | تا حشر نگونساری از آلایش این رنگ

حلق دل خلقیت بهر حلقه گرفتار | چون طائر پر ریخته کاریخته ارچنگ

آئینهٔ رخسار نگار از تو صفا یافت | یا آنکه سیه روی شود آئینه از زنگ

اندام مهم نخل بلند است و تو نخ چون | بالای بتم تاک است و تو پاشنگ

زنگی بچهٔ فرهنگ و ادب هیچ نداند　　چون شد که تو نهار ادب گشتی و فرهنگ

صبر دل عشاق همی سنجی از ایراک　　چون کفهٔ میزان زد و سیمنت اورنگ

بالا زدهٔ ساق چو زاهد که ز روی سپاس　　داماں ز پس و پیش بگیرد و لبسر چنگ

یا چون دو غلام حبشی کز پی کشتی　　سو پاچه بمالند و بزند از دو سو هنگ

از مردمک دیده اگر دوده نشاید　　نقاش بنیار و که زند نقش تو بیرنگ

مادر دم سر عشق تو داریم اگرچه　　آسوده شود در دم سر خلق ز شبرنگ

چون چنگ نکیسائی و هر موی تو از تو　　آویخته چون تار بریشم ز بر چنگ

این طرفه که نالان دل من در تو شب و روز　　چون زیر و بم چنگ کشد هر نفس آهنگ

میزان رخ یاری و در کفهٔ تارت　　صد تبت و تاتار نه سنجد بجو سنگ

تقویم مه روی و آویخته مویت　　چون خط جداول بر مد نامهٔ عینک

ماناکه دل و جسم منت عاریه دادند　　تاب و گره و عقدهٔ و پیچ و شکن و کتنگ

تا بدر رخ یار ار تو چو خورشید ز روزن　　یا از شکن زلف شب تیره شباهنگ

تا تافته شمعی ز بر تافته فانوس　　یا ساخته تاجی ز یکی سوخته اورنگ

یا برگ گل از غالیه یا نور ز سایه　　یا مشتری از پنجره یا ماه ز باچنگ

یا طینت دینی که برو حلقه زند کفر　　یا گوهر فخری که برو پرده کشد تنگ

مانی لکغرابی که بود جفت حواصل　　یا بچهٔ زاغی که به شهباز زند چنگ

یا هندوی عریان که نشیند بدر زانو　　از مهر ریاضت ز بر بتکدهٔ گنگ

یا زنگیِ حیراں کہ نشیند بر مہتاب | یک دست بہ پیشانی و یک دست بآرنگ
یا طفلِ سبق خواں کہ برِ پیرِ معلّم | گردد گہِ تعلیم گہے راست گہے چنگ
یا عود قماری ز برِ مجمرِ سیمیں | یا مشک تتاری ز برِ لالۂ خودرنگ
یا گردِ سپاہِ شہِ گیتی کہ گہِ کیں | بر چہرۂ خور پردہ کشد تا دو سہ فرسنگ
شہزادہ فریدوں ملک باذلِ عادل | کش بار خدا ابر دو جہاں کردہ کنارنگ
دیوانِ ادب فردِ کرم دفترِ دانش | اکسیرِ خرد جوہرِ جاں عنصرِ فرہنگ
تعویذِ زماں حرزِ اماں جوشنِ ایماں | اکلیلِ سخا تاجِ سخن افسرِ اورنگ
ای کز اثرِ عدل تو در موسمِ گرما | از شہپرِ شہباز کند مرو بچہ تورنگ
آسائشِ ملک تو رسید است بجائے | کز پاس تو در قافلہ افغاں نکند زنگ
آماں ببالد چو بر تخت . بری رخت | آجاں بنالد چو تو . بر رخش کشی تنگ
چوں قلب ہمہ روحی و چوں روح ہمہ عقل | چوں عقل ہمہ ہوشی و چوں ہوش ہمہ ہنگ
با صولت کاموسی و با دولت کاؤس | با شوکت جمشیدی و با حشمت ہوشنگ
گر کودکِ بخت تو کند میل ترازو | نہ گنبدِ گردوں سزدش کفۂ تارنگ
آسیمہ شود چرخ چو خنگ تو کند خوے | دیوانہ شود عقل چو کوسِ تو کشد غنگ

در کاخ تو برابروے حاجت نبرد چیں
در قصر تو بر حاجبِ دربان نفتد رنگ

در مدح محمد شاه مبرور و لشکر کشیدن بسمت هرات گوید

سخن گزافه چه رانی ز خسروانِ کهن
بگے ز شوکت شاهِ جهان سرای سخن

بخوانده ایم بسے بارنامهاے قدیم
بدیده ایم بسے کارنامهاے کهن

نه از قیاصره خواندیم نز کیانِ عجم
نه از دیالمه خواندیم نز ملوک یمن

چنیں مناقبِ فرخنده کز خدیوِ زماں
چنیں موثر شایسته کز کیاے زمن

مهیں خدیو محمد شه آفتاب ملوک
سپهر عز و معالی جهان فهم و فطن

هزار بچه نهنگ است در یکے خفتاں
هزار بیشه هزبر است در یکے جوشن

بگاه کینه نه بیند سراب از دریا
بوقت وقعه نداند پرند از آهن

کند نبرد اگر جهرگاں اگر کالوں
کشد سپاه اگر فرودیں اگر بهمن

بزرگ همت او خرده دیده ملک جهاں
فراخ دولتِ او تنگ کرده جاے نخرن

کدام جامه که از تیغ او نگشت قبا
کدام لامه که از نیزه او نگشت کفن

کجا نشسته بود او ستاده است پشیں
کجا سواره بود او پیاده است پشتن

ز بانگ کوس چناں اندر اهتزاز آید
که هوش پارسیاں از سرود اورامن

یکے دو گوش فراده بدیں حکایهٔ نغز
که کارنامهٔ شاه است و بارنامهٔ من

بسال هنجهٔ و انداز پس هزار و دویست
چو کرد آهوی خاور ببرج شیر وطن

بعزم چالش افغاں خدا رزی بهرات
سپه کشید و برانگیخت عزم را توسن

مگو سپاه که بیک بیشه شیر جوشن پوش | بگو سپاه که یک بیشه پیل بیلک زن
بنساط شاں همه هنگام خواجگی میداں | قماط شاں همه هنگام کودکی جوشن
هزار بختی سرمست هر کدام بشکل | چو زو بغے که از دو چار لنگر ست آدن
فراز هر یک زنبوره برکشیده زفیر | چو اژدرے که کشاید ز بو قبیس دهن
نو دعراده گردنده توپ قلعه کشاے | چنانکه بر کتف باد سدی از آهن
دمیده از دم هر توپ دود قیر اندود | چنانکه باد سپاه از گلوے اهرمن
درخش آئینه پیدا از پشت پیل چنانکه | ز اوج گنبد خاکستری عروس ختن
دو گوش توسن گرداں ز عکس سرخ درفش | چو نوک نیزه بشیرں ز خون نستیهن
ز کوه و دشت چناں در گذشت موکب شاه | که از کریوهٔ کهسار سیل بنیاں کن
همه ز جلدی و چستی بدشت چوں آهو | همه ز تندی و تیزی بکوه چوں پازن
رسیده تا بدر حصن غوریاں که بنجاک | بنا فریده چنوں قلعه قادر ذو المن
درو بپا او همه چوں پنجهٔ قضا مبرم | بروج او همه چوں بارهٔ لقا متقن
بزرگ بار خدا گفتی - بروے زمیں | بنا فریده یکے آسماں ز دیگا هن
نه بس شگفت که همچوں ستاره در تدویر | هزار گنبد دوار گنبد شش بتخن
هزار پهلو پولاد خاے پتیاره | گزیده بهر حراست در آن حصار سکن
درشت هیکل و عفریت خوی دگر گوی | سطبر ساعد و باریک ساق و زفت بدن
ز مخنث سیرت و زنجیر خاے ناهنجار | و قبیح صورت و موئیں لباس و روئیں تن

کہین برادر دستور مرزبانِ ہرات — مشمّر از در کینش دو دست تا آرن

بکوتوالی آن دژ درون آن دوکان — چُنان عزیز که عزی درون خیل شمن

سران شاہ بفرمان شاہ پرّہ زدند — چو لشکرِ اجل آن بارہ را بہ پیرامن

حصاریان پلنگینہ خوے کوہ جگر — ز بہرِ رزم فرو چیدہ عزم را دامن

ز چیرگی ہمہ مانند سیل در کہسار — ز تیرگی ہمہ مانند دود در گلخن

جہندہ از برِ پیکان چو مرغ از مضراب — رمندہ از دمِ خنجر چو گوی از محجن

ہمہ ہنر بر بجنگ و ہمہ دلیر بجنگ — ہمہ معارک جوی و ہمہ یلار کنن

بہ پیش بیلک برّندہ دیدہ کردہ ہدف — بہ پیش ناوکِ درّندہ سینہ کردہ مجن

وزین کرانہ ہنر بر افگنان لشکر شاہ — سبطر یال و قوی بال دگرد و شمشیر شکن

بچشمشان خم شمشیر ابروے دلدار — بگوششان غو شیپور نغمۂ ارغن

بدشنہ تشنہ چو طائف بچشمۂ زمزم — بفتنہ فتنہ چو خسرو بشاہدِ ارمن

پرندِ ہندی ترکان نمودی از پس گرد — چو در شبان سیاہ از سپہر عقدِ پرن

ہوائے معرکہ از گرد راہ پہ چوبۂ تیر — نمودہ چون کتفِ خار پشت و پرّ زغن

رمیدہ از فزع توپ اہل بارہ چنانکہ — گزندگان ہوام از بخور قسر دامن

ز زخم توپ در آشوب شہر بارِ جہان — زبسکہ شد در و دیوار بارہ پر روزن

نمودی از پسِ آن بارہ گرد موکب شاہ — چو جرم چرخ مشبک ز پشت پرویزن

بکوتوال حصار آنچنان جہان شد تنگ — کہ حصن نای بمسعود و چاہ بر بیژن

جریح گشته سپاه و سلیح گشته تباه ‌ ‌ روان ز جسم روان گشته و روان ز تُن
چه گفت گفت چه جوشیم در هلاکت جان ‌ ‌ چه گفت گفت چه کوشیم در فلاکت تن
گیاه نیست روان کش برند و روید باز ‌ ‌ نه شاخ گل که بهر ساله بر روید بچمن
کنون علاج همین است بر که برگیرم ‌ ‌ بدست مصحف و تیغ افگنیم بر گردن
چو عجز و ذلت ما دید و رنج و علت ما ‌ ‌ ز جرم و ذلت ما بگذرد خدیو زمن
ز گفت او همه را چهره بر شگفت آمد ‌ ‌ بآفرینش زبانها کشاده چون سوسن
بعجز یکسره برداشتند مصحف و تیغ ‌ ‌ ز سر فگنده کله بر کتف نهاده رسن
دمان شدند و امان خواستند و شاه جهان ‌ ‌ رسن گشود و ضمان گشتشان ز خلق حسن
سه روز ماند و سپه خواند و زر و سیم فشاند ‌ ‌ سپس بسوی حصار هرات راند گرن
یکی اندیشه‌گر مکار پیشه برد خبر ‌ ‌ بمرزبان هری کای همیشه یار محن
شه از ری آمد و بگرفت غوریان و پریر ‌ ‌ بشتاده آمد و در جاده جای داشت پرن
همی بچشم من آید که بامداد پگاه ‌ ‌ هوا بپر کنند از گرد جامهٔ ادکن
ازین خبر دل افغان خدا چنان لرزید ‌ ‌ که روز گرما در دست خلق بابیزن
بخواست مرکب و از جای جست و بست کمر ‌ ‌ پی گریز و ببدرود بر گشاد دهن
خبر رسید به دستور جنگ دیدهٔ او ‌ ‌ گره فگند برابرو ز خشم چون سوهن
ز جای جست و لشکر سوی مرزبان هری ‌ ‌ که هان بمان و مینداز بجبین پر آژن
اگر ز جنگ گریزی ز ننگ مے مگریز ‌ ‌ روی چگونه بدین مسکنت ازین مسکن

چسان علاج گزیری که نیست راه گریز ... نه کلاغ و کبوتر که بر پری زد کن
نه کرگسی که بپری ز شرق جانب غرب ... همان ز غرب و گرره کنی بشرق وطن
گرفتم آنکه توانی زچنگ شیر گریخت ... گریختن نتوانی ز شاهِ شیر اوژن
زچار سوی تو بربسته اند راه گریز ... تو ابلهانه بخدیزین نهاده بر کودن
ز کردهای خود انجام کار چون دانی ... که گرد گار بدوزخ ترا دهد مسکن
بنقد دوزخ سوزنده قهر سلطان است ... بدو گرای دیکن عزم و بیخ ترم مکن
بدین حصار که مار است مرگ ره نبرد ... نه درز جامه که در وی فرو رود درزن
یکی بمان که نه بینیم کار کرد سپهر ... بود که متفق آید ستارهٔ ریمن
حصار را از پسِ پشت خود وقایه کنیم ... ز پیش باره بر انیم باره بر دشمن
بموبه گفت بدو کاینت رای مستغرب ... بناله گفت بدو کاینت گفت مستهجن
هلا برهگذرِ بادِ مهل خاشاک ... الا بجلوه گهِ برق مهنه خرمن
بزرق می نتوان بست باد در چنبر ... بحید می نتوان سود آب در هاون
مگر حصار نه بنیان او ز آب و گل است ... چسان درنگ کند پیش سیل بنیان کن
چو ماکیان بجرا چید از غضب دستور ... چو پشت تیغ بکژ ابروان فکنده شکن
که گر گریز توانی ز چنگ شه بگریز ... و گرنه رنج میندوز و گنج بپراگن
میان آن دو تن اندر ستیزه بود هنوز ... که بانگ بوق لعبوق بر شد از برزن
طراق مقرعه بگذشت از دو صد فرسنگ ... غبار معرکه بر رفت تا دو صد جو جن

در حصار برج ببست مرزبان هری | گشاد قفل و برون ریخت گوهر از مخزن

ز دُر و لعل و زر و سیم و جوزق و جادرس | ز نقد و جنس و جو و کاه و گندم و ارزان

ز یمه و خز و پرندین و قاقم و سیفور | ز طوق و یاره و خلخال و عقد و اورنجن

همی بداد بصباع و همی بداد بیاع | همی بداد بخیل و همی بداد بمن

موالیان ملک را هر آنچه بد بهرات | گرفت و برد بزندان و بر نهاد رسن

ندا فگند بهر گوشه تا مدافعه را | برون شوند ز شهر هری چه مرد و چه زن

بجمله بوقعه اگر احول است اگر اعور | دهد ز کینه اگر الکن است اگر ازکن

جوان و پیر و زن و مرد و کامل و جاهل | کلان و خورد و بد و نیک و ابکم و الکن

ز نبل و بیلک و شمشیر و خنجر و خنجیر | برمح و ناوک و گوپال و گرزه و کرزن

بسهم و ناچخ و صمصام و خشت و دهره و مثل | به تیر و نیزه و سرپاش و سیف و صارم و سن

به نیش و ناخن و چنگال و چوب و سنگ و سفال | برند و اره و سوهان و گرز و تیک و سفن

ز هر گروه و ز هر پیشهٔ و ز هر بیشه | ز هر سرای و ز هر خانهٔ و ز هر برزن

بهر سیاق و بهر سیرت و بهر هنجار | بهر طریق و بهر عادت و بهر دیدن

ز برج و باره و ایوان و خاکریز و فصیل | ز لیست و پیش و برو شیب و ایسر و ایمن

هم از میانه گزین کرد شش هزار دلیر | هژبر زهره و پولاد پوش و تیغ آژن

سوار گشت و سپه راند و پشت داد بدژ | ببست راه شد آمد بر آن سپاه گشن

نشسته آفرین خدا خواند و رخش راند و کشید | پلارکی که بمرگ فنجاست آبستن

کف آورید بلب از غضب ولے نہ عجب — کہ چوں بتو فتد دریا کف آورد بدہن
بسا سرا کہ بصارم برید در مغفر — بسا دلا کہ بناوک دریدہ در جوشن
خروش توپ وزآشوب شاہ و لشکر خصم — ہماں حکایت لاحول بود و اہرمن
زنوک ناوک بہرام صولتان ملک — زمین معرکہ شد گان سرخ بہرامن
بسے نرفت کہ از ترکتازہ ز لشکر شاہ — ز فوج افغاں بر اوج چرخ شد شیون
زموبہ چہرۂ ہر یک چو رود آمو بہ — ز نیزہ پیکر ہر یک بشکل پالادن
بسا سوار کز ان رزمگہ بگاہ گریز — زبیم جان و غم تن بتاخت تا بہ ختن
بسا پیادہ کہ در جوے و جر بخفت ہنوز — بروں نکرد ز نخداں ز چاک پیراہن
سیاہ خصم ز پیش و سپاہ شاہ ز پے — چنانچہ از عقب صید شیر صید افگن
ہم ایں ز خشم بداں گفت کای دلیر بکوب — ہماں ز قہر بدیں گفت سگ سوار بزن
زبس گروہ ز نبورہ ہائے تند عو — زبس گلولۂ خمپارہائے تنین تن
ہنوز لشکر آنمرز را البشوید دل — ہنوز مردم آں بوم را بتوفد تن
گماں مبر کہ ز فرسودہ استخواں گواں — دمد ز خاک ہری تا بروز حشر سمن
ازاں سپس کہ ز میداں فرو نشست غبار — ز آب دیدۂ آں جاوداں دود افگن
ملک پیادہ شد و قبہ سرادق او — بہ ہشتمیں فلک آمد قرین بنجم پرن
گسیل کرد ہیمند داند خود سپاہ — سوے ہزارہ گردہ از برای دفع فتن
ز صد ہزار ہزارہ یکے نماید بجاے — کہ مے نگشت گرفتار قید و بند شکن

همه شکسته دل و مستمند و زار و اسیر ندیم حسرت و یار شیون و جُفت شجن

بسی نشد که زمستان رسید و شیر سفید فرو چکید ز پستان ابر قیر آگن

هوا چو دیدهٔ شاهین سیاه گشت و شنید سپید پرّهٔ حواصل بکوه و دشت و دمن

مهندسان قوی دست اوقلیدس رای بساختند بفرمان شهریار زمن

مدینهٔ چو مدائن زرین و شاه گزین گزید جای درو چون شعیب در مدین

زکار شاه بافغان خدا رسید خبر زکید بر رخش از غم چکید اشک حزن

گوازه راند بدستور خویش و از دل ریش فغان کشید و برو طیره گشت کای کودن

نگفتمت ز پی جنگ ساز رنگ مکن نگفتمت ز پی رزم تار عزم متن

لعاب شیر قدم در منه بقوت وهم بآب بحر شناور مکن بدعوی ظن

ز خشم او دلِ دستور بر دمید از جای چنان که دود به نیروی آتش از گلخن

بدو سرود که ای تند خشم کند زبان عبث بخیره میا شوب و بر مکوب ذقن

ترا پرستش ما آن زمان پسند افتد که خود خموش نشینی بگوشهٔ چو وثن

کنون زمان علاج است نی زمان لجاج یکی بتاب سر از رسم و راه اهرمن

مرا بیاد یکی چاره آمد است شگرف که تازه گردد ازو جان جادوی جوزن

شنیده‌ام که سفیری ز انگلیش خدای دو سال رفت که سوی ری آمد از لندن

شگرف دانش و بسیار دان و اندکی حرف دراز فکرت و کوته بیان و چرب سخن

کنون بسوی سفیر از پی شفاعت خویش بعجز و لابه و تیمار و آه و محنت و رن

وسیلهٔ بگمار و رسیلهٔ بنگار — فروغ صدق بجوی و در دروغ مزن
پیام ده که ملک کو گرفت ملک هری — عنان رخش بگیرد مگر به ملک دکن
نه قندهار بماند بجای نه کابل — نه بامیان نه لهاور نه غزنه نه پرون
نه صوبجات بگردون شود زفیر نفیر — ز دیره جات بگردون رود غریو غزن
زملک پونه بماند بجای نه سیلان — نه سومنات و نه گجرات و نه سرنگ و پتن
نه بنگلور و نه صدرس نه حجره تعد هلی — نه منگلول نه مدرس نه تننه نه کوکن
نه رامپور نه احمدنگر نه تانیسر — نه کانپور نه ملتان نه دارنی نه ختن
همه بنا در هندوستان کند ویران — چه بمبئی چه بنارس چه مچهلی چه دمن
کند خراب اگر واکه است اگر کوچه — کند یباب اگر الفی است اگر انجن
هزار جان کند اندر شکارپور شکار — ز خون روان کند اندر بهارپور جون
چنانکه آمد و بگذاشت در دیار هری — نشان ز بوم بر و کاخ و کوخ و باره و بن
بهیچ باغ نه سوری بماند و نه سنبل — بهیچ راغ نه فرغر گذاشت نه فرغن
تو گر بنای دمارا ز بند نه رهائی — زکاخ و کوخ هری بر هوا رود هوزن
وزینگرانه بشاه جهان پیام فرست — بعجز و لابه و لوشابه و فریب و شکن
که خسروا ابد ما را جزای نیک فرست — کت از خدای به نیکی رساد یاد داشتن
نگر بذلت ما درگذر ز زلت ما — مرا ز رحمت من وارهان ز زحمت من
گرم حیات دهی اینک این هرات بگیر — درخت رحمت بنشان و بیخ قهر بکن

بشرط آنکه سفیری ز انگلیس فدای — شود نبرد لو تمار از جرم با بیژن

زمان حرب سر آمد زبان چرب مگر — دهد دوباره بقندیل بخت مال روغن

بسے درود براو گفت و بس درود برو — ز دیده راند وز دل چاک زد بپیرامن

زلبسکه مویه و افغان و اشک و آه و اسف — زلبسکه ناله و فریاد و ریو و بند و شکن

بر و زبان ملک نرم گشت و خاطر گرم — فراخ کرد برد تنگنای و بند و شکن

بری برید فرستاد و در رسید سفیر — دو گونه حال و مقال و دو روی و سر و علن

زبان موافق گوی و روان مخالف جوی — بیانش حاجب خاطر گمانش ساتر ظن

وزیر روس هم از ری بسان باد شمال — بهمان نجیم اقبال شاه راند چمن

سه روز پیشتر از پیک انگلیس خدای — زری رسید چنان کز سپهر سلوی و من

رواق رتبتش از اوج آسمان اعلا — ضمیر روشنش از نور آفتاب اعلن

زبان دروی و دل و جان و دیده جانب شاه — عمل ز قول نجیم دل از زبان ایمن

چو مرزبان هری را بهانه شد سپری — سفیر آمد و بگذشت دور حیلت و فن

ز جنگ مدتی آسوده کامران بوده — کشیده رطل امان و چشیده طعم وسن

سفیر بار و ملک مهربان و حرص فزون — حصار سخت و سپه چست و ملک استدلی

بهار آمده وی رفته خاطر آسوده — ز درد برده عذاب خمول سجن شجن

بجای ابر بکهسار رشته رشته گیاه — بجای برف بگلزار توده توده سمن

فضای باغ معنبر ز اقحوان و عرار — هوای راغ معطر ز ضیمران و ترن

دمن چو روضهٔ خضرا از برگ سیسنبر / چمن چو بیضهٔ بیضا ز شاخ نسترن

شکست ساغر پیمان و از خمار غرور / دلش بسینه بجوشید همچو باده بدن

بباره بر دو سر اندر دو باره همچو کشف / بچاره تیره فگندن گرفت چون بهمن

ملک ز خشم بتوفید و لب گزید و گزید / سنان گذار سپاهی قسیمه با قارن

همش ز خشم دو چشم آل گشته چون لاله / همش ز قهر دو رخ سرخ گشته چون روین

مثال داد که از هر کرانه پرّه زنند / بگرد باره هژبر افگنان شیر شکن

یلان ز هر سو سنگر برند و نقب زنند / بشهر بند هری از چهار جانب و جن

چهار برج زنند از چهار سوی حصار / هزار بار زنه بارهٔ سپهر اتقن

درون هر یک گردان کمین کنند و زنند / شراره بردم آن مارهای مهره فگن

مگر که باره شود رخنه رخنه چون غربال / مگر که قلعه شود ثقبه ثقبه چون اژکن

در افگننده بد ز تیر چرخ و کشکنجیر / بر آورند عدو را دمار از میهن

شگرف کندهٔ آن باره را بیندایند / بلای و لوش و نی و نال و خار و خاشه و خن

بمرزبان هری تنگ شد جهان فراخ / چو کام اژدر بهمن ربای بر بهمن

سفیر آمد و سوگند خورد و لابه نمود / چنان که شغل شفیع است و رسم با بیژن

بجهدهای مبین بست عهدهای متین / بیان ز شکر احلی زبان ز موم الین

که مرزبان هری یابد از شاه امان / سپس بپایهٔ تخت شه آرم از مأمن

شه از سفیر پذیرفت آنچه گفت نهفت / برو گماشت رقیبی همه فراست و فن

سفیر رفت و نکرد آنچه گفت و یک دو سه روز — بماند روز بهر نفیر و دو شان بحرب سخن
ره جدال نمود و در نوال کشود — گهر بطشت ببخشود و سیم و زر بلگن
بروز چهارم برگشت دیده بان ملک — بشه جنگجویی آورد و کار شد روشن
ملک ز خشم بر آن گونه تند شد بسفیر — که می بر آتش سوزنده بر زنی دامن
بلاغ گفت که باچند ابلاغ مبین — زهی رسالت مطبوع و رای مستحسن
چو هست رای دو رنگی و گرو رنگ مکن — سر وفاق نداری در نفاق مزن
سفیر راسته آورد و عرضه کرد بشاه — که ای بخصم تو ناخوشتر از جحیم جهن
خلاف مصلحت ملک ماست فتح هری — که می نزاید ازین فتح صد هزار شکن
نخست باید بستن مسیل چشمهٔ آب — که رفته رفته شود چشمه سیل بنیان کن
بسا نخیف نهالا که گر نه پیر انکش — فزای باغ فرو گیرد از فروغ و غفتن
ملک شگفت و برآشفت ز آنچه گفت و بهفت — زکار او رخ روشن نمود چون جوشن
سفیر طیره و شرمنده باز گشت برے — سه روز ماند و زری رخش راند ری ارمن
پیام داد بفرمان روای هند که کار — تباه گشت و نشد چیره بر سروش اهرن
سفینهٔ دو سه لشکر بشهر فارس فرست — مگر که شاه عنان باز دارد از دشمن
ملک بماند و سپه خواند و رفتاند و نشاند — زجان حبش بجلاب عیش جوش محن
بسی نرفت که افغان خدا ز سختی کار — فغان کشید و لے چاره گشت دستارن
گسیل کرد بزرگان و مویدان دردان — بنزد شاه جهان باچنین ذمویه دهن

کنار هر یکی از آب چشم چون چشمه | درون هر یکی از باد سرد چون بهمن
شراره سخط پادشه زبانه کشید | ز خشک ریشتی آن خشک مغز تر دامن
چه گفت گفت که هان نوبت گذشت گذشت | زمان زجر و عقاب است و قید و بند و شکن
که ناگهان خبر آمد که شد ز خطهٔ پارس | که انگلیس خدا کرد ساز شور و فتن
به بحر فارس فرستاده ده سفینه سپاه | همه مصالح پیکار و روی آلبستن
سفینه کان همه هر یک ز خود و خنجر و تیغ | بزرگ کرده شکم چون زنان آبستن
ملک ازین خبرش غم ز دود و زهره فرود | چو لهو باده گسار از لوای زبر افگن
بخویش گفت لعزم است افتخار ملوک | نه همچو بوم به بوم خراب و کاخ کهن
به آب و گل ننهد دل کراست هوش و خرد | به بوم و بر ننهد سر کراست فهم و فطن
همه ستایش مرد از صفات مرد بود | برای روشن و عزم درست و خلق حسن
کنون که بوم و بر خصم شد خراب و یباب | جهان بدیدهٔ او تیره شد چو بر بیژن
بجا نماند جز این یک بدست خاک خراب | که اندرو سزد ار آشیان کند کوکن
هر آنچه رخت سپاریم از هرات بری | تهی ده از دل و جان لشکریم زنگ حزن
نه از چهار ده بگذشت تا سپاه هرا | ز تخت گشته چو کیمخت تن ز شوخ و درن
دم پلارک شان سوده از طعان و ضراب | پی تکاور شان سوده از شقاق و عرن
بموی شان همه بینی غبار جای عبیر | بجسم شان همه یابی هزال جای سمن
بویژه آنکه زمستان دوباره آمد و رفت | سمن ز راغ و گل از باغ و لاله از گلشن
همه صحائف آفاق را بسیا بارد | دمنده ابر سیه از سپید آمولن

ودیگر آنکه بینیم که انگلیس خدای
قضای عهد کند یا بجنبه جهد کند
اگر بصلح گراید بپادشاه جهان
وگر نبرد نخاید بزرگ یار خدای
عروس فتح وظفر تا کرا کشد در بر
کنون بدعوی رای زرین وفکر متین
بپای تخت سپاریم رخت تا لخته
سپس حذیوبری رای دل نهاد وبخواست
بمیر کابل وسردار قندهار نوشت
زبس لآلی مضمون سطور او دریا
بسیم ساده رشیده عنبر سارا
حدیث رفته وآینده بر شمرد ونمود
مهین سلاله سردار قندهار که هست
ببرد بهره خویش از هرات جانب ری
نوید نامه بهر جا نوشت وز آمد نش
امیر زاده فریدون که شکر شاهجهان
بر آن سر است که بر جای زرفشاند سر

بروکه چهره بود آسموغ یا یمن
فرشته است مراورا دلیل یا اهرن
عنان رزم بتابیم از سکون سمن
بر آنچه حکم کند عین رحمتست وسنن
شموس جاه وخطر تا کرا نهند گردن
بری چمیم چو موسی بوادی ایمن
برون ز سختی آسایده ودرون ز شکن
کمان کشان کمین وار راز هر مکمن
شنگرف نامه از رنگ وبوی لیودن
زبس جواهر مکنون شطور او معدن
بلوح نقره طرازیده نافه اومن
رموز پیش وپس راز خویش را معلن
بتخت وبخت جوان وباسم ورسم کهن
بهرچه خواست نه لا گفت در جواب نه لن
بسار میده روا تا که آرمید به تن
بعهد مهد سر ندی نشسته لب از لبن
برین نوید بوجد آیدش ز شوق بدن

زشوق درگهِ شاهش همی بجنبد مهر | چو جانِ مردِ مسافر ز آرزوی وطن
شها جهاں ملکا ملک پرورا ملکا | توئی کہ جنگ تو از یاد بردہ جنگ پشن
ستائشِ تو بذاتِ تو و محامد تست | نہ از فزونی سامان و شمار ساں و شتن
نہ وصف اینکہ مکلّل بود ترا اکلیل | نہ مدحت اینکہ مغرق بود ترا گردن
بہوی دلکشِ خود مفتخر بود عنبر | بطیب طینت خود معتبر بود لادن
بنور خویش بود آفتاب عالمگیر | بزور خویش بود شیر غاب بیدا فگن
عیاں شود خطرِ آدمی ز رنج خطیر | کہ تا نسوزد بو بر نخیزد از چندن
ستائش کہ بملکِ ہری بداں ماند | کہ تا کسے بنتابد اویس را بقرن
ز فتح مکہ نگوید کسے ثنائے رسول | ثنائے او ہمہ از حسن سیرتست و سنن
بآب و تاب گہر را ہمی نہند و سپاس | نہ زین قبل کہ بعمّان درست یا بعدن
ثنا کنند درخشندہ شمع را بفروغ | نہ اینکہ ہست مر او را ز زر و سیم لگن
تو عزم خویش ہمی آنچناں نمود عیاں | بخسرواں جہانگیر و مہتران زمن
ہری گرفت نمیخواستے ز بہر خراج | کہ صد خراج ہری باشدت کمیں واشن
چو ہست عزم جہانگیر گو مباش ہری | عجب نہ گر تفاخر کنی ز ربع دو من
کجا ہری چہ ہری کو ہری کدام ہری | نہ آخرش ہمہ فرگند کردی د فرگن
بحیلۂ کہ عدو کرد می مباش و زم | کہ کار خنجرِ بُرندہ ناید از سوزن
حدیث صلح حدیبیہ را بو سفیان | یکے بخوان و ببر داز دل ز رنج و محن

همان حکایت صفین بخوان و حیلهٔ عمرو — که کرد آن همه غنج و دلال و عشوه و فن

نه برتری ز پیمبر بباش و لا تیاس — نه بهتری ز محمد بجان و لا تحزن

یکے بخوان و بخند از سرور چون سوری — یکے ببین و ببال از نشاط چون سوسن

بدین قصیدهٔ غرا یکے ببین ملکا — که با قبول تو گیتی نیرزد و ش بثمن

بهر کجا که شود جلوه گر برند گمان — که راست تازه عروسی بود بشکل و فتن

ولے دو عیب نهانیش هست و گویم از آنکه — رواست گفتن عیب عروس نزد ختن

نخست آنکه قوافی بچند جاے درو — مکرر است چو انعام شاه در حق من

اگر چه زین قبلش شکر لازم است از آنکه — همی بشکر فزاید چو بر فزود دهن

دوم قوافیش از یکدو جا ختن بشگفت — کنند جامه گدایان بجاے حرز ختن

ازین دو عیب چو می بگذری بنجاز عیب — که نطق ناطقه در مدح او بود الکن

اگر دراز بود همچو عمر و دولت شاه — چنین درازی دلکش ز کوهتی احسن

بدین چکامهٔ دلکش رواست قاآنی — که وان یکاو دمندرت همی به پیراهن

مثل بود بجهان تا حدیث وعد و رباب — سمر بود بزمان تا وداد نل و دمن

دوام ملک خداوند تا هزاران اند — بقاے بخت شهنشاه تا هزاران دن

در مدح شجاع السلطنه مغفور حسن علی میرزا

عید است و ساقی در قدح صهبا ز مینا ریخته — در گوهر الماسگون لعل مصفا ریخته

کردہ پئے اکسیر جاں در طلق زر نیخ رواں — در ساغرِ سیماب ساں گوگرد حمرا ریختہ

آب از سراب انگیختہ آتش ز آب انگیختہ — ز آتش حباب انگیختہ در جرعہ دریا ریختہ

مے سو جہان در مشربہ زاں موج فوجِ غم تبہ — اندر ہلال یکشبہ عقدِ ثریا ریختہ

پیمانہ کاسِ من معین غلماں عذاراں حور عین — در بزم چوں خلد بریں حلہ شمارا ریختہ

مجلس بخوبی چوں ارم زریں پیالہ جام جم — زنجیرہا بر پائے غم از موج صہبا ریختہ

دف بر شبیہِ دائرہ در چنبرش صد جنبرہ — با ہم لبطرحِ مشورہ طرح ہواسا ریختہ

چنگ است زالے پشت خم در پئے عقابے متہم — ہر دم زبانگِ زیر و بم بنیاد و غوغا ریختہ

خنیاگراں بر بستہ صف در چنگ چنگ و نای و دف — طرح نشاط از ہر طرف در بزم دارا ریختہ

دارائے اسکندر حشم ہوشنگ طہمورث خدم — کز ابر کف گاہِ کرم لولوئے لالا ریختہ

صبح است و بر طرف افق خونست عمدا ریختہ — یا اطلس چینی فلک بر فرش دیبا ریختہ

شنگرف بر قرطاس ہیں بیجادہ بر الماس ہیں — گردِ زمرد طاس ہیں یاقوت حمرا ریختہ

تیغ سحر پرتاب شد نجم از فلک پرتاب شد — زاں زہرۂ شب آب شد و ز زہر صفرا ریختہ

افراخت فروردیں علم شد لشکر دے منہزم — صبح از شفق آتش زدم بر دفع سرما ریختہ

یا خون شب را ناگہاں کرندے سوادے شد عیاں — از نشترِ خور آسماں بر دفع سودا ریختہ

یا نے شجاع السلطنتہ چوں شیر دست ار جنبہ — خون دلیراں یکتنہ در دشت ہیجا ریختہ

آنکو زتیغِ جانستاں و آنکو ز قدر بیکراں — ہم خون سلطاں ارسلاں ہم آب لعبا ریختہ

بخشش چو مارے جانگزا آتش فشاں چوں اژدہا — بر پیکرِ خصم دغا زاں زہر افعی ریختہ

تیغش سمندر طینتے طوسی هندی فطرتے ‏ رومی زنگی هیبتے آتش زا اعضا ریخته

آتش دل و پولاد رگ وانگه بهیئت چون کجک ‏ وز فرق پیلان یکبیک خون پیل بالا ریخته

اقبال و دولت شائقش تا ابد نصرت عاشقش ‏ پیوسته اشک وامقش بر روے عذرا ریخته

جرم کواکب نیستها چون گوهر از هر سو عیان ‏ رشحے ز دست درفشان بر طلق خضرا ریخته

طبعش نهالے بارور جودش شگوفه لطف بر ‏ پیوسته در شاخش ثمر در باغ دیبا ریخته

هم پایش از دانشوری بر فرق مهر و مشتری ‏ هم آب ابر آذری از طبع والا ریخته

رمحش بقتل دشمنان با زهر آلوده سنان ‏ لیکن بکام دوستان زان زهر حلوا ریخته

در قعر دریا شد صدف بر خجلت خود معترف ‏ با شد لآلی زا بر کف شرقا و غربا ریخته

تیغش هلال آساستے از لمعه چون بیضاستے ‏ بر جیش تن اعضاستے زان شکل جوزا ریخته

در عهدش اصنام ستم افتاد بر خاک عدم ‏ چونانکه از طاق حرم شد لات عزی ریخته

اے حرز جانها نام تو دور طرب ایام تو ‏ دست فلک در جام تو شهد مصفا ریخته

از سده ات نازان زمین بر سده ات عرش برین ‏ بر فرق ات جان آفرین فر و وقار ریخته

تیغت بخون آلستنے وز خون کنارش گلشنے ‏ صد رود خون از هر تنے روز محابا ریخته

کلکت کشیده است از رقم بر نقش انگلیون قلم ‏ در قالب هوتے ز دم روح معلی ریخته

زان هندی دریا نشین پیر فلک عزلت گزین ‏ سر برده اندر آستین گوهر ز شهلا ریخته

مارے بود خوش خال و خط بر وے ز هر رنگے نقط ‏ در کام خصمت بے غلط زهر آشکارا ریخته

مشک آورند از ملک چین او رفته در مغرب زمین ‏ مشک ارمغان آورده بین در چین طغرا ریخته

گہ رفتہ در ہندوستان آلودہ از عنبر دہان
طوطی صفت در کام جان شکر ز آوار ریختہ

روزے کہ از گردِ سپہ جلباب بندد مہر و مہ
گرد وز ہر سو خاک رہ در چشم بینا ریختہ

ہاموں شود آموں خوں صحرا شود سیحون خوں
در ہر جہت جیحون خوں بر خاک و خارا ریختہ

اندر زمیں دستِ فلک بر آتش افشاند نمک
سیماب در گوشِ ملک بینی زہرا ریختہ

پولاد سنجاں در وغا بر پارۂ پولاد خا
ہر یک ز ہندی اژدہا چوں پل بالا ریختہ

ہنگام رزم از ہر کراں گردد ز تیغِ خونفشاں
خوں از تنِ قربانیاں چوں عید اضحی ریختہ

ہر صارمِ ہندی نسب پوشد بتن چینی سلب
نارے شود ذاتِ لہب برگشتہ جانہا ریختہ

چوں تو بروں آئی ز صف کف بر لب و خنجر بکف
بر چہرہ چوں ماہت کلف از گردِ غبرا ریختہ

از خونِ خصمِ بوالہوس جاری کند رود ارس
تیغت کہ اندر یکنفس صد خوں بہ تنہا ریختہ

ہر کس پے اخذِ لقا کالا فشاند در وغا
از ابلہی خصمِ وغا جاں جاے کالا ریختہ

اے خنگ گردوں مرکبت نصرت رواں در موکبت
بر طورِ جانہا کوکبت نورِ تجلےٰ ریختہ

مانا بمرگِ ناگہاں تیغت بود جاں در میاں
کز بد کنش بگرفتہ جاں خونش مفاجا ریختہ

با ہمتت ای دادگر دریاے اعظم در نظر
آبیست اندر رہگذر از مشک سقا ریختہ

بیراز فروردین برے کردی چو جشنِ عید طے
نی ملک خور راندی برے طرحِ تماشا ریختہ

ہم پارہ در آتشکدہ آراستی جشنِ سدہ
از قہرِ نارِ موصدہ بر جانِ اعدا ریختہ

در شش طراز امسال ہم دادی طراز جشنِ جم
در کام جانہا از کرم نقلِ مہنا ریختہ

ساغر زمی اندوختہ کند ریکبند رسوختہ
در مجمرہ افروختہ عودِ مطرا ریختہ

مانی بعشرت همچنین تا سال دیگر طرح دین ‌‌ ‌‌ از نصرت جان آفرین اندر بخارا ریخته

ای شاه قاآنی منم خاقانی ثانی منم ‌‌ ‌‌ نی آب خاقانی منم زین نظم غرا ریخته

اکنون منم در شاعری قائم مقام عنصری ‌‌ ‌‌ از نظم الفاظ دری نیرنگ معنی ریخته

تا هست ازین اشعار تر در صفحهٔ گیتی اثر ‌‌ ‌‌ هر دم ازو گنج و گهر در سمع دانا ریخته

فرخنده باد اقبال تو پاینده ماه و سال تو ‌‌ ‌‌ نور هدی بر حال تو ز اسماء حسنی ریخته

کاخ ریاست منزلت بزم کیاست محفلت ‌‌ ‌‌ فیض کرامت بر دولت ایزد تعالی ریخته

در مدح حسن علی میرزا شجاع السلطنه فرماید

عید است جام زرفشان از می گرانبار آمده ‌‌ ‌‌ هر زاهدی دامن کشان در دیر خمار آمده

زاهد که کرد انکار می حیرت بدش از کار می ‌‌ ‌‌ از هر چه جز گفتار می اینک در انکار آمده

عید است و یار دلستان بر دست جام ارغوان ‌‌ ‌‌ با قد چون سرو روان بر طرف گلزار آمده

گل بیقرار از روی او سنبل اسیر موی او ‌‌ ‌‌ اندر خم گیسوی او دلها گرفتار آمده

برگ صبوح از می بود جان را فتوح از می بود ‌‌ ‌‌ تفریح روح از می بود هر گه که افکار آمده

می جان بود پیمانه تن دست بیانش پیرهن ‌‌ ‌‌ ز انگشتهایش بر بدن رگهای بسیار آمده

آن لجهٔ سیماب بین آن آتشین گرداب بین ‌‌ ‌‌ آتش میان آب بین هر دم شرربار آمده

عید مبارک پی نگر رخشنده جام می نگر ‌‌ ‌‌ نالان نوای نی نگر کز هجر دلدار آمده

چنگ است زار و ناتوان گماش پیدا ز استخوان ‌‌ ‌‌ از ناتوانی هر زمان در نالهٔ زار آمده

نائی کہ بستہ ہوش نی گفتا چہ اندر گوش نی — کز سینۂ پر جوش نے آہِ شرر بار آمدہ

برید بکف بربط بنگر خونِ بط اندر بط نگر — مے تا بہ ہفتم خط نگر در جامِ شہوار آمدہ

بیجادہ کافی است مے یاقوتِ رمانی است مے — لعلِ بدخشانی است مے کائینہ کردار آمدہ

از مطلعِ طبعم دگر زد مطلعِ تابندہ سر — خورشید گوئی جلوہ گر بر چرخِ دوار آمدہ

مطلع ثانی

خرم دو عیدِ دلکشا اینک پدیدار آمدہ — فرخ دو جشنِ جانفزا اینک نمودار آمدہ

یک جشنے ز نوروزِ عجم کاراستہ جمشید جم — جشنے دگر با کوس و علم شاہِ جہاندار آمدہ

یعنے شجاع السلطنہ آنکو ز قلب و میمنہ — ہم ز رزمِ صد تن یکتنہ در دشتِ پیکار آمدہ

اسکندرِ دارا خدم دارائے اسکندر حشم — سالار افریدوں علم سلم سپہدار آمدہ

از لطف و قہرش ایں زماں شد آشکارا در جہاں — زاں مرکزِ آبِ رواں زیں مرکزِ نار آمدہ

لرزاں تنِ کاؤس از و ترساں روانِ طوس از و — در رزم گہ کاموس از و چوں نقشِ دیوار آمدہ

آرش نگار از تیرِ او گرشاسپ از شمشیرِ او — در حیطۂ تسخیرِ او ہفت و شش و چار آمدہ

ہر گہ کہ شمشیر آختہ روی زمیں پرداختہ — گردوں سپر انداختہ عاجز ز پیکار آمدہ

گرداں ستوہ از رزمِ او گردوں خجل از بزمِ او — ثابت بہ پیشِ عزمِ او ہر ہفت سیار آمدہ

تا گیردش اندر جہاں مانند مرکز درمیاں — زاغازِ شکلِ آسماں بر شکلِ پرکار آمدہ

گردوں کبابِ مہرِ او مستِ شرابِ مہرِ او — فیضِ سحابِ مہرِ او بر کشتِ احرار آمدہ

مہ نعل سم مرکبش گردون روان در موکبش — تابندہ نور کوکبش مرآت انوار آمدہ

ای کاخ کیوان جای تو مہ سودہ سر بر پای تو — تابندہ روز از رای تو ہمچون شب تار آمدہ

ز انصاف تو جان و زمان ہستند در خواب امان — جز بخت تو کاندر جہان پیوستہ بیدار آمدہ

اجرام انجم نیست این تابندہ ہر ساعت چنین — رشحی است بر چرخ برین کز ابر آذار آمدہ

ہر قطرۂ کاندر ہوا باریدہ از ابر عطا — از شرم جودت قہقرا بر چرخ دوار آمدہ

بالای گردون پست تو ہستی جود از ہست تو — غمگین ز فیض دست تو صد بحر زخار آمدہ

شاہا یہ قاآنی نگر خاقانی ثانی نگر — نی روح خاقانی نگر اینک بگفتار آمدہ

تا بر زند از کوہ سر خورشید خاور ہر سحر — در شرق و غرب و بحر و بر نورش نمودار آمدہ

تابندہ بادا اخترت بر سر ز خورشید افسرت — ز آنرو کہ رای انورت خورشید آثار آمدہ

در توحید باری تعالی عز اسمہ فرماید

نہانی از نظر ای بی نظیر از بس عیانستی — عیان شد سر این معنی کہ میگفتم نہانستی

گہی گویم عیانستی گہی گویم نہانستی — نہ اینستی نہ آنستی ہم اینستی ہم آنستی

بنزد آن کت از عین عیان بیند نہانستی — بہ پیش آن کت از چشم نہان جوید عیانستی

یقین ہر چند میجوید گمان ہر چند میپوید — نہ محصور یقینستی نہ مغلوب گمانستی

بیانی را کہ کس واقف نباشد نکتہ پردازی — زبانی را کہ کس دانا نباشد ترجمانستی

بیان و معنی و الفاظ و صورت نیستی لیکن — ز معنی صورت و الفاظ و معنی را بیانستی

بچشم حق نگر گر شرف بیند مردود النشور ‌‌ تو در هر قطرهٔ پنهان چو بحر پیکر انستی
اگر کس عکس خورشید فلک در آبدان بیند ‌‌ نیارد گفت خورشید فلک در آبدانستی
کجا مهرے که سی صد چند غبر اجرم رخشانش ‌‌ درون آبدان بودن خلاف امتحانستی
دگر گوید نه خورشید است کاندر آبدان دیدم ‌‌ زانکار عیان مردود عقل نکته دانستی
یکے گفتا قدیم از اصل با حادث نه پیوند ‌‌ سپس پیوند ما با ذات بیهمتا چنانستی
بگفتم راست میگوئی و راه راست میپوئی ‌‌ ولیکن آنچه میجوئی عیان ازین بیانستی
نه جنبد سرو را شاخ از نسیم و ریشه با هر جا ‌‌ بجنبد اصل آن از باد اگر فرعش توانستی
ازین تمثال روشن شد که تشخص آفرینش را ‌‌ ثباتے با حدوث اندر طبیعت توانانستی
بمعنی هست پاینده بصورت هست زائنده ‌‌ بوجهے از مکان بیرون بوجہے در مکانستی
ازان پایندگی همسایه با عقل گرانمایه ‌‌ ازین زایندگی همسایه با یونان زمانستی
روان بو علی سینا ازین اشراق سینائی ‌‌ بزیر خاک تاری پای کوبان کف زنانستی
کس از وے تربیت یوید که قاآنی چنین گوید ‌‌ سرآید مرحبا بالله که تحقیق آنچنانستی
به خاصانت بر پیوند کلام لغز من چونان ‌‌ که ره گم کرده را رهبر جرس زی کاروانستی

در مدح خاتم انبیا محمد مصطفیٰ (ص) و امام عصر عجل الله فرجه و ستایش

محمد شاه غازی و جناب حاجی میرزا آقاسی گوید

بود این نکته در حکمت سرای غیب برهانی ‌‌ که در جانان رسی آنگه که از جان عهد بر هانی

خرد شید است و دانش کید و مستی قید جہدی کن — کہ رخش جاں ز جوی شید و کید و قید بجہانی

کمالِ نفس اگر جوئی بیفگن عُجب دانائی — حیاتِ روح اگر خواہی رہا کن خوی حیوانی

معذّب تا نداری تن مہذّب می نگردد جاں — کہ تا بر کش نہ بیرائی بنالد سرو بستانی

بسانِ خواجہ از روحانیاں ہم کام بیروں ن — کہ فخرے نیست وارستن ز قیدِ جسم و جسمانی

بترکِ خمر کوے و درکِ امرِ طاعتِ حق کن — کہ قربِ روح ریحاں بہ ز شربِ راح ریحانی

اگر شوخِ جوالستی و گر شیخِ لوالستی — ترا طاعت بکار آید نہ تسویلات شیطانی

بآبِ بے نیازی چہرۂ جاں آں زماں شوئی — کہ ہمچوں خواجہ گردِ ہستی از دامن برافشانی

ازیں مطمورۂ تن جاے در معمورۂ جاں کن — کہ در مقصورۂ عزلت عروسانند روحانی

طریقِ خواجہ گیر ار ہمتی داری کہ روز و شب — بخود زحمت نہد تا خلق را باشد تن آسانی

برو در مکتبِ تجرید درسِ عشق از بر کن — کہ دست آویزِ دونانست حکمتہای لقمانی

اثر از مہر و کیں خواہی و آں در کار نفع و ضر — نہ در تثلیث برجیسی نہ در تربیع کیوانی

چہ گوئی راوی قمی چہ گفت از شارعِ اُمی — در آیت بیش گیر آخر روایت را چہ میخوانی

لغت در معرفت لغو است گو رو ہر چہ خواہی گو — چہ مقصودِ سخن دانی چہ عبرانی چہ سریانی

ازاں عرو خدا از دیدۂ عامی بود پنہاں — کہ عارف داغ بر دل دارد و زاہد بہ پیشانی

بدست آرار توانی دل بدستار از چہ مائل — کہ دستارت نبخشد سود اگر از اہل دستانی

گر از دستار سنگیں چہرِ جاں رنگیں شدی بودے — زیارتگاہ جانہا گنبدِ قابوس جرجانی

اگر در مجلسِ خواجہ بصدق و درد بنشینی — لہیبِ ہفت دوزخ را بآبے سر نشانی

برو با دست اندر خلوتِ جان راز دل سر کن — که از بیرون نبخشد سود سالوسات لامانی

سوادِ عشق چون بینی بهل سودای عقل از سر — که در خورشید تابستان تن باراست بارانی

اگر عزم فنا داری بسوزه از دل که عاشق را — بخوان فقر بریانی بکار آید نه بورانی

غمی کو جاودان ماند به از عیشی که طیش آرد — که عاشق را در آن یک غم دو صد وجد وجدانی

بیا تسلیم را تعلیم گیر از همتِ خواجه — کزین تدبیر ناقص پنجه با تقدیر نتوانی

تو آخر خنده ای با چشمهٔ بیضا چه میتابی — تو آخر قطره ای با لجهٔ دریا چه پیمانی

بهل تا دفترِ دانش بجوی دل فرو شویم — که من امروز دانستم که دانا نیست نادانی

چو سوسن پیش ازین از ذکر سرتاپا زبان بودم — کنون از فکر چون نرگس همه چشم زحیرانی

چه پوشم جامه در تن که گه درّم گهی دوزم — من آخر آفتابم خوشترم در وقت عریانی

من ار عورم ولی عوران محنت را بهم جامه — که روحم نسبتی دارد بخورشیدِ زمستانی

برشته آه چون غم را ز دل بیرون کشم گوئی — که بیژن را بدل آرزو چه گردِ سجستانی

تنم چون حلقهٔ در شد دو لوت از غم نومیدی — که وقتی خواجه از رحمت نماید حلقه جنبانی

حیاتِ روح دامن دل من اندر نیستی دیدم — بمیرم کاش این هستی بهستی باد ارزانی

اگر پیرایهٔ هستی نبودی ذاتِ پیغمبر — بیک ارزن نیرزیدی جهانِ باقی و فانی

محمد ﷺ خواجهٔ عالم چراغ دودهٔ آدم — که سر آفرینش را وجودش کرده برهانی

کمالِ نور هستی از جمال او بود ورنه — حقایق را بدی همچون شقایق داغ نقصانی

زهی ماهی که انوارش بود اسرار لاهوتی — نهی شاهی که رایاتش بود آیات قرآنی

یا مراد بر آمد ناقه از خارا و رمز امست ایں — که در نخیل وے از صالح نیاید جز شتربانی
بتائید و لائے او عزیز مصر شد یوسف — وگرنه پوست کردی بر تنش تا حشر زندانی
بود دار الشفائے لطف او را ایں دو خاصیت — که در روے غم پرستاری نماید درد درمانی
شبے اندر سراے اُمّ هانی بود در طاعت — که ناگه جبرئیل آمد فرو از عرش ربانی
که اے فهرست هستی ای همیں دیباچهٔ فطرت — بسوی عرش نورانی گرای از فرش ظلمانی
نبی شد بر براق و رفت و با جبرئیل تا سدره — ز ره یدن فرو ماند آں همایوں پیک ربانی
نبی گفت ای همیں پیک خدا از ره چرا ماندی — چنیں کآهسته میرانی بر پیک خسته میمانی
بپاسخ گفتش ای مهتر مرا بگذار و خود بگذر — که گر من با دم از جنبش تو برقی و ر سکرانی
مرا جا سدره است اما تو گر صد ره چمی برتر — هنوز نت رخش همت در تگست از گرم جولانی
فرود آمد از براق عقل کو وا مانده همچوں من — بر آمد بر رفرف عشق و پران تا بهر کجا رانی
پیمبر گشت بر رفرف سوار و شد با و ادنیٰ — شنید اسرار ما اوحیٰ و دید آثار سبحانی
بجائی رفت کانجا جا نمی گنجد ز بیجائی — بدیں جان و تن اما تنی ننمود و جان جانی
نهادندش بپیر از خوانِ غیبی نزل لا ریبی — پیمبر کرد از جان نزل آں خوان را ثنا خوانی
پس آنگه ساز خوردن کرد ناگه از پسِ پرده — بر آمد ز آستیں دستے چو قرصِ ماه نورانی
پیمبر شکر یزداں کرد گفت ای دست دست تو — مرا ایں دست برد از دست و در ماندم ز حیرانی
کشودی دستی از غیب و نمودی دستگاهِ خود — بلے در دستگاه هست دستیار اند پنهانی
بشخصم دستگیری کن که تا ایں دست بشناسم — که اندر دست خود دانم گرم زیں دست زنهانی

چو دستوری ز یزدان جست و در آمد سنت شد خیره ‌‌‌ — ‌ بگفت ای پنجهٔ شهباز دست آموز یزدانی

همه نوری همه زوری بجانت هر چه می بینم — بدان خیبر گشا دست ید اللهی همی مانی

هنوز آن حلقهٔ در بود در جنبش که باز آمد — مر آن سر حلقهٔ هستی الفرش از عرش رحمانی

نه خود را بر ده همره بلکه بیخود رفت و باز آمد — که در مقصورهٔ وحدت نگنجد اول و ثانی

زهی پیغمبری کز محکمی احکام شرع او — بکاخ آسمان ماند که ننهد رو بویرانی

ولی تا رفته از دنیا خلل افتاد در دینش — که قومی سخت دل کردند عزم سست پیمانی

بدینسان سالها بگذشت کاین دین بود آشفته — که اندر مرز گیهان می نبد یک مرد ایمانی

پیمبر خواست در دنیا کند مبعوث شاهی را — که از عدلش نظامی تازه گیرد دین دیاتی

گزید از جملهٔ شاهان سمی خود محمد را — که در دین تازه فرماید رسوم معدلت رانی

سر شاهان محمد شه که تائیدات حکم او — برون برد از ضمیر خلق تسویلات نفسانی

شهنشاهی که تا نامش بر نامهٔ هستی — بماند از شرف چون بای بسم الله عنوانی

اگر پیرامنی دوزد قضا اندر خور بخششش — فضای عالم هستی کند آن را گریبانی

بغواصی چه حاجت نام جود او بدریا بر — که تا هر قطرهٔ آبش شود لولوی عمانی

بدخشان از چه باید رفت کلکش بربنارستان — که تا هر دانهٔ نارش شود لعل بدخشانی

نه تنها آدمی را دستش از بخشش کند دعوت — که تیغش دیو و دد را هم کند در بزم مهمانی

دو مژهٔ او که پنجهٔ شیر را ماند که از هیبت — زند بر جان ناپاکان دین ژوبین ماکانی

زبس وجد و فرح دارد سراپا عید را ماند — بعیدی های چنین باید دل و جان کرد قربانی

اگر گردون کشاده روی بودی نه چنین بدخو — گمان دارم که شاهش حکم فرمودی بدربانی

فراز مسندِ شاهی چو بنشیند خرد گوید — جهانی بر یکی مسند تبارک صنع یزدانی

معاذ الله اگر با آسمان روزی بخشم آید — نماید چین ابرویش بجسم چرخ سوهانی

بلا تخم است تنها کشت ور روزِ کینه تابستان — روانها خوشه شه دهقان و تیغش دامن دهقانی

ندیدم تا ندیدم خنجرِ الماس فعلِ او — که از زمرد چکد مرجان وز آهن لعل رمانی

ز خونِ خصم در هیجا چو گردد لعل پیکانش — بخرّد جوهری او را بجای لعل پیکانی

سر گیسو گرفته حور در کف بو که بنماید — بجای شهپر طاؤس از خوانش مگس رانی

بپاید کودکِ بختش بمهدِ امن تا مهدی — نماید از حجابِ غیب مهر چهرِ نورانی

امامی کز وجودِ او جهان برپا بود ورنه — صورها باز گشتی جانبِ نفسِ هیولانی

همامی کز ولای او اگر حرزی بخود بندد — بمحشر وارهد ابلیس از آن آلوده دامانی

تبارک یا ولی الله آخر پرده یکسونه — که تا از چهر میمونت کند گیتی گلستانی

چو بودی از نظر غائب نبودی شاه را نائب — رسولش حکم داد اوّل تو امضا داوَرش ثانی

بلی چون حاجی آقاسی امینی در میان باید — که تا شه را رساند از تو توقیعات پنهانی

تو مانا ایزدی او جبرئیل و شاه پیغمبر — که شه را آرد از سوی تو تنزیلات فرقانی

نبودی گر چنین گردون بنا رست اینهمه معجز — که از درکش بود قاصر عقولِ قاصی و دانی

هزاران در هزاران تو تب سازد اژدها پیکر — که هر یک جانشین دوزخند از آتش افشانی

بسیج تو رخانه شهری گر در بیابانها — نبوید در بیابانها نسیم از تنگِ میدانی

دبیرانِ سپه دفتر فرو شویند یکباره ‌ ‌ ‌ کز آن سوی شمار افتاده جیشش از فراوانی

مرا از کار شاهنشه همی باللہ شگفت آید ‌ ‌ ‌ که هر کاری کند گوئی کر الهامی است ربانی

بنظم جیش دامن ملک وطی کشور ولشکر دین ‌ ‌ ‌ هزاران معجزات آرد فزون از فهم انسانی

تهی سربازر از آں ساں که سلمان زیں مداین شد ‌ ‌ ‌ کند از روی معجز والی ملک سلیمانی

بفضل خویش صاحب اختیار ملکِ جم سازد ‌ ‌ ‌ ز بهر رجم دیوانش سپارد حکم دیوانی

مرآنهم بے سپه آمد بملک فارس در وقتے ‌ ‌ ‌ که بودند اندر آں کشور گروهے خان د خانی

همه اندر خدا طاغے همه با پادشه باغے ‌ ‌ ‌ همه فاجر همه باغی همه فاسق همه زانی

زیاد از بسکه شد ظلمِ یزیدی اندر آں کشور ‌ ‌ ‌ بسا مسلم که بر دارِ فنا جاں داد چوں هانی

بخت شاه و عونِ خواجه اندر پارس حکم او ‌ ‌ ‌ رواں شد بے سپه چوں در مداین حکم سلمانی

بدالنساں فارس ایمن شد که مه‌رویان هم از بیم او ‌ ‌ ‌ بهم بستند گیسوا زپے دفعِ پریشانی

بجز دیگِ سخای او که سال و ماه می جوشد ‌ ‌ ‌ خم می هم ز جوش افتاد در دکان نصرانی

ز یک تن در همه کشور خروشے بر نمی خیزد ‌ ‌ ‌ بجز در صبح و شام از نای و کوس و جیش سلطانی

چناں شد راست کار ملک از و کاندر دبستاں هم ‌ ‌ ‌ نگردد از پے تعلیم خم قد طفلِ دبستانی

کماں گر تیر میسازد ز بیم آنکه مبد اند ‌ ‌ ‌ بکیشِ شاه هر گو کار را فرض است قربانی

زبن بر کند هر نرگس که بد اندر گلستانها ‌ ‌ ‌ بجرم آنکه نرگس نسبتی دارد بفتّانی

ز بس پهلوی مظلوماں قوی کرد است عدل او ‌ ‌ ‌ سزد گر صعوه شاهینی نماید بره سرحانی

بساتیں را چناں کرد از درختاں تازه و خرم ‌ ‌ ‌ که آب اندر وہاں آرد ز حسرت حور رضوانی

حصاری کز دلِ اعدای خسرو بود ویراں تر
بیک مه همچو روئیں دژ نمود از سخت بنیانی

ده و دو آسیا سنگ آبرازی دار ملکِ جم
ز قصر الدشت جاری کرد چوں اشعار قاآنی

ز سنگِ سخت بے ضربِ عصا و دعوی معجز
ده و دو چشمه آب آورد چوں موسیِ عمرانی

بسے فرسنگی شیراز رودی هست پهناور
که عمقش وهم اگر سنجد فرو ماند ز حیرانی

کراں رودی که نتوانی ز پهنای شگرف آں
سمندِ عقل و خنگِ وهم و رخشِ فکر بجهانی

شکم بر خاک بیمالد چو مالِ گرزه در چنبر
بوقت باد مینالد چو رعدِ ابر آبانی

بود چوں حکمِ او جاری هر آنرود از یکے چشمه
گر نامش مختلف گویند دانایان ز نادانی

یکے ششش بیر میداند یکے شش پیر میخواند
که شش چه بوده یا شش پیر آنجا کرده مهمانی

میانِ خطهٔ شیراز و آں رود رواں دره
بود کوهی بغایت سخت چوں اشعار قاآنی

سرش شیرے دو بیروں جسته است از چنبر هستی
بپیش آنسوترک ز آنجا که دنیا میشود فانی

بباید کوه را سفتن کزیں سو رود یا بدره
که اینسو ره ندارد رود اگر گرده انسنانی

وزیں سوتر یکے دره است هول انگیز کاندر وے
ز بس ژرفی توانی هفت دریا را بگنجانی

چناں ژرفست کز قعرش به بینی گاو و ماهی را
اگر بلور بیں لختے نظر در وے بگردانی

بباید دره را انباشت با سدّی گراں از تن
تو اندمی بر آید آب تا گردد بیابانی

ز دوراں کیومرث اولیں شه تا محمدؐ شه
که ختم پادشاهاں جهانست از جهانبانی

تتے آں دره را انباشت نتوانست از شاهاں
کسے نارست آں کہ را شکست از انسی و جانی

چه هوشنگ گراں فرهنگ و چه طهمورث دانا
چه جمشید سپهر اورنگ و چه ضحاک علوانی

چه افریدون و چه ایرج چه منوچهر و چه نوذر　　چه زاب دورزاع آن شهر در فرخنده فرمانی

چه گرشاسپ که بُد خاتم ملوک پیشدادی را　　چه فرخ کیقباد آن رسم عدلش داد را بانی

چه کاوس و چه کیخسرو و چه گشتاسپ چه لهراسپ　　چه روشن رای بهمن چه همایون دخترش خانی

چه داراب و چه دارا و چه اسکندر که از رومی　　سپاه آورد و غالب شد بر ایران و بر ایرانی

برای نسبت یکایک بر شمرا ایران خدایان را　　چه اشکانی چه ساسانی چه سلجوقی چه سامانی

بویژه جم که بیحد گنج داد و رنج . برد اما　　سراسر نار ثار او بیهوده شد چون نار خطیانی

و دیگر شاه عباس آن شهی کز شوکت و فرّش　　شوی آگه کتاب عالم آرا را چو برخوانی

بسالار مهین بارگه الله وردی خان　　که بد هم در سرافشانی سر هم در زرافشانی

بحمد این حکم را و آن رفت و نتوانست باز آمد　　سه ساله رنج او نادره دباری جز پشیمانی

کریم آن پادشاه زند با آن قوت و قدرت　　که در هر کار بودش خاصه در تعمیر و ویرانی

بسا این اندمالی چند از موج بحار افزون　　بکار افگند و آخر خلق گفتندش که نتوانی

ولے آخر به بخت شهریار و باطن خواجه　　که هستی زند او خجلت بر دارند تنگ سامانی

کمیں سربازی از خسرو حسین آمی حسن سمی　　کم از شش مه نمود این کار مشکل را بآسانی

نخستین روز گفتندش مکن این کار و بگذر　　که نتوانی اگر صد گنج سیم و زر بیافشانی

نه یزداں کتا کوه گراں از پیش برداری　　گر فیمت به نیرو گردن شیراں به پیچانی

نه برقی تا شگافی صخره صمّا زیکدیگر　　نه زلزالی که آری کوه خارا را به جنبانی

دگر این کار کردی با زمان بادینی افتد　　همی گوئیم یا پیغمبری یا سحر میدانی

بگفت از فر بخت شهریار و باطن خواجه | نه از زور تن و عزم دل و نیروی نفسانی
من این کوه گران از پیش بر دارم بدان آیین | که خاقان را ز پشت پیل گرد زابلستانی
بگفت این را و از ایوان بهامون رفت و پس چون آن | که از ایوان بهامون چون خرامد سرو بستانی
مهندسهای اقلیدس مهارت خواست از هر سو | که یارند آزمودن طول و عرض ملک امکانی
نخستین خود بعون بخت شاه و باطن خواجه | بر آن گه تیشه زد و آن کوه حرفی گفت پنهانی
تو گویی رب سهل گفت و از دل گفت کار دعوت | همان دم مستجاب افتاد در درگاه سبحانی
ز نوک آهنین تیشه شد آن گه آهنین ریشه | وز آن دهشت بپراند بیشه دل شیر نیستانی
تو گفتی کوه آبستن بود کز هر کران در وی | چنین سان رفته نقابی و نقبش کرده زهداتی
میان کوه را بشکافت همچون دره از هم | دهان بگشاد گفتی کوه شه را در ثناخوانی
تو گویی نام تیغ شه بگوشش کوه گفت ار نه | ز هم نشکافتی تا حشر با آن سخت ارکانی
وزین سو دره را سدی گران بربست همچون که | که گویی سد اسکندر بود در سخت بنیانی
هر آن سد را سه ده گز هست بالا و درازیش | به نسبت کرده از مقدار بالائش سه چندانی
تو گویی دره گه گردد که را دره یا که را | ز جا برکند و در آن دره بنهاد از هنردانی
چو شخش شه رفت و جاری گشت دریائی خروشنده | که از طغیان هر موجش شدی نه چرخ طوفانی
هر آن را نهر سلطانی لقب بنهاد و می زیبد | کزین نام نکو موجش زند بر چرخ پیشانی
چو آن نهر از ره شخش پذیر آمد به که تاریخش | بگوییم کز ره شخش پذیر آید نهر سلطانی
و یا چون آبروی شهری از وی شد فزون گویم | بیفزود آبروی شهری آب نهر سلطانی

بسد باغ شه چون دست خسرو ساخت دریائی — که گر بینی سراب فیض و بحر رحمتش خوانی

تو گوئی طبع خسرو بانیست آن ژرف دریا را — و گر نه کیست جز یزدان که دریا را شود بانی

دما دم از حباب آن آب بر کف کاسه دارد — که نزد همت خسرو نماید کاسه گردانی

بشب عکس مه و پروین عیان گردد ز آب او — چو از دیر سکوپا شعلهٔ قندیل رهبانی

نهان از شیب آن دریاچه نهرے چند واز هر سو — سوی شهر و قری جاری چنان کاحکام دیوانی

خیابانی بنا فرمود گرد اگرد دریاچه — که میر قصد در ختانش ز سیرابی و ریانی

ولے مشکل برویدزان خیابان سرو کز خجلت — بنالیدش قد دلکشش سرو خیابانی

الف سان از میان جان کمر بست و دریکدم — مهان شهر را کرد از نعیم شاه مهمانی

بیکدم خاک را بر آسمان کرد از چه از خیمه — یک انسان دید همه قدرت تعالی شان انسانی

بزرگان مقدم رنج خدمت را کمر بسته — مقدم آری از خدمت توان شد زرتن آسانی

بر از ضحاک ماران شد زمین کز نیش هر نیزه — نمود از کتف هر سرباز خسرو نیش ثعبانی

زبانگ توپ گر شد چرخ و دودش رفت تا جائے — که شد خورشید کافوری سلب را جامه قطرانی

همیشه بانگ رعد از چرخ آید بر زمین و اینک — غو رعد از زمین بر آسمان شد انیت حیرانی

زبهر آنکه آب آورد و آبے روے کار آورد — زبهر آب جشنے کرد به از جشن آبانی

چراغان کرد شیراز و بساتین را بدان آئین — که گفتی صبح نورانی دمید از شام ظلمانی

بجنبش زاهتزاز باد هر شعلهٔ شمعے — چو از باد سحر برگ شقایقهاے نعمانی

بهر دروازه طرحی تازه افگنده است گر شرحش — فرو مانم چو باقل همه تقریر سحبانی

بهر یک طرح چل بستان بسر افگنده گز گردون — ز فرط شوق کیوان آمدست اینک بدهقانی

بهر بستان سراسر قصری که گیتی با همه وسعت — نیارد کردن اندر قصر بستان شبستانی

مرتب یاب هر قصرش چو صنعتهای جمشیدی — مهذب خاک هر باغش چو حکمتهای لقمانی

تو پنداری دو صف خوبان نشستستند رو بارو — که باهم طعن هم چشمی زنند و لاف همشانی

بود جنات عدنی هشت و اینک زاهتمام او — برون از شمر جنات شیراز از فراوانی

حدیث خلد با شیراز بان اکنون بدان ماند — که مشتی زیره زی کرمان برانداز بهر کرمانی

زلیخاوش عروس مصر است اکنون دار ملک جم — که بر خاکش سجود آرد جمال ماه کنعانی

بهر راغش بود باغی بهر باغش دو صد گلبن — بهر گل بلبلی همچون نکیسا در خوش الحانی

بهر راهش دو صد باره است و در هر غرفه صد طرفه — بهر کویش دو صد جو بیست و در هر خانه صد خاقی

سفر در گر شه بدین کشور قدم رنجه فرماید — که شه جانست و کشور تن نپاید تن به بیجانی

سراسر ملک بستان شد ملک را تا که میگوید — بحکم بخت درین بستان که داد عیش بستانی

شه ار آید سوی شیراز بهر گشت دیار او — بر آرد بادبرید آسا ز شادی بانگ سبحانی

بغیر از نهر سلطانی که دوران از شاه میپوند — ندیدم نهر کالوتی نماید آب نیرانی

شها با دست چون دریا سوی این نهر گامی زن — که تا آتش بیفزاید چو سیل از ابر نیسانی

بهر جا هست نهری سوی بحر آید عجب نبود — که بحری سوی نهر آید ز تقدیرات یزدانی

گر آید حکم فرمای عجم زی دار ملک جم — گل شیراز گردد غیرت تحمل سپاهانی

شهنشاها گر از سرچشمهٔ جودت مدد یابم — بدریای ضمیر من کند هر قطره قطرانی

دراین مدحت قبول پادشه افتد عجب نبود　　که بر خوانِ کمالِ من کند هر لقمه لقمانی
چو خود بودی محمد مرمرا حسّان لقب دادی　　عجب نے گر محمد را خوش آید مدحِ حسّانی
اگر در عهد شه بودی و قدرِ شاعراں دیدی　　بزاندی طعنه بر شاعرا ثیر الدین اومانی
قوافی شد چو النعامت مکرّر پس همان بهتر　　که عمرت نیز همچوں گفتهٔ من باد طولانی

فی المدیحه

کشودی زلف قیر آگیں جهاں را قیرواں کردی　　نمودی چهر مهر آئیں زمیں را آسماں کردی
قمر آوردی از گردوں بشاخِ ناروں بستی　　گهر ونددیدی از عماں نهلِ درناروان کردی
یکے گردندہ کوہے را لقب کیں سیریں دلوی　　یکے باریکه موی را صفت لاغر میاں کردی
بداں فتراکِ گیسو زمزنک پای دل بستی　　وزاں شمشیر ابرو اندک اندک قصدِ جاں کردی
دو پرچیں کردی از سنبل بگردِ یک گلستاں گل　　وزاں پرچیں پرچینم نشندو ناتواں کردی
نمودی چهرهٔ ماهِ آسمان را ز آستاں راندی　　کشودی غنچه گنجِ شایگاں را رایگاں کردی
دو جلباب از شبِ مشکیں فگندی بر مه پروین　　وباد در بارهٔ ماچیں دو برج از قیرواں کردی
ز غم چوں شام تاریکست روزِ روشنم تا تو　　شبِ تاریک را بر روز روشن سائباں کردی
ز چینِ گیسوی مشکیں فگندی رخنه ام در دیں　　جزاک الله خیر اگر زره کارِ سناں کردی
ز بس نامهربانی با من اے آرام جاں کردی　　فلک را با همه نامهربانی مهرباں کردی
نگارا دلبرا یارا دلارا ما وفا دارا　　خجل زیں نامهابادی که مارا بے نشاں کردی

پری بگریزد از آہن تو اے ماہِ پری چہرہ — چرا یک پارہ آہن را نہاں در پرنیاں کردی

سر نسبت از کمر پیدا میانت در کمر پنہاں — بنقدی کوہ سیمی ہست اگر موئے نیاں کردی

فگندی بر سرین از لیس دو لوبیا سنبل مشکیں — بنازم زور تقے را کز دو لنگر بادباں کردی

در اول ارغوانم را نمودی زعفران و آخر — زخونِ دیدۂ و دل زعفرانم ارغواں کردی

سبب شد رویت از خط و ین خطا زاں زلفگاں سرزد — کہ صد رہ در سیہ کاری مراد را امتحاں کردی

چو دہقانی کہ گہ در زعفرانم ارغواں گشتی — چو صیاغی کہ گاہ از ارغوانم زعفراں کردی

بگفتم زلف تو دزد ست از کیدش بباش ایمن — از و غافل شدی تا یک طبق گوہر نہاں کردی

کس از ہندو شود ایمن کہ بسیار د برد گوہر — بتا بس سادۂ کو را امینِ خود گماں کردی

سیاہی خانہ کن را اختیارِ انجمن دادی — غرابے را ہمزاں را ہمای کارواں کردی

نہ این زلفت ہماں ہندو کہ دل دزدید از ہر سو — کجا دیدی امانت زو کہ او را پاسباں کردی؟

نہ این زلفت ہماں رہزن کہ میزد راہِ مرد و زن — چہ موجب شد کہ او را خازنِ گنج رواں کردی؟

نہ این زلفت ہماں زنگی کش از روم ہست دلتنگی — چہ شد کاوردی و در مرزِ رومش مرزباں کردی؟

نہ این زلفت ہماں کافر کہ برد ے دین و دل یکسر — چہ شد کاندر حریمِ کعبہ او را حکمراں کردی؟

نہ این زلفت ہماں شیطاں کہ خصمے داشت با ایماں — چہ شد کادم صفت زیں ساں بخویشتن امتحاں کردی؟

نہ این زلفت ہماں زاغے کہ زد ویرانہ ہر باغے — چہ شد کاں زاغ را بر باغِ عارض باغباں کردی؟

گرہ کردی چو مشتِ پہلواناں زلف مشکیں را — بصد نیرنگ و فن افتادۂ را پہلواں کردی

الا ای زلف خم در خم چرائی ایں چنیں درہم — چہ شد کامروز با ما ہم بنخوت سرگراں کردی

گہے بر سہ زدی پہلو گہے بر گل گرفتی خو | گہ از چنبر نمودی گو گہ از چیں صولجاں کردی

زلس چین و گرہ داری بتن ما فازرہ داری | خدنگ کیں بزہ داری از آں قد چو کماں کردی

نہ ماری از چہ بر گنج لآلی پاسباں گشتی | نہ زاغے از چہ بر شاخ صنوبر آشیاں کردی؟

نہ طاؤسی چرا بر ساحت جنت قدم سودی | نہ شیطانی چرا بر روضۂ رضواں مکاں کردی؟

تو خود یکمشت مو افزوں نۂ اے زلف حیرانم | کہ چوں از بوی جاں پرور جہاں را بوستاں کردی

ہمانا نافۂ چینی نہفتی زیر ہر چینے | و یا آہوئے تاتاری بہر تارے نہاں کردی

ز موی ایں چنیں بوی مرا باللہ شگفت آید | سیہ زلفا مگر جیب و بغل پر مشک باں کردی

کجا استغفر اللہ مشک و باں ایں بوی خوش ایں نکہت | سیہ زلفا مگر آتم آستیں پر ضیمراں کردی

نہ ہرگز حاش للہ ضیمراں ایں طیب ایں طینت | سیہ زلفا یقیں جا در بہشت جاوداں کردی

علی اللہ عارض حور جناں ایں زیب ایں زینت | سیہ زلفا مگر روح القدس را میہماں کردی

نیاید از دم روح القدس ایں طیب طوبیٰ لک | کہ از یک بوی جاں پرور جہانے شادماں کردی

سیہ زلفا تو بر خود گو چہ کردی تا شدی مشکیں | کہ من اینہا کہ بسرودم نہ ایں گونہ گماں کردی

ولیکن بردہ ام بوی کہ ایں بو از چہ شد پیدا | چرا سربستہ گویم کیں چنیں یا آنچناں کردی

معاذ اللہ بہشت جاوداں ایں جا و ایں راہ است | سیہ زلفا مگر الفت تو با حور جناں کردی

نہانی از شو تعادی نسیم صبح را و زاو | غبارے عاریت از درگہ فخر زماں کردی